1051

الزبدة العمدة

١٤٠٦هـ

في

شرح البردة

مصنف:

نور الدين علي بن سلطان محمد القاري الهروي المكي

1051

الزبدة العمدة

في

شرح البردة

تصنيف

نور الدين علي بن سلطان محمد القاري الهروي المكي

قال صاحب كشف الظنون مصطفى بن عبد الله حاجي خليفه

ومن احسن شروحها (القصيدة البردة)

شرح نور الدين علي القاري المتوفى ١٠١٤ھ

ناشر

جمعیت علماء سکندریه

درگاه شریف پیر جھوگوت (پیر جوگوٹ) من مضافات خیرفور (خیرپور) سندھ باکستان

Marfat.com

الزبدة العمدہ فی شرح البردہ

ملاعلی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی (م ۱۰۱۴ھ)

نسخہ خطی ——— میاں خالد راجڑ ۱۲۲۴ھ

تقدیم ——— مفتی محمد رحیم سکندری، پیر جوگوت

تحقیق وتحشیہ ——— "

کتابت ——— فیض محمد سکندری فیضؔ رقم

تعاون ——— قومی ہجرہ کائونسل اسلام آباد، پاکستان

سن اشاعت ——— ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ

ہدیہ ———

مطبع ——— نوید پرنٹنگ پریس، ناظم آباد ۲ کراچی

58807

ناشر

جمعیت علماء سکندریہ

درگاہ شریف بیرکوٹ (پیر جوگوٹ) من مضافات خیرفور (خیرپور) سندھ باکستان

Marfat.com

حرفِ آغاز

راقم الحروف کو طالب علمی کے زمانے سے قصیدہ بردہ (مدیح البردۃ المعروف قصیدۂ بردہ) سے بحمدہ تعالیٰ قلبی ذوق رہا ہے استادی مفتیٔ اعظم پاکستان مفتی محمد صاحبداد رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے روزانہ کا سبق بغیر کسی محنت کے یاد ہو جاتا تھا۔ اب تیسواں سال گزر رہا ہے مگر قصیدہ شریف مجھے یاد ہے۔ فلہ الحمد والمنۃ

۱۹۶۸ء میں جب حرمین شریفین (سفر حج اور گنبد خضریٰ) کی زیارت کے لئے بخت خفتہ بیدار ہوا تو استاد محترم مولانا محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا مدینہ طیبہ اور مکہ شریف میں اگر "زبدۃ" شرح قصیدہ بردہ مصنفہ ملا علی قاری مل سکے تو خرید کر لے آنا۔ میں نے ہر قسم کے کتب خانے دیکھے مگر کہیں بھی "زبدۃ شریف" کے حصول میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس وقت سے لے کر زبدۃ شریف کی تلاش برابر جاری رہی اور من جدّ وجد کے مطابق آخر کار اس کا ایک قلمی نسخہ اخوی مولانا میر محمد [illegible] صاحب کی لائبریری میں ملا جو آپ کی ساتویں پشت میں آپ کے جد اعلیٰ بزرگوار اور نابغہ روزگار صاحب علم و فضل میاں محمد خالد راجڑ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ یہ میاں محمد خالد صاحب وہی ہیں جن کے پیر سائیں محمد راشد روضہ دے سے خط و کتابت کا رابطہ رہتا۔ اور غالباً پیر سائیں روضہ دھنی ہی سے آپ کو بیعت حاصل تھی۔ فقیر مولانا میر محمد راجڑ کا تہ دل سے مشکور ہے۔ جنھوں نے نسخہ فراہم کیا۔

میرے سامنے یہی واحد نسخہ تھا جسے فقیر نے اپنے مخدوم استاد العلماء حضرت مولانا القدس علی ہریوی قدس کی شفقت و تعاون سے تحقیق کے بعد کتابت کی سعادت حاصل کی۔

فقیر نیشنل بچہ کونسل کا مشکور ہے۔ جس نے میری پرانی امید اور ذوق کی تعبیر و تکمیل میں مدد دی۔

بالخصوص جناب ڈاکٹر ایس۔ اے بلوچ صاحب شکریہ کے مستحق ہیں جنھوں نے ہر موقعہ پر تعاون اور رہنمائی فرمائی۔

فقیر مفتی محمد رحیم ناظم جامعہ اشرفیہ
خطیب مسجد درگاہ شریف پیر جو گوٹھ
(خیرپور)

Marfat.com

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

مولای صلّ وسلّم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

حمد وثنا ذات واجب الوجود مستجمع جمیع صفات کمالیہ کے لئے، جس کی ثنا کا حق ادا ہونا، خارج از امکان ہے۔ پھر بھی واجب و لازم ہے:

لا احصی ثناء علیک کما اثنیت انت علیٰ نفسک

درود لامحدود، حسن مطلق، جوہر فرد سید المرسلین، شفیع المذنبین حبیب رب العالمین پر جو نہ صرف اپنے صوری و معنوی محاسن و کمالات میں بے مثل و بے نظیر ہیں بلکہ عشق و عرفان، ذوق و شوق، قلب و روح کی وابستگیوں کا قبلہ و کعبہ بھی ہیں:

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم

امابعد — اس حقیقت میں کوئی شبہ نہیں کہ حرف و حکایت، فن و سخن، ادب و انشا اور علوم و معارف کی دنیا میں سب سے زیادہ جس شخصیت کو واجب الاحترام اور مرکز عقیدت جان کر موضوع بنایا گیا وہ شخصیت بلا نزاع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہے تحقیق و تنقیح کے اعلیٰ سے اعلیٰ معیار کی جتنی روایتیں دریافت ہوئیں، ہر ایک معیار کے مطابق آپ کی عظمت و تقدیس، رفعت اور نکھار میں اضافہ ہی ہوا وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ؛

قلب مسلم، نظر مومن۔ ذوق الٰہی۔ ایمان و عرفان کے حوالے سے اگر آپ مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ فقط رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات وہ مرکزی نقطہ ہے۔ جو فدائیت و محبوبیت، عقیدت و عظمت، رفعت و تقدیس کے تمام ابواب کا مرجع اور مآب ہے۔

آپ کی ذاتِ اقدس سے ادنیٰ تعلق نے ذرّات کو خورشید و ماہتاب بنا دیا، رہزنوں کو رہبر عالم اور مریضوں کو مسیحا کر دیا۔

آپ کی ذاتِ اقدس سے تعلق کی کرامت و برکت نے، صحابہ کرام کو رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ کے وجد آور اور کیف آگیں خطاب سے سرفراز فرمایا۔

اسی تعلق کی برکت سے رسول ہاشمی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلاموں نے نہ فقط قیصر و کسریٰ کی دیواریں ہلا دیں بلکہ دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ پچیس لاکھ ۱۱ ہزار مربع میل کی عظیم سلطنت پر کامیاب فرمانروائی کی؛

قلبی وارفتگی اور ذوق و شوق کے اس ساز کو اگر چھیڑ دیا جائے تو نہ صرف قلب و روح اضطراب و وجد میں آجائیں بلکہ در و دیوار بھی جھوم اٹھیں بلکہ شدتِ تاثیر کی چند ایسی روایتیں بھی محفوظ ہیں کہ خود سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم مسرت و انبساط سے جھوم اٹھے۔

باز گو از نجد و از یاران نجد تا در و دیوار را آری بوجد

Marfat.com

حسن و احسان

ذوق و شوق کی بات جب شروع ہو تو اس کی تان حسن و احسان پر ہی جا کر ختم ہوتی ہے۔ حسن کسی بھی رنگ میں ہو وہ حسن ہے، نقاش ہے اور لازوال نقاش، وہ ایک ہی جھلک سے قلب و نظر، ذہن و زبان کو غلام بنا سکتا ہے بلاشبہ حسن کی وسعتیں لامحدود، اس کے اثرات دیرپا اور اس کے نقوش لازوال ہوتے ہیں۔

حسن یوسفی جلوہ نمائی تھی کہ حسینان مصر وارفتگی کے عالم میں پھل کی بجائے ہاتھ کاٹ بیٹھتی ہیں اور بے اختیار پکار اٹھتی ہیں:۔ ماھذا بشرا۔ ان ھذا الا ملک کریم، یہ تو تھا مظاہرہ جمال یوسف علیہ السلام کا۔

حسن و جمال رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم

لیکن جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو شان ہی نرالی ہے۔ اس کا پرتو، تو جس پر پڑا۔ اس کے قلب و نظر، فکر و عمل، صورت و سیرت میں انقلاب آگیا۔ اور عظیم انقلاب۔ بلاشبہ اللہ ہ یہ محبوبؐ، حسن کی اس معراج پر نظر آتا ہے جہاں انسانی فکر و فہم، احساس و ادراک کی رسائی نہیں۔ جہاں انسانی عقل اپنی وسعت کے باوجود، کمال عجز و انکساری کا معترف نظر آتی ہے۔ اسی مقام پہ دنیا کے فصیح ترین لوگ اپنی تہی دامنی کے قائل نظر آتے ہیں۔

وکیف یدرک فی الدنیا حقیقتہ ۔۔۔ قوم نیام تسلوعنہ بالحلم

سمجھا نہیں ہنوز میرا عشق بے ثبات ۔۔۔ تو کائناتِ حسن ہے یا حُسنِ کائنات

حسنِ رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم حسنِ مطلق ہے۔ تو حسن کامل بھی، جوہرِ فرد ہے تو جوہرِ غیر منقسم بھی ؎

خود حسن و جمال بے نہایت داری ۔۔۔ ہم جود و کرم بحد غایت داری

شد حسن ترا مسلم و ہم احسان ۔۔۔ محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری

جس ذات کو خلاقِ عظیم نے پوری فیاضی سے حسن بخشی فرمائی ہو۔ اس حسن کامل کی تصویر کشی کسی سے ممکن ہو تو کیونکر:۔

واحسن منک لم ترقط عینی ۔۔۔ واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأ من کل عیب ۔۔۔ کانک قد خلقت کما تشاء (حسان بن ثابت)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ چاندنی رات میں کبھی مہ کامل پر نظر ڈالتے ہیں اور کبھی جمال مصطفویؐ پر۔ مگر انہیں آپ کا رُخ انور ہی حسین تر نظر آتا ہے:۔

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبرو میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا تھا کہ گویا آفتاب چمک رہا ہے۔

ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں کہ "بیٹا! تم اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو تمہیں لگتا جیسے سورج طلوع ہو رہا ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق رُخِ روشن پر پسینے کی بوندیں گوہر آبدار کی طرح ضوفشاں رہتیں[1]۔

---

[1] رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ کے رُخ انور کے متعلق صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے یہ بیانات نہ تو مبالغہ ہیں نہ داستان سرائی بلکہ اپنے ایمان و ایقان اور ذوق بصیرت کا مشاہدہ اور بیان ہیں تاہم انہیں اس مہ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر کی حقیقی تعبیر سمجھنا

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ) بھی حقیقت کے منافی ہے۔ اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ کامل کا پورا ظہور ہی نہیں ہوا۔ ورنہ صحابہ کرام کی دید آپ کی زیارت پر بشارت کی متحمل نہیں ہو سکتی چنانچہ قرطبی رقمطراز ہے:

لم یظھر تمام حسنہ صلی اللہ علیہ وسلم والا لما طاقت اعین الصحابۃ النظر الیہ

امام ربانی مجدد الف ثانی ایک طویل بحث کے ضمن میں فرماتے ہیں، حسن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادراک آخرت ہی میں ممکن ہوگا۔ جہاں باری تعالیٰ کی رویت کی سعادت حاصل ہوگی۔ وہیں جمال احمدی کا ادراک بھی ہوگا۔

"چوں خدا را عزوجل بہ بینند ــــ جمال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) را دریابند"

محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدح سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمن میں فرماتے ہیں: "وصد وضابطہ در وصف وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آنست کہ ہرچہ جز مرتبہ الوہیت است از فضل وکمال ہمہ اورا ثابت است وہیچ کس کامل ترازوے ومساوی باو نیست"؛ (یعنی، مرتبہ الوہیت کو چھوڑ کر، ہر فضل وکمال حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے۔ اور کوئی فرد بھی آپ کا ہمسر اور مساوی نہیں؛

علامہ بوصیری نے اسی مقصد کو دوسرے پیرائے میں بیان فرمایا ہے:

دع ما ادعتہ النصاریٰ فی نبیھم ۔۔۔ واحکم بما شئت مدحا فیہ واحتکم

وانسب الیٰ ذاتہ ما شئت من شرف ۔۔۔ وانسب الیٰ قدرہ ما شئت من عظم

فان فضل رسول اللہ لیس لہ حد ۔۔۔ فیعرب عنہ ناطق بفم

یعنی: نصاریٰ کی طرح الوہیت اور تثلیث کی دعویٰ کو چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا میں تم ہر طرح کا حکم لگا سکتے ہو۔ اور آپ کی ذات والا صفات کی طرف ہر شرافت وعظمت کی نسبت کر سکتے ہو۔ اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل وکمالات کی کوئی غایت کوئی حد ہے ہی نہیں۔ محقق دہلوی، شیخ ابن حجر مکی کے حوالے سے اشعۃ اللمعات ص ۵۳۵ ج ۴ میں رقم طراز ہیں کہ:

"کمال ایمان موقوف ہے اس عقیدہ و ایقان پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری و باطنی، صوری اور معنوی کمالات و فضائل منزہ عن شریک یقین کیا جائے"

از تمام ایمان باں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنست کہ اعتقاد کند کہ جمع نہ شد کہ در ظاہر صورت ہیچ آدمی از حسن لطافت، آنچہ جمع شدہ در وے چنانکہ جمع نہ شد در باطن سیرت ہیچ یکے از فضل وکمال آنچہ جمع شدہ در وئے؛

ملا علی قاری شرح شمائل میں بعض صوفیاء کے حوالے سے رقم طراز ہیں:۔ اکثر الناس عرفوا اللہ عزوجل وما عرفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان حجاب البشریۃ غطی ابصارھم مد؛ (یعنی، جب خدائے تعالیٰ کو مستجمع جمیع صفات کمالیہ واجب الوجود جان کر ایک طرح عرفان حاصل کرلیا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے قاصر رہے۔ کیونکہ آپ کے بشری حجاب نے صحابہ کرام کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

البتہ ماشیہ فَبَلِّغ العلم فیہ انہ بشر وانہ خیر خلق اللہ کلھم

امام ربانی مجدد الف ثانی، حسن رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

"ہ چند دریں نشاۃ دو ثلث حسن بحضرت یوسف مسلم و ثلث ثانی بہم تقسیم۔ اما دراں نشاۃ حسن، حسن محمدی و جمال، جمال محمدی علیہم التحیات والتسلیمات کہ محبوب خداوند است، چگونہ حسن دیگرے را مشارکت کہ حسن او بواسطہ اتحاد است بمطلوب حسن عین مطلوب است دیگرے را چوں اتحاد نیست۔ آں حسن نیست، پس خلقتِ محمدی علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام باوجود حدوث مستند بقدم ذات گشت تعالے ..... وحسن او حسن ذات آمد تعالیٰ کہ شائبہ غیر حسن بروے کائن نیست"!

اسی مکتوب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاحت اور حضرت یوسف کی صباحت میں فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"حضرت یوسف ہر چند صباحتے کہ دارد محبوب حضرت یعقوب بودہ حضرت پیغمبر ما کہ خاتم الرسل است بملاحتے کہ دارد محبوب خالق زمین و آسماں است"!

حسن سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک جھلک ملاحظہ فرمانا ہو تو امام ربانی کا یہ نسبتاً طویل اقتباس (جو کہ تخلیق نور محمدی سے متعلق ہے) ملاحظہ ہو:۔

"باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افرادِ عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشأ عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است ..... ہر چند بدقتِ نظر صحیفہ ممکنات عالم را مطالعہ نمودہ مے آید۔ وجود آنسرور در آنجا مشہود نمے گردد بلکہ منشا خلقت و امکان او علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق ایں عالم باشد، ناچار او را سایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است و چوں لطیف تر ے، ازوے در عالم نباشد او را سایہ چہ صورت دارد" (مکتوب صدم ص ۱۸۹-۸/۳)

مجدد الف ثانی کے ان اقتباسات کو بار بار پڑھیں۔ تو آپ یہی نتیجہ اخذ کریں گے کہ عالم امکان کی کوئی بھی چیز کسی بھی جہت و نوع سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے نہ مساوی۔ بلکہ بارگاہ رسالت میں مشابہت و مماثلت اور مساوات کا تصور ہی عظیم گستاخی اور جرأت ہے۔ اس لئے کہ آپ کا حسن مطلق۔ جمال کامل اپنی خلقت سے لے کر اپنی ملاحت، عبدیت امکان و مجبوبیت ہر ہر وصف میں باقی ممکنات سے وراء اور قطعی ورا ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سیّد البشر — من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!

عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ کے مصنف مولوی ذوالفقار علی دیوبندی "فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم" کے تحت تحریر کرتے ہیں:۔ "اور لفظ "جوہر" میں لطیف اشارہ ہے اس طرف کہ ..... حقیقتِ حسن جو آپ کی ذاتِ اقدس میں ہے اس کے حصص اور اجزا نہیں کئے گئے بلکہ وہ تمام و کمال اول و بالذات آپ ہی کی ذات شریف میں منحصر ہے۔ اور اوروں پر اس کا سایہ محض پرتو ہے

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

مختصر یہ کہ حسنِ فطرت کی جھلک اس مہ کامل میں پوری طرح جلوہ گر تھی؛ رنگ، خوشبو، صبا، چاند، تارے، کرن، پھول، شبنم، شفق، آب جو، چاندنی۔ یہ سب اس معصوم پیکر کی تخلیق میں حسنِ فطرت کی ہر چیز کام آگئی

محبت کا مفہوم

حسن و جمال کی طرف میلان، ایک فطری امر ہے۔ اسے آپ چاہت اور محبت بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ محبت بھی ایک عجیب جذبہ اور سیلان ہے۔ جب یہ محبت کسی روح و قلب میں نفوذ کرتی ہے تو زندگی میں ایک انقلاب پیدا کر دیتی ہے پھر جینے کے انداز بدل جاتے ہیں۔ فکر کے زاویئے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ زندگی ایک نئے روپ میں ڈھل جاتی ہے۔ وہ روپ پھولوں کا سنگھار، کلیوں کی پاکیزگی، گلاب کی خوشبو اور جذبوں کی تڑپ لئے ہوئے حسن و جمال کا ایک نیا مرقع پیش کرتا ہے۔

محبت کیا ہے؟ محبت، انسانیت کی ابتدا ہے۔ وہی انسانیت کی معراج ہے۔ محبت، یوسف کا حسن، یعقوب کا گریہ، ایوب کا صبر، حسین کی قربانی۔ فرشتوں کا تقدس۔ زندگی کی بقاء اور انسانیت کی انتہا ہے۔

محبت حیرت انگیز اثر رکھتی ہے اور جب وہ انسان کے فکر و شعور پر چھا جائے تو پھر اسے محبوب کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔ محبت کی نظر ہمیشہ محبوب پر مرتکز رہتی ہے۔ وہ محبوب کے کسی فعل کی علت تلاش نہیں کرتی بلکہ وہ تو صرف یہ دیکھتی ہے کہ محبوب کیا کر رہا ہے۔ اور کس طرح کر رہا ہے۔

حبِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اسی بنا پر حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا مطلب ہے "آپ کے احکام و فرمان کی اطاعت اور آپ کے قول و عمل میں اتباع"۔

بعض دیگر محققین نے فرمایا ہے کہ احکام کی اطاعت کے علاوہ یہ بھی لازم ہے کہ ذاتِ اقدس کی تعظیم، آپ کے دین و سنن کی سربلندی اور حفاظت کی رعایت کی جائے۔

بعض صوفیاء نے "محبوب کے دائمی ذکر و فکر کو" محبت سے تعبیر کیا ہے، بعض کے نزدیک اشتیاق الی المحبوب کا نام ہے محبت، بعض نے فرمایا ہے کہ محبوب کو، محبوب کے ماسوا پر ترجیح دینا محبت ہے۔ یہ مختلف اقوال مفہوم محبت کا پورا احاطہ تو نہیں کر سکتے۔ البتہ محبت کے بعض احوال و کوائف کی تعبیر و ترجمانی ضرور کرتے ہیں۔

حقیقتاً محبت، مذکورہ اقوال کے مجموعہ کو کہنا ہی درست ہوگا۔ محبوب کی اتباع۔ اس کی رضا کو ماسوا پر ہر صورت مقدم جاننا، پس آپ کی ذاتِ اقدس کی تعظیم، بلکہ آپ سے منسوب ہر چیز کی تعظیم و توقیر اور محبت۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ) ؎ آنچہ اسباب جمال است رخِ خوب ترا — ہمہ بر وجہ کمال است مالا یخفی!
لب لعل و خط سبز و رخ زیبا دازی — حسن یوسف دم عیسٰی ید بیضا داری
شیوہ و شمائل و حرکات و سکنات — آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

Marfat.com

کے دین و سنت کی حفاظت، کثرت سے آپ کے ذکر میں مصروف رہنا۔ اور آپ کے قرب و زیارت کے لئے بے اختیار مشتاق رہنا یہ سب اجزاء بہم ہو کر حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبۂ کامل بنتے ہیں!

عارف کامل قشیری اور علامہ خفاجی کے ان ارشادات پر غور کیجئے۔ حقیقت سے کس قدر قریب ہیں:

هو حالة بالقلب تلطف عن العبارة تحمل على التعظيم وايثار رضاه

علامہ خفاجی فرماتے ہیں:

حقيقة المحبة ميل النفس ميلا كليا لما يدعوه لمحبوبه من رائق جمال او فائق كمال او فائض احسان وافضال[1]

رسول اکرمؐ سے محبّت کے چند دلکش اور دلنشین نمونے

رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات سے محبّت کی پاکیزہ روایات آپ ملاحظہ فرمانا چاہیں تو آپ کو ان نفوس قدسیہ کی آئینہ دار شفاف اور پاکیزہ زندگی کا مطالعہ کرنا ہوگا جن کو بلا واسطہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں قربت و صحبت کے کیف آفریں اور ایمان افروز لمحات و آنات میسر آئے۔ ایسے لمحات و آنات بساطِ روز و شب پر گردشِ دوراں نے نہ کبھی دیکھے تھے نہ سنے، یہ لمحات، ان نفوسِ قدسیہ کو تاریخ میں لازوال بنا گئے۔ ان کے فکر و نظر۔ قول و عمل، روشنی کا منار بن گئے اِن ہی فیض بخش اور کرامت آفریں لمحات کی برکت سے یہ نفوس قدسیہ استقامت کا پہاڑ بن گئے اور ان کی محبت، معیارِ عشق بن گئی۔ ان کے شب و روز ان کے اعمال و افعال اور ان کا ایمان و ایقان دنیائے محبت کے نوریں اصول بن گئے۔

یقین جانئے۔ ان نفوس قدسیہ کے نزدیک رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے محبت کونین کی سب سے گراں مایہ متاع اور عزیز ترین سرمایہ تھی، رنج و آلام کی شدّت، بھوک اور پیاس کی فراوانی، قید و بند کی صعوبتیں اور تختۂ دار کی اذیت، ان کے یقین اور عقیدہ کی حلاوت کو کم کرنے کے بجائے اور زیادہ مستحکم اور لذّت بخش بنا گئی۔

زید بن دثنہ کی محبّت

حضرت زید رضی اللہ عنہ کو حبِّ رسول کی وجہ سے مکہ کے رئیس تختۂ دار پر چڑھانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ ابوسفیان راستہ میں ان سے پوچھتے ہیں۔ زید بتاؤ کیا اپنی جگہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پسند کرو گے؟ حضرت زید نے جواب دیا، خدا کی قسم! میں اپنی رہائی کے بدلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں مبارک میں کانٹا چبھنا بھی پسند نہ کروں گا۔

ابوسفیان بے اختیار پکار اٹھا۔ واللہ، اصحاب محمدؐ جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے شدید درجے کی محبت رکھتے ہیں ایسی محبت میں نے کبھی کہیں نہیں دیکھی۔

---

[1] نسیم الریاض ص ۱/۲/۳ ۳/۴

Marfat.com

سعید بن ربیع کی محبت

میدانِ احد میں حضرت سعد بن ربیع زخموں سے چور آخری سانس لے رہے ہیں اسی حال میں صحابہ کرام کو دیکھا تو آخری وصیت کی اور فرمایا:۔

اللہ کے رسول کی خدمت میں میرا سلام عرض کردیں اور اصحاب کو میری یہ وصیت پہنچادیں کہ محبوب محترم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں اپنی جانیں نچھاور کرتے رہیں اور آپ لوگوں کے ہوتے ہوئے اگر محبوب فداہ ابی و امی کو کوئی تکلیف پہنچی تو خدا تعالیٰ آپ کو کبھی معاف نہیں فرمائے گا

عمارہ بن زیاد کی محبت کا منظر

عمار بن زیاد میدان جنگ میں جان، جان آفرین کے سپرد کرنے والے ہیں کہ حضور پرنور ان کے سرہانے تشریف لے آئے فرمایا کوئی آرزو ہو تو بتادو! عاشقِ رسول نے اپنا زخمی جسم گھسیٹ کر قدموں میں ڈال دیا اور زبانِ حال سے عرض کیا اگر کوئی آرزو ہوسکتی ہے تو بس یہی ہے:۔

منم دہمیں تمنا کہ بوقت جاں سپردن　　بَرُخ تو دیدہ باشم تو درون دیدہ باشی

بلال بن ابی رباح کے شوق کا منظر

حضرت بلال کی وفات کا وقت قریب ہے سکرات کے لمحات اور ابدی فراق کی شدت کے جذبات کے باعث آپ کی رفیقۂ حیات رنج و حزن کا اظہار کررہی ہے، مگر آپ انھیں فرماتے ہیں۔ نہیں نہیں، میرے لئے تو بڑی خوشی اور مسرت کا موقعہ ہے۔ میں تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور احباب کی زیارت سے شرفیاب ہونیوالا ہوں!

ابن مسعود کی منفرد آرزو

غزوہ تبوک میں عبداللہ مزنی نامی صحابی وصال فرماگئے۔ اس سعادت آثار صحابی کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس قبر میں کھڑے ہوکر اتارا اور دعا فرمائی کہ خدایا میں اس سے راضی رہا تو بھی اس سے راضی ہوجا۔ حضرت ابن مسعود پوری زندگی اس منظر کو نہ بھول سکے۔ جب کبھی اس واقعہ کو یاد کرتے تو پھوٹ پھوٹ کر روتے، لگتا تھا ان کی زندگی کی واحد آرزو یہی رہی کہ کاش عبداللہ مزنی کی جگہ قبر میں انھیں اتارا جاتا اور یوں خصوصی رضا و شفقت کا سزاوار وہی بنتے[1]

غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، قلبی وابستگی، اشتیاق و اضطرار کے یہ کیسے حسین مناظر ہیں اور یہ کیسے حیران کن اور اثر انگیز نقوش ہیں جن کی لازوال قوت اور فیصلہ کن اثر کے سامنے مخالفین کی تنی ہوئی گردنیں جھک ہی جاتی ہیں اور وہ برملا اعتراف کرتے ہیں کہ محبت کے اس سیل رواں کے سامنے جھک جانا ہی عزت و عافیت اور نجات و سلامتی ہے۔

عروہ بن مسعود، جو ایک اعلیٰ درجہ کے سفارت کار اور سیاست میں منفرد مقام رکھتے تھے۔ دنیا کے عظیم حکمرانوں کے دربار میں سفارتی فرائض بڑے سلیقہ سے انجام دے چکے ہیں صلح حدیبیہ کے موقع پر بارگاہ رسالت میں قریش کی طرف سے یہی صاحب سفیر منتخب ہوکر آتے ہیں، مگر زندگی میں پہلی مرتبہ نہ فقط وہ اپنی لاشعور میں شکست و ریخت سے دوچار

---

[1] رجال حول الرسول!

Marfat.com

ہو گئے۔ نہ فقط اس کی سفارتی مہارت اور اعلیٰ درجہ کی صلاحیتیں، حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لازوال منظر اور اثر انگیز نقوش کے سامنے دب کر رہ گئیں۔ بلکہ اپنی قوم کے سامنے اپنی بے بسی اور غلامانِ مصطفےٰ کی ناقابلِ تسخیر محبت، صداقت و عظمت کا واشگاف الفاظ میں اعتراف کرنا ضروری سمجھا۔ ان کے تاثرات کی جھلک خود ان کی اپنی زبانی بخاری شریف میں کچھ اس طرح ہے :-

"میری قوم! اللہ کی قسم میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پُرشکوہ درباروں میں بارہا گیا ہوں، مگر مجھے تعظیم و محبت کا ایسا کوئی منظر نظر نہیں آیا۔ جس طرح میں نے اصحاب محمد کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعظیم کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ خدا کی قسم! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب کبھی کھنکار پھینکا تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ میں پڑا پھر وہ اسے (بابرکت جان کر) اپنے منہ اور جسم کو مَل لیتے تھے۔ جب وہ وضو فرماتے ہیں تو ان کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے بلکہ اس (بابرکت) پانی کے حصول کے لئے آپس میں لڑنے مرنے کے لئے آمادہ لگتے ہیں۔ جب وہ گفتگو فرماتے ہیں تو اصحاب کی آواز پست بلکہ بالکل بند ہو جاتی ہے، اور آپ کی تعظیم کی وجہ سے ان کی نظریں آپ کی طرف جمتی نہیں تھیں"

معلوم ہے یہ مشاہدات و تاثرات کس کے ہو سکتے ہیں؟

یقین کیجئے یہ تاثرات اعلیٰ درجہ کی صلاحیت کے حامل ایسے سفارت کار کے ہیں جو اعداءِ اسلام کی صف میں سربرآوردہ لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے!

زید بن حارثہ کی محبت کی ایک جھلک

زیدؓ بن حارثہ کی اپنے آقا و مولےٰ سے محبت اور پرخلوص وابستگی کی کہانی دنیا میں غالباً اپنی نوعیت کی انوکھی کہانی ہے مگر ہے وہ ایک حقیقت

زید رہزنوں کی رہزنی کے نتیجہ میں اپنی ماں کی شفقت بھری گود سے محروم ہو کر اپنے عظیم والد خاندان اور سرزمین سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ گئے تھے۔ ان کے غم زدہ باپ نے اپنے نورِ نظر کی تلاش میں جزیرۃ العرب کا چپہ چپہ چھان ڈالا، مگر جب یہ ستم زدہ قسمت پھوٹا اور رنج و الم کا پیکر والد ہزاروں حسرتوں اور امیدوں کو لیکر کعبۃ اللہ شریف کی سرزمین میں اپنے سلیم فطرت بیٹے سے ملا اور وطن کی طرف، خاندان، عزیز و اقارب کی طرف شفقت بھری مامتا کی طرف لوٹ کر چلنے کو کہا تو

اسے جواب ملتا ہے :-

"میں اللہ کے رسول کے مقابلے میں کسی کو ترجیح نہیں دے سکتا۔ بس وہی میرے لئے بمنزلہ باپ کے ہے۔ چچا کے ہے۔ وہی ماں کی شفقتوں کا نعم البدل ہیں"

حضرت حارثہ نے جو کچھ سنا۔ اس پر انھیں یقین نہیں آ رہا تھا۔ مگر بہرحال انھوں نے جو کچھ سنا وہ حقیقت تھی۔ صداقت تھی۔ محبت کی لازوال تاریخی مثال!!

Marfat.com

کیا تاریخ اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود محبت کی کوئی ایسی روایت کسی دوسری جگہ پیش کر سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں!

متابعت رسول میں احساسِ لذّت

سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کو اپنے آقا و مولےٰ اور اپنے حبیب علیہ التحیۃ والتسلیم کی متابعت میں اس قدر لذت ملتی ہے کہ ان کی آرزو یہی ہے کہ وصال بھی اسی دن ہو جس دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفیق اعلےٰ سے ملے تھے؛

سیّدنا عمر بن الخطاب رضؓ

حضرت سیّدنا عمر بن خطاب حجر اسود کو شوق و محبت سے اس لئے چوم رہے ہیں کہ اس پتھر کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے لب ہائے مقدّس کے لمس کا شرف حاصل ہے۔

ترے بوسے پہ ہم دیتے ہیں بوسہ حجر اسود کو ۔۔۔ وگرنہ مسلمان کو کام کیا تھا ایک پتھر سے

سیّدنا عباس بن عبدالمطلب کا پرنالہ راستے پر گرتا تھا۔ عمر فاروق نے اسے اکھاڑ دیا۔ حضرت عباس نے حضرت عمر فاروق سے فرمایا۔ عمر! اللہ کی قسم اس پرنالے کو اس مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گردن پر سوار ہو کر لگایا تھا عمر فاروق اتنا سنتے ہی پگھل گئے اور سیّدنا عباس سے گذارش کی کہ اب یہ پرنالہ اسی جگہ پر آپ میری گردن پر سوار ہو کر لگائیے

اللہ اللہ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی کس قدر تعظیم ضروری سمجھی جاتی ہے۔ تعظیم رسول کے فرض کے مقابلے میں ہر قسم کے فرض نظر انداز کئے جا سکتے ہیں؛

سیّدنا علی کرّم اللہ وجہہ الکریم

حضرت علی سے زندگی میں کوئی فرض نہیں چھوٹا۔ اس قدر سخت پابندی کے باوجود۔ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آرام اور سکون کی اہمیت کے پیش نظر وہ عصر کے فرض کو چھوڑ رہے ہیں؛

سیّدنا ابوبکر صدیق کے پاؤں کو سانپ کاٹ رہا ہے۔ ابوبکر صدّیق یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی نہ تو پاؤں ہٹا کر اپنی جان کی حفاظت کا فرض ادا کرتے ہیں۔ نہ ہلتے ہیں، محض اس لئے کہ رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آرام کی اہمیت، ذات اقدس کی رضا اور تعظیم پیش نظر ہے؛

سیّدنا علی اور سیّدنا ابوبکر صدیق کے اس موقع پر اگر آنسو ٹپکتے ہیں تو واللہ اعلم اصل الاصول فرض ادا ہونے کی خوشی میں یا انسانی فطرت کے تقاضے کے تحت؛

اسی طرح ایک دوسرے موقعہ پر فقط رضائے رسول کے شدید جزبے کے تحت ابوبکر صدیق گھر کا پورا اثاثہ لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پیش کرتے ہیں پوچھنے پر عرض کرتے ہیں کہ بس گھر میں اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ کر آیا ہوں؛

کیا گھر میں بچّوں کی کفالت کے لئے بقدر حق ہی سہی کچھ چھوڑ دینا فرض نہیں تھا؟ ضرور مگر یہاں حبِّ رسول اور رضائے رسول کا فرض پیش نظر ہے جس کے مقابلے میں ہر فرض کو قربان کر دینا تقاضائے شوق و یقین ہے:

اک روز سیّدنا حسن بن علی، عبداللہ بن جعفر اور ابن عباس، رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خادمہ بی بی سلمٰی

Marfat.com

کے پاس جاکر گزارش کرتے ہیں کہ آج از راہ کرم ہمیں وہ کھانا کھلاؤ جسے رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس شوق و ذوق کو حبِّ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے؟

سیّدنا سالم بن عبداللہ بن عمر کو اپنے عظیم والد کی طرح ان آثار مقدّسہ کی تلاش ہے جہاں کسی بھی ساعت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا ہو۔ نماز ادا کی ہو۔ استراحت فرمائی ہو یا شب میں نزول فرمایا ہو! کیوں؟ محض اِس لئے کہ یہ مقامات نسبت رسول سے اب مبارک و مقدس بن گئے۔ شرف روحا اور دیگر مقامات پر اگر برکت و تقدّس کے حامل کچھ نشانات اِس وقت بھی باقی ہیں تو وہ اس شوق والفت کی اسی تلاش کی برکت ہیں[1]۔

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ مکہ شریف سے واپسی کے موقعہ پر تین چار میل باہر بظاہر ایک ویران سی جگہ میں قیام فرما کر اپنے ذوق و یقین۔ شوق و وجدان کی تسلّی کا سامان فراہم کرتے تھے۔ جس کا پس منظر بس یہی تھا کہ ایک موقعہ پر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سرزمین پر قیام فرما کر اسے بقعۂ نور اور بقعۂ مبارک بنانے کا شرف بخشا تھا۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی بتا سکتے ہیں کہ اس بظاہر ویران سی آبادی میں قیام سے دل کی دنیا ذوق و عرفان عشق و آگہی سے کس قدر مملو اور پُر کیف ہو جاتی ہے۔

بمقامیکہ نشانِ کفِ پائے تو بود — سالہا سجدہ گہ اہل نظر خواہد بود

عارف بھٹائی نے خوب فرمایا ہے:ــــ

رھن را تڑی۔ سي سونھار اھند

شیخ الاسلام حافظ تقی الدین ابن دقیق العید نے اس شوق و ذوق کو الفاظ کا رنگ کچھ اس طرح دیا ہے:۔

یا سائرا نحو الحجاز شمرا۔ اجھد فدیتک فی المسیر وفی السّراء
فاقصد حیث النور لیشرق ساطعا ″ والطرف حیث تری الثری متعطر
قف بالمنازل والمناھل من لدن وادی قبا الی حمی ام القری
وتوخ اثار النبی فضع بھا متشرفا خدبک فی عفر الثری
واذا رئیت مھابط الوحی التی نشرت علی الافاق نورا نورا
فاعلم بانک ما رائیت شبیھھا مذکنت فی ماضی الزمان لاتری

یعنی:۔ مسافرِ حجاز! میں تیرے دن رات کی سیر پر قربان جاؤں۔ اس سفر میں ہمت اور جد و جہد کر۔ اس مبارک مقام کا

[1] انہ کان یستحب التتبع لاثار النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتبرک بھا ولم یزل الناس یتبرکون بمواضع الصالحین اقتضاء آثار علیہ الصلوٰۃ والسلام تبرک بہ وتعظیم لہ قسطلانی

عمدۃ القاری ص۲۷۵

Marfat.com

قصد کر جہاں نور جگمگا رہا ہے۔ جہاں کی مٹی عطر بیزی کر رہی ہے۔ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کی درمیانی منزلوں اور چشموں پر قیام کر کے خوب لطف اندوز ہو اور وہاں آثار نبی تلاش کر، ان کی زیارت کر اور روئے خاک پر اپنے رخسار رکھ کر برکت و ذوق حاصل کر؛

جب وحی نازل ہونے کے مقامات کی تجھے زیارت نصیب ہو جائے تو یقین کر لے کہ اس کی مثل تو نے کہیں نہیں دیکھی اور نہ دیکھ پائے گا۔ انہی مقامات سے وہ انوار پھوٹے جس نے پوری کائنات کو جگمگا دیا۔

(فوات الوفیات ترجمہ ابن دقیق بسیرت رسول عربی ص۹۵)

محبت اپنے اندر ایک کائنات کو سموئے ہوئے ہے۔ وسیع کائنات، فداکاری، محبت کی ہمیشہ آرزو ہوتی ہے۔ اگر محب کے پاس کروڑوں جانیں ہوں۔ تب بھی اس کی معراج و منتہا محبوب کے قدموں میں فدا کر دینا ہے۔ حضرت زبیرؓ بن عوام کے جسم کا کوئی حصہ تلوار اور نیزوں کے زخموں سے خالی نہ تھا۔ آپ کے رفیق حضرت طلحہ نے ایک مرتبہ جب اس کثرت سے زخموں کے نشان دیکھے تو حیران رہ گئے! زبیر نے آپ کی حیرت دور کرتے ہوئے فرمایا:

"طلحہ! اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ خدا کی قسم! یہ ایک ایک زخم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں ملا ہے"

قاضی ابو یوسف کے سامنے ایک حدیث شریف بیان کی گئی۔ جس کے مطابق آپ کدو کے سالن کو پسند فرمایا کرتے ایک شخص نے اٹھ کر کہا مگر مجھے کدو پسند نہیں؛ اس جملے میں امام ابو یوسف نے اس شخص کی طرف سے حبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی استخفاف محسوس کی، اور اس پر تلوار کھینچ لی۔ فرمایا "اپنے ایمان کی تجدید کر، ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا"

حضرت شبلی حالتِ نزع میں ہیں سخت تکلیف سے لوگوں نے انھیں وضو کرایا مگر ان سے خلال کی سنت چھوٹ گئی۔ یاد آیا تو بڑا دکھ ہوا۔ فرمایا پھر سے وضو کراؤ تاکہ مسنون طریقے سے خلال کر لوں۔ لوگوں نے آپ کی تکلیف کے پیش نظر ٹالنا چاہا تو نہایت عاجزی سے فرمایا" قریب ہے کہ میں بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ جاؤں۔ میں نہیں چاہتا کہ اپنے محبوب سے اس حال میں ملوں کہ آپ کی سنت مجھ سے ترک ہو گئی ہو؛

دوبارہ وضو کرایا گیا۔ وضو سے فارغ ہوتے ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور جب آپ اپنے محبوب کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو ادب و تعظیم کی حدود کی کامل رعایت کے ساتھ۔

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

تبرکات اور آثار شریف سے حصولِ برکت اور شفا اندوزی

جن اشیاء اور ذرات کو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے نسبت ہو اسے بابرکت یقین کرنا، شفا کا وسیلہ جاننا یہی تقاضائے محبت و ایمان ہے!

Marfat.com

سیّد المرسلین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے عمرہ میں سر مبارک کے بال کٹوائے تو تمام موہائے مبارک صحابہ میں تقسیم ہوئے۔ جن سے صحابہ نے ہمیشہ برکت حاصل کی۔ خالد بن ولید نے کچھ موہائے مبارک اپنی ٹوپی میں بطور تبرک رکھ لئے تھے۔ اور حصولِ نصرت کے لئے ٹوپی میں سی لئے تھے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ خالد بن ولید کی بہادری شجاعت اور ان کی فتوحات ان ہی موہائے مبارک کی برکت سے تھیں؛ ایک لڑائی میں حضرت خالد کی یہ ٹوپی گر گئی تو اس کے حصول کے لئے ایسا جنگی خطرہ آپ نے مول لے لیا کہ جس کا کوئی دوسرا سپہ سالار تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ سب محض تبرک کی حفاظت کیلئے تھا۔

حضرت عبیدہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا موئے مبارک مجھے دنیا و ما فیہا سے زیادہ عزیز ہے
(بخاری)

ام المومنین ام سلمہ کے پاس آپ کا موئے شریف ایک درج عاج میں رہتا تھا، جس سے آپ مریضوں کا علاج اس طرح فرمایا کرتیں کہ اس ڈبیہ کو پانی میں ڈال کر نکال لیتیں اور وہ پانی مریض کو پلا دیتیں اور مریض شفایاب ہو جاتا۔

ثابت بنانی، سیّدنا عمر بن عبدالعزیز، حضرت امیر معاویہ اور دیگر جلیل القدر صحابہ اور تابعین کرام نے آپ کے موہائے مبارک اور ناخن ہائے اطہرِ مقدس کے ریزوں کو بعد از وفات اپنی آنکھوں، کفن اور زبان کے نیچے رکھنے کی وصیت فرمائی اس امید پر کہ ان کی برکت سے ہماری مغفرت یقینی بن جائے۔ (سیرت رسولِ عربی)۔

حضرت انس، بی بی اسماء بنت عمیس، حضرت سہل بن سعد، ابوحازم، حضرت عمر بن عبدالعزیز، نضر بن انس، ابن مامون، حذاش بن ابی حذاش کے پاس ایسے چوبی پیالے محفوظ تھے۔ جن میں کسی وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا تھا۔ اور صحابہ کرام نے تبرک جان کر اپنے پاس نہ فقط محفوظ کیا۔ بلکہ دوسروں کو بھی عطا فرمائے۔ سیّدنا عمر فاروق۔ حضرت حذاش کے پاس جب جاتے، تو آبِ زمزم پینے کے لئے حضرت حذاش سے وہی مبارک پیالہ لیتے اور اس میں پانی پیتے۔

نضر بن انس کے ہاں جو مبارک پیالہ تھا۔ اس کو حاکم وقت نے آٹھ لاکھ درہم کے عوض حاصل کیا تھا۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں اس پیالہ کی نہ فقط زیارت کی بلکہ اس مبارک پیالہ میں پانی پینے کا شرف بھی حاصل کیا
شرح شمائل للملا علی قاری ص ۲۳۹

بی بی اسماء بنت عمیس دودھ کے پیالے کو بار بار ہونٹوں پر پھیر رہی ہیں۔ محض اس جگہ سے حصول برکت کے لئے جہاں حضور سرور کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دودھ تناول فرماتے وقت ہونٹ مس ہوئے تھے؛ (معجم صغیر طبرانی ص ۸۲، سیرت رسول)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ہاں ایک کمرے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چند تبرکات محفوظ تھے جن کی عمر بن عبدالعزیز ہر روز ایک بار زیارت ضرور کرتے نیز سادات اور شرفا کو گاہے گاہے یہ سعادت حاصل کرنے کا موقع بھی فراہم فرماتے تھے؛ (مدارج ۲/۶۰۸)؛

Marfat.com

محبوب ومحسن کا کثرت سے ذکر ایک طبعی اور فطری امر ہے۔ حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے کائنات پر احسانات وانعامات کا اگر خفیف سا بھی تصور ذہن میں ہو تو ایسے عظیم ومحسن کے ذکر کے لئے طبیعت میں ایک اضطراری کیفیت پیدا ہونا لازمی امر ہے۔

آپ کے ذکر مبارک میں عشّاق کو جو لطف وذوق حاصل ہوتا ہے۔ اس کا بیان الفاظ میں مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ معنوی اور روحانی فقیہ زید بن اسلم کی ایک روایت جسے حدیث وسیرت کی تقریباً تمام کتب میں بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ:

"سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں رات کو معمول کے مطابق مدینۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی گلیوں میں گشت کر رہے تھے کہ اچانک ان کے کانوں میں ایک درد بھری آواز سنائی دی' اس آواز کو سنکر حضرت عمر فاروق کے پاؤں وہیں رک گئے۔ وہ سراپا ہمہ تن گوش ہو گئے۔ یہ آواز ایک عمر رسیدہ عورت کی تھی' وہ حبِّ رسول اور فراقِ نبی میں ڈوب کر ایک مخمّس کو بار بار دہرا رہی تھی:۔

علیٰ محمّد صلوٰۃ الابرار صلی علیہ الطیبون الاخیار
قد کنت قوامًا بکاء بالاسحار یالیت شعری والمنایا اطوار
ھَل تجمعنی وحبیبی الدار

تصوّرات کی ایک حقیقت مآب دنیا میں وہ پیرزال دلِ مضطر کے ساتھ کبھی محبوب سیّد المرسلین سے مخاطب ہو کر لذت ذکر حاصل کرتی، کبھی صلوٰۃ وسلام عرض کرتی اور کبھی آخرت میں زیارت سید المرسلین کے لئے بے چین اور مشتاق ہوتی۔

سیّدنا عمر فاروق اس ذکر اور شوق سے اس طرح لطف اندوز ہوئے کہ اشکبار ہو گئے اور روتے روتے آپ کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ ذوق وشوق اور لذّت انبساط سے سیری کہاں ہوتی ہے۔ جب وہ پیرزن خاموش ہو گئی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نام بتا کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ پیرزن نے کہا۔ عمر سے میرا کیا کام؟ عمر فاروق نے منّتیں کیں اور عرض کی گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ خدارا دروازہ کھولو اللہ تمہیں رحمت سے نوازے۔ دروازہ کھولا گیا۔ عمر فاروق گھر میں داخل ہوئے اور درخواست کی وہ کلمات پھر سے سنائیے جو کچھ دیر سے میں باہر کھڑا آپ سے سن رہا تھا جب اس عجوزہ نے وہ اشعار دہرائے تو عمر فاروق نے درخواست کی کہ اپنے حبیب ومحبوب محمّد رسول اللہ اور اپنے ساتھ مجھ حقیر کو بھی اپنی اِن پرخلوص دعاؤں میں شامل کر لو۔ یعنی اس طرح کہو" وعمر فاغفر لہ یا غفّار"

اشتیاق اور فراق ووصال کی امید کے لمحاتِ محبت سے ناآشنا لوگ کیا جانیں۔ یہ کوئی تڑپنے اور تڑپا دینے والوں سے معلوم کرے:۔

ع لذّتِ سوزِ دروں کیا ہے کوئی کیا جانے

Marfat.com

خالدبن معدان رات کو آرام کے لئے اپنے بستر پر دراز ہوتے ہیں تو بے قرار دل کو قرار دینے کے لئے اپنے محبوب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ اور اس شوق سے مجبور اپنے اس اشتیاق اور اضطراب کا اس وقت تک اظہار کرتے رہتے ہیں جب تک نیند غالب نہ ہو جائے۔ پھر یقیناً خواب کی دنیا میں اپنے حبیب صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وصال وجمال سے لطف اندوز ہو کر دائمی مسرتوں اور لازوال نعمتوں میں کھو جاتے ہیں ؎

ھما صلی وفضلی والیھم یحنّ قلبی
طال شوقی الیھم فعجل رب اقتضی الدء

بیت المقدس فتح ہونے پر عمر فاروق اور غلامان اسلام کو کس قدر خوشی ہو سکتی تھی اس کا اندازہ الفاظ میں ممکن نہیں، اس مسرت آگیں موقع پر حضرت عمر فاروق نے ذکر رسول صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے ساز کو اس طرح چھیڑ دیا کہ سیّدی بلال سے اذان کی درخواست کی (آپ نے جمالِ محمّدی کو سامنے رکھکر اذان دینے کی عادت بنا رکھی تھی۔ وصال نبوی (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے بعد آپ اذان نہیں دیتے تھے۔) امیر المؤمنین کے حکم سے سرتابی مشکل سمجھ کر فراقِ حبیب سے شکستہ حال حضرت بلال نے اذان دی۔ اس اذان نے حبّ رسول سے آباد دلوں کو پھر سے بارگاہ رسالت کی پرجمال محفل میں پہنچا دیا۔ اور حضرت عمر فاروق روتے روتے سراپا سوز و گداز بن گئے؛

ایک سبزی فروش کا ذکر رسولؐ

محقق علی الاطلاق شارح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ذکر رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ایک انوکھا واقعہ نقل فرمایا ہے!

فرماتے ہیں "اس فقیر نے ایک مرتبہ صفا مروہ کے قریبی بازار میں ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ وہ اپنی سبزی کو تازہ رکھنے کے لئے پانی چھڑکتے ہوئے کہتا جاتا ہے ؎

یا برکۃ النبی تعالی وانزلی ولا ترتحلی"

"اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت میرے ہاں تشریف لے آ، اور اپنی منزل بنا لے پھر کوچ کرنا چھوڑ دے"

ان الفاظ نے شیخ صاحب کے دل کو بیقرار کر دیا کہ حُبِّ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم سے معمور دل اپنے محبوب کو یاد کرنے کے کیا کیا طریقے تلاش کر لیتے ہیں ان الفاظ نے ان کے قلب پر حُبِّ رسول کے ایسے ابدی نقوش چھوڑے جن کی کان آفرینی آج بھی دامنِ دل کو اپنی طرف کھینچتی ہے!

برصغیر کے مشہور عارف باللہ پاکارہ خاندان کے مؤسس اعلیٰ پیر سید محمد راشد روضے والا منڈی بندر (جہاں سے لوگ حرمین شریف کے سفر کا آغاز کرتے تھے) سے گزرے تو بے اختیار رو پڑے اور فرمانے لگے کہ یہ وہ مقام ہے جہاں سے حرم شریف اور دیار حبیب کو مشتاقانِ دیدِ جمال جاتے ہیں؛

Marfat.com

وصّافانِ حضرت سیّدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

سیّدالمرسلین صلّی اللہ تعالےٰ علیٰ حسنہٖ وجمالہٖ کے صوری اور معنوی حسن وجمال۔ صباحت و ملاحت کے بھی عجیب انداز ہیں کچھ مشتاقانِ حسن وجمال۔ ذوق دید میں استغراق کے باوجود محض اس لئے بیتاب بیقرار اور غم زدہ ہیں کہ آخرت میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت اور موافقت کس طرح ممکن ہوسکے گی۔ بعض مشتاق اپنے گھر میں بظاہر سکون سے بیٹھے ہوئے ہیں مگر اچانک یادِ حبیب سے بیقرار ہوکر حسن وجمال صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے دوڑ کر آتے ہیں[1] اور ربیعہ بن کعب کی قسمت پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے کہ حسن لم یزل صلّی اللہ علیہ وسلّم ان کے حال پر مہربان ہوکر طلبِ عرضِ مدّعا کی اجازت عطا فرماتے ہیں کہ آج جو کچھ مانگنا ہے، مانگ لو؛

جواب میں ربیعہ کی فقط ایک خواہش ہے اور بس۔ اور وہ یہ کہ جنت میں بھی حسن وجمال صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت کی سعادت میسر ہو؛

یہ کس نوع کا شوق ہے کہ جنت کی تمام تر رعنائیوں کے باوجود جنّت پر نظر نہیں، نظر ہے تو فقط سرکار ابد قرار کے حسن وجمال کی زیارت پر؛

مشتاقانِ حسن وجمال صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ایک اور قدسی جماعت بھی ہے جو اول الذکر جماعت سے مختلف ہے اور بہت مختلف۔ یہ نفوس قدسیہ اپنے سر اور دل کی آنکھوں سے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حسنِ بےمثال کا بلاواسطہ اور بالمشافہ مشاہدہ کررہے ہیں۔ اور اس مشاہدہ کو آنکھ کیمرہ کی آنکھ کی طرح اپنے اندر محفوظ کرلیتی ہے۔ اگرچہ حسن وجمال صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صحیح عکاسی سے آنکھیں قاصر ہیں۔ پھر بھی ارباب مشاہدہ اپنے اپنے ذوق۔ استعداد کے مطابق اس جنت نگاہ منظر کو بے کم وکاست دوسرے سعادت مندوں تک پہنچاتے ہیں؛

حسن وجمال کے ایک ایک نقش کی اس محافظ اور امین جماعت کو احادیث اور سیرت طیبہ میں وصّاف[2] کے نام سے

---

[1] ابن کثیر کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری کو غمزدہ پاکر، غم کی وجہ دریافت کی تو وہ شدّت جذبات سے بے قابو ہوگئے۔ اور عرض کیا یا نبی اللہ! آج تو ہم اپنی بے تابیوں اور بیقراریوں کو آپ کے حسن وجمال کی زیارت سے تسکین دے لیتے ہیں۔ مگر آخرت میں ہماری اس بیقراری اور ذوق دید کی تسکین کس طرح ہوگی؛
(ابن کثیر صہ ۵۲۲ جلد ۱)

[2] وصّاف "واصف" کا اسم مبالغہ ہے۔ جس سے مراد ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صوری اور معنوی اوصاف حمیدہ کا عارف وحافظ۔ اور کثرت سے بیان کرنے والا؛
نسیم الریاض۔ علامہ خفاجی ج ۳ ص ۳۹۱ شرح الشمائل۔ ملا علی قاری ص ۳۳ ج ۱

Marfat.com

یاد کیا گیا ہے۔ عرب اپنے موارد غضب کی یادداشتوں میں منفرد اور یکتا ہیں مگر محبوب الٰہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے حسن و جمال کی منظر نگاری میں وہ سخت محتاط ہیں۔ اس لئے کہ امکان بشری کی کوتاہی کہیں ضبطِ اعمال و ایمان کا باعث نہ بن جائے۔ اور اس لئے بھی کہ مقربین بارگاہِ رسالت پر ذاتِ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حشمت و جلال کا ہیبت اور جلالت اس قدر طاری رہتی تھی کہ وہ بارگاہِ رسالت سے بے پناہ محبت و عقیدت کے باوصف اپنے قلبِ نظر کے ذوق کی کماحقہٗ تسلی نہیں کر پاتے تھے۔ دنیا کے مشہور مسلّم دانش مند اور سیاستدان عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے؛

"اسلام قبول کرنے کے بعد میرے قلب و نظر میں سب سے زیادہ محبوب اور جلیل القدر فقط محبوب رب العالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی۔ بایں ہمہ آپ کا مقدس و منور سراپا، خدوخال اور اوصاف حمیدہ بیان کرنا میرے لئے مشکل ترین کام ہے اس لئے کہ میں نے اپنے اندر کبھی ایسی ہمت نہیں پائی کہ آنکھیں سیر ہو کر آپ کے دیدار سے مستنیر و مستفید ہو سکیں؛

پھر بھی صحابہ کرام کے نفوس قدسیہ میں ایک ایسی جماعت تیار ہو گئی جس نے صاحبِ خلق عظیم، ہبط جبریل اور صوری و معنوی حسن و جمال کے موصوفِ حقیقی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک نقش کو محفوظ کر کے دوسروں تک اس احتیاط سے پہنچا دیا کہ اگر آپ تحقیق و تنقیح کے اعلیٰ ترین معیار پر ان روایات کو پرکھنا چاہیے۔ اور اگر عقیدت و محبت، ایمان اور ایقان کی کسوٹی پر ان مرویات کو جانچیں۔ تو آپ کچھ ایسا محسوس کریں گے کہ واقعی وہ بے مثال سراپا اور اس کے محترم و مقدس خدوخال آپ کے قلب و ذہن میں مرتسم و مستحضر ہو گئے ہیں؛

ان قائلکم ان تروہ بالعیون فما — یفوتکم وصفہ ھذہ شمائلہ
مکمل لذات فی خلق و فی خلق — و فی صفات فلا تحصٰی فضائلہ

اخلای ان شط الحبیب دارہ — وعز تلافیہ ونائت منازلہ
وفائکم ان تبصروہ بعینکم — فما فاتکم منہ فھذہ شمائلہ

جن نفوس قدسیہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصاف ہونے کا اعزاز حاصل ہوا ہے ان میں سے کچھ اسمائے گرامی یہ ہیں:۔ سیدنا ابوبکر صدیق۔ امہات المؤمنین بالخصوص بی بی عائشہ صدیقہ۔ سیدنا علی۔ سیدنا عمر فاروق۔ ہند بن ابی ہالہ حضرت حسن بن علی، حضرت جابر بن سمرۃ۔ سیدنا انس، سیدنا ابن مسعود، سیدنا ابن عباس۔ سیدنا ام سلیم۔ سائب بن یزید حضرت

Marfat.com

ابو الدرداء۔ براء بن عازب۔ ام خالد بنت خالد بن سعید۔ حسّان بن ثابت۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص۔ کعب بن مالک۔ ربیع بنت مسعود اور ابو الطفیل رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان نفوس قدسیہ کی افضل ترین مصروفیت بلکہ اعلیٰ عبادت، ذکر حبیب اور یاد حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھی۔

خدا سودا اگر دے تو سودا دے تری زلف پریشاں کا

ابو الطفیل بصرہ میں وصال فرمانے والے آخری صحابی ہیں۔ ان کا معمول تھا کہ عاشقان جمال مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ اس وقت جمال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا بلاواسطہ مشاہدہ کرنے والا صرف میں ہی ایک فرد بقید حیات ہوں۔ لہٰذا مجھ سے اوصاف حمیدہ کے درہائے شاہوار کو جسقدر حاصل کر سکتے ہو حاصل کر لو اور سینوں میں محفوظ کر لو۔

بصرہ کے تابعی محدث سعید جریری اور عامر بن واثلہ لیثی حسن و جمال کی صفت سننے کے لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے[1] اور عرض کی کہ ہمیں کمالِ حسن و لطافتِ جمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگاہ کیجئے۔

مصلحت دید من آں است کہ یاراں ہمہ کار بگزارند و خمِ طرہ یارے گیرند

سیّدنا حسن بن علی اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ کے پاس اپنے ذوق و شوق اور عشق جمال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ لیکر حاضر ہوتے ہیں تاکہ آپ کے صوری اور معنوی حسن و جمال کے استحضار سے دلِ مشتاق اور نظر بیتاب کے سکون و انبساط کا سامان فراہم کریں۔

سیّدنا جابر بن سمرہ مشتاقانِ حسن و جمال صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ آپ کے ریش مبارک میں تقریباً بیس سفید موئے مبارک تھے اور وہ بھی تیل لگانے کے بعد نظر نہیں آتے تھے۔ ایک محفل میں کسی نے آپ کے رُخ زیبا کو شمشیر کی طرح عریض و لامع کہا۔ تو جابر نے فرمایا نہیں نہیں۔ آفتاب و ماہتاب کی طرح روشن اور گولائی کی طرف مائل[2]۔ ایک بار جابر بن سمرہ کے بچپن میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے از راہ شفقت و تلطف رخسار پر ہاتھ پھیرا۔ تو وہ پوری زندگی دستِ مبارک کے مَس کی ٹھنڈک اور اس کی عطر بیزی محسوس کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میرا وہ گال میرے دوسرے گال سے زیادہ حسین و جمیل نظر آتا تھا[3]۔

سیّدنا انس فرماتے ہیں، آپ کی رنگت روشن، اور پسینے کے قطرے موتی کی طرح چمکدار اور مشک و عنبر سے زیادہ معطر تھے۔

گلاب کہتے ہو کیا، عطرِ صد بہار کہو حضور سرورِ کونین کے پسینے کو! (رشید بریلوی)

آپ کی مقدس کفِ دست کے سامنے حریر و دیباج کی نرمی کی کوئی حقیقت نہیں تھی!

---

[1] شرح الشمائل للملا علی قاری ۵۳/۱ [2] دلائل النبوۃ [3] اشعۃ اللمعات ۴۰۹/۴

Marfat.com

سیّدنا علی کرم اللہ وجہٗ الکریم تفصیلی طور پر اوصاف جمال نبوی بیان کرنے کے بعد خلاصہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"جو بھی آپ کی صفت اور نعت بیان کرنا چاہے گا۔ وہ یہی کہیگا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم جیسا
نہ میں نے پہلے دیکھا ہے اور نہ بعد میں دیکھ سکوں گا۔"[1]

رُبیع بنت معوذ ایک مشتاقِ جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا رہی ہیں کہ :" بیٹا! اگر تم اس حسن و جمال جہاں آرا کو دیکھتے تو تمھیں ایسا محسوس ہوتا گویا سورج طلوع ہو رہا ہے" یعنی آپ کے رُخ انور پر جمال و جلال اور تجلیات کا اس قدر غلبہ تھا۔[2]

سیّدنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے صاحب خلق عظیم کے متعلق پوچھا جاتا ہے تو وہ فرماتی ہیں تمھیں پتہ نہیں آپ "کتاب مرقوم" کے ظل مجسم ہیں۔ اور قرآن ہی تو آپ کے اسوۂ حسنہ کی "لوح محفوظ" ہے؛

سیّدنا ابوبکر صدیق کو اکثر و بیشتر ایک نعتیہ بیت گنگناتے دیکھا جاتا تھا؛

؎ امین مصطفٰے بالخیر یدعو کضوء البدر زایدہ الظلام

سیّدنا عمر فاروقؓ۔ زہیر بن ابی سلمٰی کا ایک شعر عموماً پڑھتے تھے۔ اور فرماتے تھے اس شعر کا مصداق بجز سیّدالمرسلین صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

؎ لو کنت من شئ سوئے بشر کنت المضئ لیلۃ البدر

سیّدنا ابن عمر آپ کے حسن و جمال کے استحضار کے لئے سیدنا ابوطالب کا ایک شعر مسجد نبوی میں عموماً پڑھتے نظر آتے ہیں :۔

؎ وابیض یستسقی الغمام بوجھہ ثمال الیتمٰی عصمۃ للارامل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد آپ کی پھوپھی روتی جاتی ہیں اور حسن و جمال کے استحضار کے لئے اشعار بھی پڑھ رہی ہیں :۔ ؎ عینی جودا بالدموع السواجم علی المرتضی کالبدر من آل ھاشم

سماک بن حرب سراپا شوق بنے، جابر بن سمرہ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہیں کہ انھیں حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی محفل مقدسہ کا نقشہ ملاحظہ کرنا ہے؛

حضرت انس کی والدہ ماجدہ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ آپ کے قیلولہ کے وقت پسینے کے قطرات جمع کر کے خوشبو میں ملا لیتی ہیں۔ ایک بار حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے استفسار پر عرض کرتی ہیں، میں آپ کے قربان! یہی تو ہماری نفیس ترین خوشبو اور عطر ہے۔ جس میں آپ کے پسینے کے چند قطرات ملائے گئے ہیں اور اس سے تبرکت

---

[1] اشعۃ اللمعات ص ۴۹۱ [2] اشعۃ اللمعات ص ۴۹۱

Marfat.com

کی امیدیں رکھتے ہیں۔ مدینہ طیبہ میں جب کبھی شادیاں ہوتیں تو متبرک عطر کے لئے لوگ بی بی ام سلیم کے درِ دولت پر حاضر ہوتے!

سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گفتگو فرماتے تو آپ کے دندان ہائے مبارک کے درمیان سے نور خارج ہوتا دکھائی دیتا تھا کعب بن مالک فرماتے ہیں۔ انبساط و مسرت کے وقت آپ کا رخ زیبا چاند کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا اور ہم اس کیفیت کو بخوبی محسوس کرتے تھے۔

عطاء بن یسار، عبداللہ بن عمرو بن عاص سے توریت کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات معلوم کرنا چاہتے تھے۔ اور ابن عمرو بن عاص فرماتے ہیں:۔

"خدا کی قسم، آپ تورات میں بھی بعض ایسی صفات سے موصوف ہیں۔ جیسی قرآن حکیم میں آپ کی صفت بیان کی گئی ہے، (۴۷)

بیہقی کی ایک روایت کے مطابق آپ ایک یہودی بچے کی عیادت کے لئے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں لڑکے کا والد توریت پڑھ رہا تھا۔ آپ نے اسے قسم دے کر فرمایا بتاؤ توریت میں میری صفت تمہیں نظر آئی اس نے تو انکار کر دیا مگر اس کا لڑکا پکار اٹھا، ہاں! ہاں!! بیشک ہم آپ کی نعت و صفات اور ہجرت وغیرہ کا ذکر توریت میں پڑھا کرتے ہیں۔ اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کی برکت سے یہ لڑکا حلقہ بگوش اسلام ہو گیا:

وصاف، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم علیہم کی زبانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کو آپ بغور مطالعہ فرمائیں اور ذوق و عرفان آپ کی یاوری کرے تو آپ اپنی عقیدت کو عظمتِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بحر ناپیدا کنار میں مستغرق پائیں گے:

یوں محسوس ہوتا ہے کہ گرامی قدر وصافانِ حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے الفاظ کا ذخیرہ اپنی وسعت و کثرت کے باوجود اپنی تنگ دامانی کی شکایت کر رہا ہے ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حسن تو بسیار — گلچیں نظر از تنگیٔ داماں گلہ دارد

اور وجہ یہ ہے کہ جس حسن و جمال کو خلاق عالم نے بے مثل و بے عدیل تخلیق فرمایا ہو اس کے صوری و معنوی رفعتوں کا احاطہ الفاظ سے ممکن ہو تو کیونکر ہو!

نہ حسن یار را غایت — نہ سعدی را سخن پایاں

اس لئے محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی، امام ربانی، ابن حجر ہیتمی، علامہ حقی، سید عبدالغنی نابلسی، سیوطی اور ملا علی قاری رحمہم اللہ تعالیٰ نے بجا طور پر ارشاد فرمایا ہے:۔

Marfat.com

مکلّف عاقل پر فرض ہے کہ وہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ عقیدہ رکھے کہ" بلاشبہ اللہ سبحانہ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم شریف کو بے مثال پیدا فرمایا اور یہ کہ آپ کے جسم انور کی خوبیاں نہ تو آپ سے پہلے کسی میں ظاہر ہوئیں نہ بعد میں ظاہر ہوں گی"[1]

ذوقِ ایمان و ایقان کے لئے ابوالکلام آزاد کا یہ قول ملاحظہ ہو" خدا کی الوہیت و ربوبیت جس طرح وحدہ لاشریک ہے، کوئی ہستی اس کی شریک نہیں۔ اسی طرح اس انسان کامل کی انسانیت اعلیٰ اور عبدیت کبریٰ بھی وحدہ لاشریک ہے کیونکہ اس کی انسانیت و عبدیت میں کوئی اس کا ساجھی نہیں۔ اور اس کے حسن و جمال کی فردیت کا کوئی شریک نہیں"[2]

منزہ عن شریک فی محاسنہ — فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم
شرکت سے شمس پاک ہیں اوصافِ مصطفیٰ — وہ جوہر جمال ہے تقسیم سے ورا (شمس بریلوی)

شعر یا سحر

شعر کو تاثیر کے تناظر سے دیکھیں تو وہ لفظی اور معنوی دونوں اعتبار سے "سحر" سے ملتا جلتا ہے۔ شعر نہ صرف ذہن اور قلب کو متاثر کرتا ہے بلکہ اپنی منفرد خصوصیات کے باعث شدید رقت بھی پیدا کر سکتا ہے۔ شعر میں طلب، تخیل اور خلوص کا حسن شامل ہو تو مخاطب یا سامع اپنے اندر بجلی کی رو جیسی کیفیت محسوس کرتا ہے۔ اس وقت رنج و الم اور انبساط و نشاط کی کیفیات سامعین کی آنکھوں سے پڑھی جا سکتی ہیں

عرب کلام اللہ کو شعر یا سحر کہہ کر اصل میں کلام اللہ کی تاثیر کا اعتراف کرتے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حکمت الٰہی کے تحت اگرچہ شاعر نہیں تھے۔ پھر بھی باہمہ تقدّس و عصمت اور عظمت شعر سے محظوظ ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ شرید ثقفی کو آپ نے امیۃ بن ابی الصلت کے اشعار سنانے کا حکم دیا۔ آپ ایک شعر سننے کے بعد دوسرے شعر سننے کا شوق ظاہر فرماتے تا آنکہ سو شعر سنائے گئے[3]

اس اعتبار سے شعر کو ہر وہ نام دیا جا سکتا ہے جس سے روح میں اہتزاز اور قلب و وجدان میں کیف و سرور پیدا ہوتا ہے[4]

شعر رسول اکرم کی نظر میں شعر اگر حمد و نعت، دانش و حکمت اور موعظمت کے موضوع پر ہو تو وہ "اِنَّ من الشعر لحکمۃ" کی حدیث کے مصداق مستحسن قرار پا جائے گا۔ شیخ عبدالحق محدث نے شرید ثقفی

---

[1] شرح الشمائل للملا علی قاری ص ۲۳ ج ۱ [2] رسول رحمت ص ۵۵

Marfat.com

کی مذکورہ روایت کی روشنی میں فرمایاہے، اچھے اشعار سننا مستحسن ہے!

ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، اچھے اشعار کو مستحسن اور برے اشعار کو مذموم سمجھنا چاہئے۔ شعر کے بارے میں کعب بن مالک کے دریافت کرنے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنے خالق کی قسم آپ کے اصحاب کے ہجویہ اشعار، کفار کو تیروں سے زیادہ اذیت دیتے ہیں؛

ایک بار حسان بن ثابت کے متعلق فرمایا، حضرت حسان نے کفار کی ہجو کرکے نہ فقط مسلمانوں کو کفار کی اذیت سے نجات اور شفا دلائی ہے بلکہ اپنے لئے بھی دنیا و آخرت میں شفا کا سامان فراہم کیا ہے؛ ایک بار حضرت حسان سے مخاطب ہوکر فرمایا "جب تک تم اللہ اور اس کے رسول کی مدافعت کرتے رہوگے۔ جبریل امین تمھاری تائید کرتے رہیں گے"، ایک اور موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی محفل میں عبداللہ بن رواحہ کو فرمایا شعر سناؤگے؟ ابن رواحہ متامل ہوئے تو آپ نے ان کے سکوت کو توڑتے ہوئے فرمایا" مشرکین کی مذمت کا موضوع مناسب رہے گا؛ حضرت ابن رواحہ ذہنی طور پر شاید تیار نہیں تھے۔ بہرحال سوچ کر ابن رواحہ نے کچھ اشعار پیش خدمت کئے۔ حضرت ابن رواحہ نے جب یہ شعر پڑھا ؎

فَبَتَّتَ اللہ ما اٰتاک من حسن　　تثبت موسیٰ ونصرا کالذی نصروا

(اس شعر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال۔ ثبات و نصرت کا بیان ہے)

یہ شعر سن کر آپ کا رخ انور چمک اٹھا، اپنا رخ انور ابن رواحہ کی طرف کرکے بڑی شفقت اور توجہ سے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تمھیں بھی ثبات و استقامت عطا فرما دے؛

مدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کے لئے سید المرسلین کے حکم سے منبر رکھا جاتا تھا جس پر کھڑے ہوکر حضرت حسان بن ثابت مدح سید المرسلینؐ میں اشعار پڑھتے اور روح القدس کی تائید کی دعائیں حاصل کرتے؛

نضر بن حارث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور ایذا رسانی کے نتیجہ میں قتل ہو چکا تھا۔ اس کی لڑکی اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کرتے ہوئے مل گئی اور شدت جذبات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اس قدر زور سے کھینچی کہ آپ کا دوش مبارک کھل گیا۔ اس نے غم کے ملے جلے جذبات کے ضمن میں یہ چند نعتیہ اشعار پیش کئے؛

؎ اَمحمد ولانت ضنؤ نجیبۃ　　فی قومہا والفحل فحل معرق

والنضر اقرب من اخذت بذلہ　　واحقھم ان کان عتق یعتق

سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معصوم ذات نضر کی بیٹی کے ان المیہ اشعار سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی؛

58807

Marfat.com

آپ نے فرمایا "میں نے جو کچھ ابھی سنا۔ اگر نضر کے قتل سے قبل سُنتا تو یقیناً اس کے قتل کا فیصلہ منسوخ فرما دیتا"[1]
میرے خیال میں شدت جذبات کے مؤثر اظہار کا اگر کوئی پیرایہ، کوئی ذریعہ یا طریقہ ہے، تو وہ شعر ہی ہے۔
اگر اشعار دل کی گہرائیوں سے نکلے ہوں تو ان کی اثر آفرینی کا آپ اندازہ نہیں کر سکتے!
مندرجہ معروضات کی روشنی میں یہ بات قطعی طور پر ایک مُسلمہ حقیقت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدحیہ اشعار سے نہ صرف مسرور اور لطف اندوز ہوتے بلکہ آپ سراپا مسرت بن جاتے۔ آپ کی یہی مسرت تائید ایزدی اور روح القدس سے غیبی مضامین کے نزول کا وسیلہ بن گئی؛ اور آپ کی یہی مسرت، شاعر رسالت مآب کو برکات وعنایات کا سزاوار بنا گئی؛

بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شاعر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی اذیت کے لئے کفار نے تمام امکانی حربے استعمال کئے مگر حق کے مقابلے میں انھیں بُری طرح شکست کھانا پڑی۔ آخر الامر کفار نے ہجویہ اشعار اور بیہودہ کلمات سے ایذا رسانی کا سلسلہ شروع کیا۔ مسلمان اور سب کچھ برداشت کر سکتا ہے مگر اپنے آقا و مولےٰ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ صحابۂ کرام اس ناقابل برداشت اذیت کے تدارک پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے؛ اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجویہ زبان کا جواب ہجویہ زبان سے دینے کا اشارہ دیا۔ ارشاد فرمایا "اس قوم کو کیا ہوا جس نے رسولِ خدا کی دست و بازو سے تو مدد کی، مگر زبان سے نہیں"؛ اس ارشاد کے جواب میں حسّان بن ثابت مؤدبانہ کھڑے ہو گئے۔
مگر یہ بہت ہی نازک معاملہ تھا۔ کفار کی ہجو کے معنی قریش کی ہجو تھی جب کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود قریش سے متعلق تھے۔ حسّان نے عرض کی، یا رسول اللہ! کفار کی ہجو کرتے وقت میں آپ کو اس طرح الگ کر دوں گا جس طرح بال آٹے سے بآسانی نکالا جا سکتا ہے۔ پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حسّان بن ثابت کو علم الانساب کے ماہر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔
یہ حقیقت ہے کہ جب حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جواب میں توحید، عظمت رسول اور کفار کی ہجو میں اشعار پیش کئے تو نہ فقط کفار کی زبان درازی کا سلسلہ منقطع ہونے لگا۔ بلکہ رسول اکرم کی مدح و نعت کی برکت سے تائید ایزدی کا غیبی سامان بھی بہم پہنچا۔ صحابہ کے قلب و ذہن انبساط و مسرت سے معمور ہو گئے؛
اس طرح حسّان بن ثابت کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ بارگاہ نبوی کے پہلے شاعر مقرر ہوئے۔
آگے چل کر حضرت کعب بن مالک اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما حمد باری تعالیٰ، نعت رسول اللہ

---

[1] مقدمہ دیوان حسان بن ثابتؓ ص ق م

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم اور حقانیت اسلام کی اشاعت کی اس موثر اور عظیم ترین خدمت میں شریک ہو گئے ؛

کعب بن زہیر بارگاہ نبوی میں ایسے موقع پر حاضر ہوئے، جب کہ ان کے قتل کے احکام ان کی زبان درازی کے باعث صادر ہو چکے تھے۔ بظاہر تو ان کی توبہ اور ان کی نجات کے راستے مسدود ہو چکے تھے۔ آخری امید کے طور پر کعب بن زہیر نے نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنایا۔ مدح و نعت کی یہی پرخلوص سعی کعب بن زہیر کے گناہوں سے درگذر اور دین و دنیا میں ان کی سرفرازی کا وسیلہ بن گئی۔ اسی موقعہ پر کعب رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہ مشہور عالم قصیدہ پیش کیا جس میں ایک مقام پر رسولِ رحمت نے اصلاح فرمائی اور خوش بھی ہوئے !

ان الرسول لنور یستضاء بہ مھند من سیوف اللہ مسلول

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیوف الھند کی جگہ "سیوف اللہ" کی درستی فرمائی اور اس مدحیہ قصیدہ پر سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس قدر خوش ہوئے کہ آپ نے انھیں اپنی ردائے مبارک عنایت فرمادی ؛

رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شعرائے کرام نے پہلی مرتبہ شعر و سخن کی صنف میں منفرد موضوعات پیش کئے اور توحید و رسالت کے پیغام کی مؤثر اور دلکش و دلنشین انداز میں تبلیغ کی ؛

نعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذریعہ جوشِ ایمانی، رقت قلبی اور لطف و مسرت، محبتِ رسول، جاں نثاری اور فداکاری ان نعتوں کا موضوع ہوتے تھے۔ ان حضرات نے اپنی شاعری میں ان مضامین کو دنیا کے سامنے پیش کیا، توسل اور استغاثہ کا مبنی برحقیقت اور ایک نیا باب قائم ہوا۔ نعت نبوی کی اس ابتدا سے رفتہ رفتہ ہر زبان میں مدح مولود کا ایک پاکیزہ اور گرانمایہ ذخیرہ جمع ہو گیا جس کی بدولت یقیناً حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سرمایہ میں گرانقدر اضافہ ہوا ؛

ملاحظہ فرمائیے یہ چند اشعار جن کو عالم اسلام نے وردِ زباں بنالیا ہے۔ یہ نعت پاک کا وہی ابتدائیہ ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے :-

وضم الالہ اسم النبی الی اسمہ اذا قال فی الخمس المؤذن اشھد
وشق لہ من اسمہ لیجلہ فذو العرش محمود وھذا محمد

وان وماض شھابٌ یستضاء بہ بدرا نار علی کل لامع جید
مبارکٌ کضیاء البدر صورتہ ما قال کان قضاء غیر مردود

ویتلو کتاب اللہ فی کل مسجد

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر رنج وحزن کا پہاڑ ٹوٹا۔ بارگاہ رسالت کے شاعر تڑپ اٹھے۔ اور اس جانکسل رنج وغم کا اظہار کچھ اس طرح کیا ؎

ظلت بها ابکی الرسول فاسعدت　　عیون ومثلاها من الجفن تسعد
تذکر آلاء الرسول وما اری　　لها محصیًا نفسی فنفسی تبلد
فبورکت یا قبر الرسول و بورکت　　بلاد ثوی فیها الرشید المسدد
ولیس هوائی نازعًا عن ثنائه　　لعلی به فی جنة الخلد اخلد
مع المصطفی ارجو بذاک جواره　　وفی نیل ذاک الیوم اسعی واجهد
واحسن منک لم ترقط عینی　　واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرءً من کل عیب　　کانک قد خلقت کما تشاء
فان ابی ووالده وعرضی　　لعرض محمد منکم وقاء

حضرت عبداللہ بن رواحہ کے مدحیہ اور نعتیہ اشعار کو یہ اعزاز بخشا گیا کہ شدت مرض میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی توجہات عالیہ کے مستحق ٹھہرے اور نگاہِ لطف وکرم ان کے لئے تخفیف مرض کا باعث بن گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن رواحہ ہی کے لئے خصوصی طور پر دُعا فرمائی :-

اللّٰھم ان کان اجلہ قد حضر فیسّرہٗ علیہ وان لم یکن حضر اجلہ فاشفہ

"خدایا، اگر اس کی موت کا وقت پہنچ چکا ہے تو موت اس پر آسان فرمادے اور اگر موت کا وقت ابھی نہیں ہے تو اسے شفا عطا فرما"[1]

اِس واقعہ کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر کہی جاسکتی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی شفقت و برکت اور نظر عنایت ان مدحت نگار شعرا کے شامل حال رہتی تھی۔

ابن رواحہ کا بہترین مدحیہ قصیدہ وہ ہے۔ جس کا ایک شعر ہے :؎

روحی الفداء لمن اخلاقہ شهدت　　بانہ خیر مولود من البشر
عمت فضائلہ کل العباد کما　　عم البریة ضوء الشمس والقمر
لولم تکن فیہ آیات مبینة　　کانت براهته بنیک بالخبر
انت البحود من بحر شفاعته　　یوم الحساب فقد ازری به القدر
فثبت اللہ ما آثرک من حسن　　تثبیت موسیٰ ونصرا کالذی نصرا

---

[1] صفحہ ۲۹۸ اصابہ ج ۲

Marfat.com

ابن اسلام میں داخل ہوا تو اس نے ایک مدحیہ قصیدہ پیش کیا ؎

فاغفر فدیٰ لک والدی کلاھما　　زللی فانک راحم مرحوم
وعلیک مزسمۃ الملیک علاقہ　　نورٌ اغر وخاتم مختوم

اعشے بکر بن وائل :

نبی یری مالا ترون وذکرہ　　اغار لعمری فی البلاد وانجدا

مالک بن عوف نضری فرماتے ہیں :-

ما ان رئیت ولا سمعت بمثلہ　　فی النا سرکلھم بمثل محمّد
اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدے　　ومتی تشا یخبرک عما فی غد

مازن بن غضوبہ طائی اسلام قبول کرتے وقت عرض پیرا ہیں ؎

الیک رسول اللہ خبت مطیتی　　تجوب الفیافی من کان الی العرج
لتشفع لی یاخیر من وطیٔ الحطی　　فیغفر لی زلی فارجع بالعلج

طلع البدر علینا　　من اثنیات الوداع
وجب الشکر علینا　　مادعیٰ للہِ داعی

اسلامی ادب میں مدح ولغت کا ذخیرہ

اس میں شک نہیں کہ نعت اور مدح رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا منبع و مصدر کلام اللہ ہے اس لئے گرامر اور منطق کے چند فنون کو چھوڑ کر باقی تمام فنون میں قصداً خواہ ضمناً مدح رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عظیم ذخیرہ آپ موجود پائیں گے۔ فقہ، تفسیر، حدیث عقائد، تاریخ اسلام اور سیرت طیبہ کے فنون میں تو مرکزی حیثیت ہی رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے اور وہ گویا نعت منثور ہے۔

ادب اور شاعری میں بھی نعت و مدح رسول عربی کا حصہ بلاشبہ اس قدر عظیم ہے کہ اگر مدح و لغت کے ذخیرہ کو "کتاب مجموعہ فنون وعلوم" کے طور پر جمع کرنے کی کوئی اکیڈمی قائم کی جائے تو یقیناً اس بحر ذخار کی فہرست ہی متعدد جلدوں میں سمائے گی۔ عربی، فارسی، سندھی بلوچی، پنجابی، ریاستی، اردو، ترکی تقریباً ہر زبان میں نعتیہ کلام کثرت سے موجود ہے۔

اسے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ اور فقط آپ ہی کی ذات کو قلبی محبت

لہ یہ شعار بنی نجار کی بچیوں نے فرط مسرت میں اس وقت پڑھے، جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم مقدسہ نے سرزمین مدینہ کو شرف اندوز سعادت کیا تھا

Marfat.com

اور تقدیس جذبات کے تحت حقائق کے مطابق موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ افسانوی انداز اور خواب و خیال کی دنیا کا تو یہ گزر ہی نہیں ہے۔

علامہ یوسف بنھانی رحمۃ اللہ علیہ رئیس محکمۃ الحقوق بیروت نے اس باب میں عالم اسلام پر بڑا احسان فرمایا ہے کہ انھوں نے ڈھائی ہزار سے زائد صفحات پر عربی مدحیہ و نعتیہ کلام کے انتخاب کو جمع فرمایا۔ علامہ بنھانی واقعی اپنے اس دعوے میں سچے ہیں کہ اس طرح کا کوئی بھی مجموعہ اب تک پیش نہیں ہوا۔ اس مجموعہ میں پچیس ہزار سے زائد ابیات، ساڑھے چار سو سے زائد قصیدے ۹۹ مقطوعات کے علاوہ تخمیس، تشطیر اور موشحات وغیرہ بھی شامل ہیں۔

اردو زبان میں اس قسم کا کوئی مجموعہ فقیر کی نظر سے نہیں گزرا[1]۔ البتہ سندھی ادب کو یہ اعزاز (ڈاکٹر این اے بلوچ ڈائریکٹر امور ثقافت و ہجرہ کونسل کی مساعی جمیلہ سے) حاصل ہے۔ کہ اس میں مدح و مولود پر پرانے شعراء کا کلام مشتے نمونہ خروار پیش کیا گیا ہے۔

قصیدہ بردہ

ہم "قصیدہ بردہ" کے فنی پہلوؤں پر گفتگو کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ بلکہ یہاں فقط اس کی اہمیت عظمت اور قبولیت کے حوالے سے گفتگو کریں گے۔

اس قصیدہ کی اہمیت میری ناقص رائے یہ ہے کہ اس قصیدہ شریف نے شعر و ادب کی دنیا میں نہ فقط ایک انقلاب برپا کر دیا۔ بلکہ مدح و نعت کے باب میں ایک طرح کی کرامت کا اظہار کیا ہے۔ یہ قصیدہ بردہ ہی ہے جس نے دوسرے شعراء کو مدح رسول کی سچی رغبت دلائی اور خود مصنف کو صرف اسلامی دنیا ہی میں نہیں۔ بلکہ علم و ادب کی بین الاقوامی دنیا میں عظمت کے آسمان تک پہنچا دیا۔

پروفیسر علی محسن صدیقی نے بجا اور درست کہا ہے کہ "عربی نعت گو شعرا میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بعد جس شاعر کے کلام کو سب سے زیادہ شہرت اور بقائے دوام کا اعزاز ملا وہ بوصیری کا قصیدہ بردہ شریف" ہی ہے"

قصیدہ بردہ کی قبولیت

میری حقیر رائے میں قصیدہ بردہ کی اہمیت، شہرت کے حوالے سے نہیں، بلکہ اس کی قبولیت اور لازوال قبولیت کے حوالے سے متعین کی جا سکتی ہے اور اسے یہ

---

[1] اس سلسلہ میں کلیات محسن کاکوروی۔ دیوان شہیدی۔ دیوان امیر مینائی۔ حدائق بخشش ہر سہ حصہ۔ ذوق نعت، دیوان حمید صدیقی کہونی۔ تین نعتیہ دیوان بہزاد لکھنوی۔ حنیف اسدی کا مجموعہ کلام نعت۔ اقبال عظیم کا منتخب نعتیہ کلام دیکھئے۔ ان تمام مجموعوں کے نعتیہ اشعار کی تعداد کئی ہزار سے متجاوز ہے۔ ہاں ایک جگہ یہ تمام کلام نہیں ہے۔ حسان الہند غلام علی آزاد بلگرامی نے "سبعہ سیارہ" کے نام سے، دیوان مقامیہ نعت

Marfat.com

قبولیت اس معجزہ مبارکہ کے نتیجہ میں حاصل ہوئی جس کا ظہور قصیدہ شریف پیش کرنے پر ہوا۔ اور جس کے باعث صاحب قصیدہ بردہ لاعلاج مرض سے شفایاب ہوئے۔ قصیدہ شریف کی لازوال قبولیت نے اسے ادب و احترام کے کئی نام دیئے۔ قصیدہ۔ غراء۔ میمونہ۔ مبارکہ۔ زہراء۔ فریدہ وغیرہ!

اِسلامی لٹریچر میں کتب احادیث کے بعد سب سے زیادہ قبولیت کا اعزاز قصیدہ بردہ ہی کو حاصل ہوا ہے۔ بلاشبہ پریس کی ایجاد سے پیشتر فقط اس کے قلمی نسخے لاکھوں میں تحریر و تقسیم ہوئے۔ قصیدہ کی کتابت اور نقاشی میں اسی عقیدت کا اہتمام ضروری سمجھا گیا جو کلام اللہ اور احادیث مبارکہ میں سمجھا جاتا تھا؛

راقم الحروف کی نظر سے مختلف قلمی نوادرات اور کتبخانوں میں قصیدہ میمونہ کے جس قدر بھی نسخے گزرے ان میں اکثر نسخوں کے جدول مطلا ہیں۔ اور نفیس ترین کتابت کے حامل ہیں۔ جامعہ راشدیہ میں ایک ایسا ہی نفیس شہ پارہ فارسی ترجمہ کے ساتھ موجود ہے۔ چارسو سال سے زیادہ پرانا ہونے کے باوجود اس کے نقوش اپنی چمک و دمک سے بتا رہے ہیں کہ یہ تو گویا آج کی کتابت اور نقاشی ہے۔ اسی طرح الکبیر اکیڈمی میں سیّد علی ہمدانی کی فارسی شرح کا نسخہ بھی اپنی نفاست کے باعث قابل دید ہے۔ یہ نسخہ ۱۰۱۱ رجب کا لکھا ہوا ہے؛

نیشنل میوزم کراچی میں بھی قصیدہ بردہ شریف کا ایک نسخہ نظر نواز موجود ہے جس پر پیر سید صبغت اللہ شاہ اوّل پاگارہ کی مہر ثبت ہے۔ جس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا درست معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحب پاگارہ قبلہ کے ہاں قصیدہ بردہ کے متعدد نسخے نہ فقط لائبریری کی زینت کا باعث تھے۔ بلکہ وہ مشائخ و مخادیم کو برکت کے طور پر تقسیم بھی ہوئے تھے۔ یاد رہے کہ نیشنل میوزیم نے پیر صاحب جھنڈو کا جو کتب خانہ خریدا ہے اس میں قصیدہ بُردہ کا مذکورہ نسخہ بھی ہے؛

قصیدہ المدیح مشائخ اور علمأ کی نظر میں

فدوۃ علمائے راسخین، زبدۃ الساکین مفسر قرآن علّامہ شیخ زادہ رقمطراز ہیں:

"قصیدہ بردہ شریف کی برکات کا مشاہدہ کثرت سے ہوا ہے جمہور خواص و عوام نے اس کے عجائب کو اس تواتر سے پایا کہ مجھے تفصیل سے لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی"

علامہ خربوتی کی نظر میں قصیدہ شریف بابرکت اور دینی و دنیوی حوائج میں یقینی حد تک مؤثر اور مجرّب ہے۔ بشرطیکہ شرائط اور حضور قلب کی رعایت کی جائے؛

حضرت عارف کامل سید علی ہمدانی شرح قصیدہ کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں:

"قصیدہ شریف کی برکات تقریر و تحریر سے زیادہ ہیں۔ یہ قصیدہ بادشاہوں کے خزائن اور لائبریریوں میں دفع اعدا اور دفع بلیات کے لئے محفوظ رکھا جاتا ہے"

Marfat.com

آج کل (علماء اور مشائخ) حوادث و آفات کی شدت اور دفع بلیات میں اس قصیدہ کو وسیلہ یقین کرتے ہیں اسے پڑھ کر اجابت کا انتظار کرتے ہیں۔ کرۃً مرۃً (بے حساب) اسے مجرب پایا گیا۔ اسی لئے علماءؒ اور اکابر نے اس کی شرحیں لکھیں:

قصیدہ شریف کی معنی اور حقائق پر توجہ رکھی جائے۔ تو ظاہری حظ کے علاوہ باطنی ذوق میسّر آتا ہے۔ اور یقین ہے کہ مقصد، سرعت، اجابت سے سرفراز ہوگا۔ اور پڑھنے والا انشاء اللہ مقصود سے محروم نہیں رہے گا۔ (شرح علی ہمدانی الکبیر اکیڈمی کے ایک اور نسخہ کے مطابق جس کی تاریخ کتابت معلوم نہیں تحریر ہے!

"مخدوم عمر موثرہ سے منقول ہے کہ اس قصیدہ کی مخصوص ترتیب کے ساتھ تلاوت دینی اور دنیاوی مقاصد کے لئے تیر بہدف ہے"

اسی کتاب میں قصیدہ کی زکوٰۃ اور نصاب کی بابت مختلف تحریریں موجود ہیں؛

مولانا عبدالمالک خان مشیر مال ریاست بہاولپور اپنی تصنیف میں رقم طراز ہیں:

"اخلاص و محبت کے لحاظ سے حضور علیہ السلام کی نعت میں آج تک اس شان کا کوئی قصیدہ نہیں لکھا گیا۔ اس کے ایک ایک شعر بلکہ ایک ایک لفظ میں تاثیر ہے۔ بعض شعروں کی تاثیر کے متعلق بڑے بڑے صالحین اور عام لوگوں نے اس تواتر سے شہادت دی ہے جس کی نسبت شک کرنا خلاف اخلاص ہے"

میرے خاندان میں ہمیشہ سے یہ قصیدہ پڑھا جاتا ہے۔ اور میں نے بارہا آزمایا کہ یہ حصولِ حاجات اور دفع مصائب کے لئے تیر بہدف ثابت ہوا ہے[1]

فارسی شرح قصیدہ بردہ تصنیف حسن علیخاں بن ابوالمعالی مولوی مفتی علیخاں میں ہے:

"اس قصیدہ فریدہ کے برکات و خصائص سے ایک بات یہ بھی ہے کہ جس گھر یا تھیلے میں یہ قصیدہ مبارکہ ہو وہ آگ اور چور سے محفوظ رہیگا۔ نیز جس حاجت کے لئے قصیدہ شریف کی تلاوت کی جائے وہ حاجت پوری ہوجائے گی"

صاحب کشف الظنون حاجی خلیفہ رقم طراز ہیں:

"اس قصیدہ سے خواص و عوام برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جنائز کے آگے اور مساجد (نیز مکاتب و مدارس میں اسے (اجتماعی طور) پڑھا جاتا ہے۔ امراض و اسقام میں اس کی برکت سے شفا بخشی ہوتی ہے"

سہرانی نے کہا اس کی پینتیس[۳۵] تخمیسات تو میں نے خود دیکھی ہیں۔ ایک عجیب تسبیعہ بھی میں نے دیکھا جس کا ہر مصرع لفظ اللہ سے شروع ہوتا ہے؛

---

[1] مقدمہ حسن الجردہ فی شرح القصیدہ البردہ ص۲

Marfat.com

اس کی تخمیسات، تشطیرات، تسبیعات اور شروح بکثرت ہیں شیخ ابن المرزوق مغربی نے نہایت ضخیم اور مفصل شرح لکھی ہے جس میں تصوف کے لطیف مسائل بھی بڑی تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔

مصر کے مشہور مؤرخ احمد اسکندری اور مصطفےٰ غانی الوسیط میں رقم طراز ہیں :۔

"اس بات پر اجماع و اتفاق ہے کہ صحابہ کرام کے مدحیہ کلام کے بعد بہترین قصیدہ اور مدحیہ یہی قصیدہ بردہ ہے، مرض فالج میں اس قصیدہ کو مصنف نے نظم کر کے بارگاہِ رسالت میں اسی کے توسل سے شفا طلبی کی اور اپنے لاعلاج مرض سے شفایاب ہو گئے[۲]"

نیز مورخ اسکندری لکھتے ہیں :۔

"اس قصیدہ مدحیہ نے اکثر معاصر شعراء کو مدائح نبویہ لکھنے کی طرف راغب کیا اور پھر لاتعداد قصائد لکھے گئے مگر وہ بردۃ المدیح کے غبار کو بھی نہیں پہنچ سکے[۳]"

مشہور محدث، فقیہ، متکلم اور مصنف ملا علی قاری رقم طراز ہیں :۔

"طلب حاجات، نزول مہمات کے موقعہ پر اس قصیدہ کی تلاوت (حاجت براری کے لئے) مجرب ہے"

میرے دل میں اس قصیدہ مبارکہ میمونہ مرضیہ کی خدمت کا جذبہ اس نیت اور امید سے وارد ہوا کہ ظاہری اور باطنی امراض سے شفا کا حصول کر سکوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حسنہ کی برکات سے استفاضہ کر سکوں[۴]۔

عطر الوردہ کے مصنف مولوی ذوالفقار علی رقم طراز ہیں :۔

"مجھے جب اپنی لایعنی مصروفیات کا احساس ہوا تو میں نے اس کے کفارہ اور اپنی آخرت میں (استشفاع کو) ذخیرہ کرنے کے لئے قصیدہ بردہ کے شرح لکھنے کا فیصلہ کیا"

میں یہ امید کیونکر نہ رکھوں۔ جب کہ یہ سیّد الانبیاء کی مدح ہے۔ جس کو آپ نے نہایت ہی توجہ اور شوق سے استماع فرمایا پس اس کے ناظم اور قاری کے لئے بڑی بشارت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک قوم اس کی تلاوت کی مواظبت سے ولایت کے درجات پر فائز ہوئی"

قصیدہ بردہ کے مصنف !

محمد بن سعید ابو عبداللہ شرف الدین دلاصی بوصیری یکم سوال ۶۰۸ میں دلاص میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں حفظ قرآن، خطاطی اور دیگر علوم میں مہارت حاصل کی؛

ابو عبداللہ شرف الدین بوصیری۔ امام بوصیری کی حیثیت میں اس وقت مشہور و متعارف ہوئے جب اپنے لاعلاج مرض

---

[۱] حاشیہ کشف الظنون ج ۲ ص کالم ۱۳۳۱ء [۲] الوسیط ص ۳۱۱ [۳] الوسیط ص ۳۱۲
[۴] قلمی زبدۃ شرح قصیدہ بردہ ص ۳۰۲

Marfat.com

سے تنگ آکر بڑے ہی سوز و گداز اور عشق رسول میں ڈوبا ہوا مشہور مدحیہ قصیدہ بردہ بارگاہ رسالت میں پیش کیا جس کی بدولت نہ فقط صاحب قصیدہ بردہ شفایاب ہوئے بلکہ بلاشبہ عالم اسلام کے لاکھوں ظاہری و باطنی مریض اور پریشان حال ان کی برکتوں سے مستفیض ہوئے، امام بوصیری کا نعتیہ اور مدحیہ کلام بہت زیادہ ہے۔ مگر عالم اسلام میں نہیں شہرت آسمان پر قصیدہ بردہ ہی نے پہنچایا۔ اب ان کو کسی دوسرے تفصیلی تعارف کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ یہی قصیدہ بردہ ان کا تعارف ہے

حقیقت یہ ہے کہ قصیدہ بردہ کی بدولت عالم اسلام کے عشق و ذوق اور مدح و نعت میں ایک انقلاب رونما ہوا۔ اور ایک نیا رخ اور نیا زاویہ قائم ہوا۔ ہزاروں علماء اور عرفا اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ محض قصیدہ بردہ شریف کی خدمت میں کسی نہ کسی طرح اپنا نام شامل ہونا ایک عظیم ترین سعادت اور امتیاز خاص سمجھا گیا۔ اس طرح آپ بنظر غائر ملاحظہ فرمائیے تو آپ کو معلوم ہوگا اکثر مصنفین اور محققین نے قصیدہ کی شرح محض عشق و ذوق کی فیوض و برکات سمیٹنے کیلئے لکھیں اور بس! ورنہ علمی لحاظ سے اتنی شروح کی کوئی ضرورت نہیں تھی، اس کے فہم و مطالب کے لئے دو چار شروح کافی و وافی تھیں جب کہ ارباب قال اور اصحاب حال میں بلند پایہ ہستیوں نے اس کی شرح نگاری کو اپنے جذبہ محبت کے اظہار کا ایک عنوان اور ایک سعادت آفریں طریقہ سمجھا۔ یہی سبب ہے کہ دنیائے علم و عرفاں میں کسی نعتیہ قصیدے کی اس قدر شرحیں معرض تحریر میں نہیں آئیں! جتنی قصیدہ بردہ کی۔

زبدۃ شرح قصیدہ بردہ کے مصنّف کے حالات

اب میں قصیدہ بردہ کے شارح جن کی گرانمایہ شرح زبدۃ کے نام سے مشہور ہے کے مختصر حالات لکھتا ہوں: علی بن سلطان محمد القاری الہروی ثم المکی آپ کا نام نامی ہے۔ لقب نورالدین عرف قاری، موصوف ہرات میں پیدا ہوئے[1]۔ مشاہیر عصر حافظ ابن حجر ہیتمی مکی۔ شیخ ابوالحسن بکری۔ عبداللہ سندی۔ قطب الدین مکی۔ سید علی متقی۔ میر کلاں۔ جیسے نابغان روزگار علماء سے آپ کو شرف تلمذ حاصل ہے۔ معقولات و منقولات، تجوید و قرأت اور خطاطی میں کمال حاصل کرنے کے بعد حرم شریف ہی میں درس و تدریس کے علاوہ تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے، خطاطی کو معاش کا ذریعہ بنایا۔ سال میں ایک کلام پاک نہایت ہی نفیس خط میں تحریر کرتے۔ اسی کے ہدیہ پر سال بھر گذر اوقات فرماتے۔

حضرت ملا علی قاری کے علمی فضائل و کمال کا شوافع، احناف و دیگر اکابر نے بلا امتیاز فراخ دلی سے اعتراف کیا ہے۔ مؤرخ عبدالملک عصامی شافعی لکھتے ہیں:۔

"الجامع للعلوم النقلیہ والعقلیہ والمتضلع من السنۃ النبویۃ احد جماھیر الاعلام والمشاھیر الاسلام"

قاضی شوکانی آپ کی علو منزلت اور شان اجتہاد کے معترف ہیں:۔

---

[1] آپ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات جیسا کہ مذکور ہے ۱۰۱۴ھ ہے اس طرح آپ نے برس کی عمر پائی اور دنیائے اسلام میں اپنی گرانمایہ تصانیف یادگار چھوڑ گئے۔

Marfat.com

"ملا علی قاری کی تصانیف، تفسیر، شرح حدیث، فقہ، قرأت و تجوید، سیرت و شمائل، عقائد و مناظرہ، و دیگر تقریباً سو سے زیادہ ہیں ؛

"شرح الشفا۔ مرقات شرح مشکوٰۃ ۔ جمع الوسائل بشرح الشمائل للترمذی ۔ حاشیۃ علی المواہب اللدنیۃ ۔ الزبدۃ العمدۃ فی شرح قصیدۃ البردہ ۔ الحرز الثمین۔ للحصن الحصین"۔ اس طرح کی دیگر تصانیف ان کے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا آئینہ دار ہیں۔

علم و فضل کا یہ آفتاب مکۃ المکرمۃ میں ۱۰۱۴ھ میں غروب ہوا۔ ان کے علم و فضل کا شہرہ اس حد تک تھا کہ جب مصر میں آپ کے وصال کی خبر پہنچی تو جامع ازہر میں چار ہزار علما اور خواص نے غائبانہ نماز جنازہ ادا کی ؛

تصانیف

جامع علوم منقول و معقول علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے بعض حسب ذیل ہیں ؛

۱۔ تفسیر قرآن شریف
۲۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ (مشہور زمانہ کتاب ہے)
۳۔ نور القاری شرح صحیح بخاری
۴۔ شرح صحیح مسلم
۵۔ جمالین حاشیہ تفسیر جلالین
۶۔ شرح شفاء قاضی عیاضؒ اندلسی
۷۔ جمع الوسائل شمائل (ترمذیؒ)
۸۔ شرح جامع الصغیر فی حدیث البشیر السیوطیؒ
۹۔ حرز الحین شرح حصن حصین،
۱۰۔ شرح اربعین امام نوویؒ
۱۱۔ شرح الشرح علی شرح نخبۃ الفکر
۱۲۔ شرح فقہ اکبر
۱۳۔ شرح شاطبیہ
۱۴۔ شرح ثلاثیات البخاری،
۱۵۔ شرح موطا امام محمدؒ
۱۶۔ سند الانام شرح مسند الامام
۱۷۔ اثمار الجنیہ فی اسماء الحنفیہ
۱۸۔ نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب الشیخ عبد القادرؒ
۱۹۔ الخط الاوفر فی الحج الاکبر
۲۰۔ خرائد القلائد فی تخریج احادیث شرح عقائد
۲۱۔ المصنوع فی معرفۃ الموضوع
۲۲۔ ضوء المعانی شرح بدر الامالی
۲۳۔ معدن العدنی فی فضائل اویس القرنیؒ
۲۴۔ تذکرۃ الموضوعات
۲۵۔ حزب الاعظم
۲۶۔ حاشیہ مواہب لدنیہ
۲۷۔ الناموس فی تلخیص القاموس
۲۸۔ شرح عین الحکم

ان مذکورہ کتب کے علاوہ آپ کے بہت سے رسائل اور ہیں، آپ کی یہ تمام کتب ارباب علم و فضل سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں ؛

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

احمدہ امتثالا لامرہ لا احصاءً لشکرہ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ وصفیہ ورسولہ وعلیٰ الہ وصحبہ وتابعہ وحزبہ وبعد فقد روی عن ناظم القصیدۃ المعروفۃ بالبراءۃ المشہورۃ بالبردۃ انہ قال اصابنی خلط فالج ابطل نصفی وفکرت ان اعمل قصیدۃ فی مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاستشفع بہا الی اللہ تعالیٰ فانشأتُ ھٰذہِ القصیدہ ونمت فرئیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فمسح علیّ بیدہ المبارکۃ فعُوفیتُ لوقتی فخرجتُ غدوۃ من بیتی فاذا بعض الفقراء ینشد قصیدۃ اولھا "امِن تذکر جیران بذی سلم" فتعجبت اذ ما کنت اخبرت بہا احدًا فقال واللہ لقد سمعتہا تنشد بین یدی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو یتمائل تمائل الاغصان فاعطیتہ ایاھا فنشر الخبر بین الناس ولما انتھی خبرھا الی الصاحب بہاء الدین وزیر الملک الظاھر ھو ملک مصر استنسخھا ونذر ان لا یسمعھا الا واقف حافیا حاسرا فرای ھو واھلہ من برکاتہ خیرا کثیرا ثم اصاب موقع ھٰذا الوزیر لرجل رمد عظیم اشرف منہ علی العمی فرای فی منامہ کان قائلا یقول امض الی الوزیر فخذ منہ البردۃ واجعلھا علی عینیک فعرض الوزیر ما یری فقال لہ ما عندی شیٔ یقال لہ البردۃ وانما عندی مدیح النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نستشفی بہ فاخرج القصیدۃ ووضعھا علیٰ عینیہ وقرأ وھو جالس فشفاہ اللہ تعالیٰ من الرمد لوقتہ فسمیت بالبردۃ وھی مجربۃ عند طلب الحاجات ونزول المھمات ولعلھا سمیت بردۃ لکونھا فی المعنی کسوۃ شریفۃ وصلت علیٰ قامۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وتسمیۃ الصفۃ کسوۃ مجاز مشہور

ھٰذا. وقد سنح بخاطر افقر عباد اللہ الغنی الباری علی بن سلطان محمد الھروی القاری ان اخدم ھٰذہ القصیدۃ المبارکۃ المیمونۃ المرضیۃ رجاء لشفاء الدصر اض الظاھریۃ والباطنیۃ والاخلاق الدنیۃ وابتغاء لخلقہ العافیۃ الساترۃ للذنوب القولیۃ والفعلیۃ بوضع شرح لطیف علی المقصود مطل غیر مخل جعلہ اللہ خالصا لوجھہ الکریم فانہ لعباد غفور رحیم وسمیتہ "الزبدۃ العمدۃ فی شرح البردۃ".

اعلم ان ھٰذہ القصیدۃ الشریفۃ مشتملۃ علی فوائد لطیفۃ. منھا ان عادۃ الشعراء جرت بانھم یذکرون فی مطالع قصائدھم تیمنا بذکر لوازم العشق من مقاسات الاحزان والاشواق وتحمل مکارہ البعد والفراق یسمونہ تغزلا وتشبیبا ویعدونہ من جملۃ لطف المطلع تقریبا ومنھا یجردون من انفسھم مخاطبا ویحاورون دلالا وعتابا ومنھا یحاضرونہ سوالا وجوابا اشارۃ الی ندرۃ حبیب یظھرون رموز العشق علیہ واشعارا الی قلۃ صدیق یظھرون کنوز الحب لدیہ. ومنھا انھم یغیرون کلامھم من اسلوبھم الی الاحسن علی طریق الالتفات تکلما وخطابا وغیبۃ تطریۃ للمسموع وتنشیطا للسامع فانھم فی ضیافۃ الارواح یتضیفون باسالیب الایرادات کما ان الناس فی اطعام الاشباح یضعون الالوان الاطعمۃ

Marfat.com

الواردات. ومنها معرفة الحب والعشق فان الحب فى وضع اللسان عبارة عن ميل النفس الى الموافق الذى تصوره من حسن او احسان والعشق هو الميل المفرط الغالب على الانسان وكل من الحسن والاحسان يدرك تارة بالبصرة وتارة بالبصيرة والحب يتبعهما وكمالهما للحق تعالى حقيقة اذ لا يصح نفيه وانتفاء عنه تعالى بخلاف صفات الخلق فانها بمنزلة ثوب مستعار. ثم المجازى قسمان نفسانى وعلامته ان يكون اكثر اعجاب المحب بشمائل المحبوب وهوان يجعل النفس لينة ذات وجد ورقة منقطعة عما سوى محبوبه ولذا قيل المجاز قنطرة الحقيقة وحيوانى وهوان يعين الامارة على استخدام العاقلة فى تحصيل اللذات العاجلة والاكثر مقارنته للفجور حقيقة او حكما ومنها ان القصيدة مرتبة على عشرة ابواب الاول فى التغزل وبيان داء النفس ودوائها الثانى فى رياضته صلى الله عليه وسلم الثالث فى تفضيلة على الكائنات الرابع فى خلقه الخامس فى ارهاصاته السادس فى معجزاته السابع فى القرآن الثامن فى معراجه التاسع فى غزواته العاشر فى عرض الحاجة على الممدوح والمناجات مع المولى.

قال الشيخ الناظم شرف الدين ابو عبد الله محمد بن سعيد المصرى البوصيرى وقيل الدمشقى الشافعى كشا الله تعالى حلل الغفران واسكنه بحبوحة الجنان وقيل الدلاصى وهى قريه من سواد بوصير (صير) بلدة بصعيد وهو مصر معروفة

امن تذكر جيران بذى سلم

مزجت دمعا جرى من مقلة بدم

همزة الاستفهام للتقرير منصبة على "مزجت" وقدمت للصدارة و"من تذكر" متعلق "بمزجت" قدم للحصر ولانه يكون مفتح هذه القصيدة المباركة مشتملا على لفظ "امنت" فيكون اشارة الى ان من الزم قراءتها امن من جميع الافات والبليات و"تذكر" مصدر مضاف الى مفعوله فاعله محذوف اى من تذكرك جيران وهو جمع جار او مجاور وهو اولى بالمقام و"بذى سلم" اى صاحب شجرة فى البادية متعلق بمحذوف اى كائنين بمكان فيه هذه الشجره وهو بفتح اللام وروى بكسرها و"دمعا" ماء البكاء مفعول به "مزجت" و"جرى" صفة اى دمعا جاريا "من مقلة" متعلق "بجرى" وهو داخل العين "بدم" متعلق "بمزجت" والمعنى يحاور مخاطبا جرده من نفسه ويقول يا من يبالغ فى البكاء لابد لعروض بكائك من سبب فما هو لوعة الفراق ومشقته بان ابتليت بفراق احباب كنت فرحا بوجدانهم فصرت وجلا بهجرانهم او بسبب اخر يأتى فى البيت الاتى وهو قوله

امهبت الريح من تلقاء كاظمة

او اومض البرق فى الظلماء من اضم

"ام منقطعه و"هبت" فعل ماض و"الريح" فاعله وهى مؤنث سماعى و"من تلقاء كاظمة" اى من جهتها متعلق

Marfat.com

ب"هبت" وهو اسم لموضع وصرفها للضرورة و"اومض" بمعنى لمع عطف على "هبت" و"البرق" فاعله و"فى الظلماء" متعلق بمحذوف حال من الفاعل اى واقعا فى الليل الظلماء "من اضم" بكسر الهمزة متعلق "باومض" بتقدير مضاف اى "من تلقاء اضم" فانه جبل والبرق لا يلمع من نفس الجبل بل من جهته. قيل المراد من "سلم" و"كاظمة" و"اضم" مواضع قريبة لمدينته صلى الله عليه وسلم وهو مناسب جد فى المقام و قريب الماخذ بمعنى للمرام والمعنى اوسبب بكائك لمعة الوصال بان تمنيت وصالهم باهداء الريح اليك يُنم اخبارهم واسرارهم وابداء البرق عليك اثار مساكنهم وديارهم وفيه ايماء الى ان مأواهم فى البعد بحيث لا ينتهى اليه الا الريح وفى الرفعة بحيث لا يرتقى اليه الا السحاب فالقاصد اليه يتحمل جهدا على جهد ويقاسى وجدا على وجد ثم بعد المسافة استعارة لبعد المرتبة وعلو المكان لعلو القدر والمكانة دائما قال "فى الظلماء" لان الضوء فى الظلمة اجلى ومن مكان عالٍ على ومحصل معنى البيتين انما بكائك اما لتذكر وصل ماض تطلع او لتطلب وصل حال متوقع ويمكن حمل المعنى على الحقيقة بتمهيد مقدمة وهى ان للمرء قد يبلغ بالرياضة حدا تعرض له خلسات وجذبات من نور الحق عليه لذيذة كانما بروق تلمع اليه ثم تخمد لديه وتسمى تلك الخلسات وقتا وهو اول درجات الوجد ثم الوصول وكل وقت محفوف بوجدين "وجد اليه" اى حزن على استبطائه و"وجد عليه" اى حزن واسف على فوته فيقول ايها المريد رياضة سبب بكائك هل تذكر الجذبات اللذات والاشتياق اليها بعد انقضاءها او تطلب امثالها او على منها الى ان تلحق الوصول بلغنا الله لحصول بجاه الرسول فكان المخاطب انكر ذلك الناشئ من الحب

فَمَا لِعَيْنِيكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا

وَمَا لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمْ

"الفاء" جواب شرط محذوف تسمى فصيحة اى ان لم يكن بكائك لاجل هذين السببين و"ما" استفهامية فى الموضعين فى محل الرفع على الابتدائية والجار والمجرور فيهما متعلق بمحذوف فى محل الرفع على الخبرية وتقديره اى شئ حادث لعينيك ولقلبك وشرطيتان فى محل النصب تقديره ماحدث لعينيك هامتين اى سائلتين دمعهما عند قولك لهما "اكففا" اى امتنعا عن البكاء وماحدث لقلبك هائما اى حائرا عند قولك للاستفق اى كن مفيقا حاضرا قال الخنيصى فى شرح القصيدة يجوز "كفا" و"اكففا" بالادغام والفك وهو وهم منه اذ صرحوا بوجوب ادغام مثله فى كتب الصرف وقال عصام فى شرحها فكذا خلاف القياس. وقيل تعداد العين انما هو فى الصورة واما فى المعنى المطلوب منهما فواحدة ولهذا قد يُرى الشئ شيئين فالتعدد الصورى لا يقدح فى الوحدة الحقيقة كما هو مذهب بعض المتصوفه المشتهرة بالوجودية فلفظ "اكففا" بالنظر الى الحقيقة مفرد وان كان فى صورة التثنيه وهذا كما يرى تكلف وقيل فك الادغام على توهم الافراد فلا تخل فى الفصاحة كما اخذ فى قوله الحمد لله العلى الاجلل ثم قال ويمكن ان يقال انه اشارة الى انه اى الناظم قال به بلسان الحيران وهو لا يعاتب بمفوات اللسان ومثل هذا يعد ظرافة من البلغاء فى البيان والمعنى ان كنت تنكر كون البكاء من اثار المحبة بناء على ان له اسبابا اخر

Marfat.com

قلم لا تملك عينيك فانك ان اردت ترك البكاء سالتاد موعهما وان اردت افاقة القلب عن الوجد يتحير من البعد او القرب
ثم قال له ملتفتا عن الخطاب الى الغيبة

أَيَحْسَبُ الصَّبُّ أَنَّ الْحُبَّ مُنْكَتِمٌ
قَابَيْنَ مُنْسَجِمٍ مِّنْهُ وَمُضْطَرِمٌ

همزة الاستفهام للتعجب او الانكار التوبيخي اى لاينبغي ان يكون و"يحسب" بكسر العين وفتحها و"الصب" العاشق من صب الماء غلب عليه لكثرة بكائه غالبا و"ما" زائدة و"بين" ظرف "لمنكتم" و"الانسجام" السيلان شدة و"الاضطرام" الاشتعال بقوة والتقدير بين دمع منسجم وقلب مضطرم وضمير "منه" بالاشباع راجع الى الصب وحذف بعد مضطرم للدلالة ماقبله عليه والمعنى مايليق للمحب ان يظن ان حبه مخفي على الناس في حال كمال ظهوره بسبب سيلان دمعه واضطراب قلبه فانهما بمنزلة شاهدين على اثبات حبه ومخبرين من اهل بيته على نفسه له فحسبان الكتمان بطلان للحسان وفي البيت اشارة الى قوله تعالى والله مخرج ماكنتم تكتمون ثم استدل على انه محب فقال مخاطبا له

لَوْلَا الْهَوَى لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلَى طَلَلٍ
وَلَا أَرَقْتَ لِذِكْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ

"الهوى" مصدر هَوِيَهُ احبه و"الاراقة" الصب و"الطلل" ماشخص من اثر الدار من نحو اللبن والاحجار و"ارق" بالكسر بمعنى السهر و"البان" نوع من الشجر يشبه به القد وطول القامة وحسن الهيئة وطيب الرائحة و"العلم" اما العلامة او الجبل واللام فيهما للجنس او للعهد اى الذين في منازلهم قيل المراد جبل لاضم وكذا التنوين عوض عن المضاف اليه اى على طللهم والظاهر ان يكون بتقدير مضاف اى على تذكر الطلل والا فلا وصول الى منزل المحبوب ولا حصول على اثر هذا المطلوب وكلمة "لا" اما زائدة للعطف على المنفي بتاويل لم ترق ب. "لا ارقت" لان "لم" لم تدخل على الماضي واما نافية مع انها لاتدخل على الماضي بلا تكرار "لا" لما تقدم من التاويل والمعنى يستدل على حصول الحب بلا وصول القرب لو لم يتمكن سلطان المحبة في مدينة قلبك لتوقف امرك الى مشيتك فلم ترق دمعا على اثر وخبر ولم تسهر لذكر جبل وشجر فلاح ان دمعك قطرة من بحر الهوى وسهرك شعلة من نار الجوى وفيه ايماء الى ماقيل شعر وماحب الديار شغفن قلبي ولكن حب من سكن الديارا. ثم تعجب من انكاره الحب بعد ظهوره فقال

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ ... بِهِ عَلَيْكَ عُدُولُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

Marfat.com

الاستفهام للانكار التوبيخي او للاستبعاد والتعجب والفاء فصيحة في جواب شرط محذوف يعني اذا دلت الادلة على المطلوب الذي هو حب المحبوب وتنوين "حبا" للتعظيم و"ما" مصدرية وضمير "به" للحب و"عدول الدمع" و"السقم" كقوله تعالى فقد صغت قلوبكما وقيل المراد بالعدول مع العينين مع السقم وانواع الدمع واصناف السقم والاضافة بيانية والمراد الدمع والسقم الناشئين عن الحب والالم

وَاَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّيْ عَبْرَةٍ وَّضَنًى
مِّثْلَ الْبَهَارِ عَلٰى خَدَّيْكِ وَالْعَنَمِ

"اثبت" عطف على شهدت و"الوجد" الحزن من جهة الحب وهو بمعنى كاتب دار الحكم و"ضنى" الهزال والضعف ويلازمه عادة صفر الوجه و"البهار" بفتح الباء نوع من الورد الاصفر و"العنم" شجر له اغصان حمر لينة يشبه به الاصابع وضنا على زنة رحى عطف على "عبرة" على وزن قطرة اى واثبت الوجد على خديك اللذين هما بمنزلة الورقين خط عبرة اى الدمع الممزوج بالدم مثل العنم على وزن العلم وخط ضنى مثل البهار فالنشر مشوش وقيل المراد بالخطى دمع العينين على الخدين وضنى عطف على الخطى ومثل البهار والعنم صفة خطى لكن فيه فصل بين الصفة والموصوف بالاجنبى كذا قيل والاولى ان يعطف ضنا على خطى ويجعل "مثل البهار والعنم" صفة لمجموع المعطوف والمعطوف اليه ومعنى البيتين كيف تنكر المحبة بعد ان شهد بها شاهد اعدل ما قدرة على جرحهما وحكم قاض لا ينقض حكمه مع وجودهما وكتب على صفرة الخدين منشور المحبة بخطين احمرين او سجل قضية المودة مع شهود شهرة الامر على ورقتي خديك بخط احمر واصفر فكل ما راك يقرء اية المحبة اللائحة من وجهك ويطالع العلامة الواضحة من خدك فالانكار بانحراف الضلوع لا يسمن ولا يغنى من جوع واسند اثبات الحمرة والصفرة الى الوجد لانه سبب قريب لعروض الحالات للقلب من الحيرة والاضطرام والفراق والسقم والدمع من السيلان والانصباب والانجمام والاحمرار والاصفرار بلا اختيار واما الحب فهو سبب للحزن اولا وبالذات ولهذه الاحوال ثانيا وبالعروض الى الانصباغ ولما انتهى امر السقم الى صبغ البشرة بالصفرة وامر الدمع بالحمرة وصفهما بالعدالة اذ لا محالة للتهمة والبطلة فقد تاثر الظاهر والباطن من العشق والمودة وفنى المحبة عن ذاته في المحبة والظاهر عنوان الباطن ونحن نحكم بالظاهر والله اعلم بالسرائر ولما انكشف كون المخاطب محبا وكان هو المتكلم في المعنى رجع عن التجريد الى التكلم واعترف بالحب فقال

نَعَمْ سَرٰى طَيْفُ مَنْ اَهْوٰى فَاَرَّقَنِيْ وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

Marfat.com

نعم" تصديق لما ثبت بالاستدلال من قرائن الاحوال واقامة البينة وتسجيل القاضى من المحبة اى ما ادعيت على من المحبة واثبته حق وله كمال الصحة فقد اسهرنى فى الم وصاله بعد ان كنت فى اللذت يوم غافلا عن حاله والحب يعترض اى يعدم ويزيل ويمنع اللذات بسبب الم المحبوب بالذات وقيل يتخلل بينهما والجملة حالية او معترض و"اللذة" ادراك الملائم و"الالم" خلافه فاولى من طريق محبة المولى ان يفسر بخيال المهوى والالم ما يخطر بباله من السوى فالمعنى جاء فى ليلة القدر خيال الوصال ونهى عن نوم الغفلة وشغلنى بذكره وفكره على طريق ارباب الكمال وانقلب اللذات الظاهرية الاما باطنية والالم الحسية لذتا معنويا فطوبى لها ثم طوبى لها ثم استشعر لا ثما بلسان الحال فخاطبه فقال

يَا لَائِمِى فِى الْهَوَى الْعُذْرِىِّ مَعْذِرَةً
مِنِّى إِلَيْكَ وَلَوْ أَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

"العذرى" منسوب الى بنى عذرة بضم العين قبيلة من العرب اذا عشقوا ماتوا لان نساءهم تكون جميلة عفيفة كثيرة الحياء وفتيانهم سريع الحب شديد الحياء شديد الصبر وقيل الهوى العذرى هو المفرط الذى من شانه ان يكون صاحبه مقبول العذر عند كل احد و"معذرة" مفعول فعل مقدر اى اقبل معذرة او اعذرنى و"منى" متعلق بها وقيل متعلق بمحذوف و"اليك" اوكلاهما صفتان اى معذرة صادرة منى متوجه اليك وملقاة اليك والمعنى اعتذر اليك بانى مبتلى بالحب المذكور على الوجه المستور ولو انصفت اى لو اتيت بالانصاف لم تلم فى الحب وتركت العذل لعلمك بانه ليس اختيارى بل يكون اضطرارى وقيل المعذرة قوله محضتنى النصح وقيل قوله والحب يعترض اللذات وتفصيله يا من يلومنى فى الحب المفرط اقبل معذرتى ولا تظلم على بملامتى فان الحب اذاب لحمى واسال دمى وازال دمعى عن حدقتى وصبغ بالصفرة بشرتى وذهب قرارى وسلب اختيارى وعيب الفتى فى اما نى اختياره ولا عيب فيما كان خلقا مركبا فحاصل المعذرة ان حبى عذرى وحب العذرى عذرى وقال عصام الدين معذرة" تميز من نسبة العذرى و"منى" متعلق "باليك" وهو اسم فعل بمعنى ابعد

عَدَتْكَ حَالِى لَا سِرِّى بِمُسْتَتِرٍ
عَنِ الْوُشَاةِ وَلَا دَائِى بِمُنْحَسِمِ

يقال عداعنه عدوا جاوزه واليه عدى عدوى سرى اليه سراية وعلى كل تقدير لابد من القول بحذف الجر والمشهور تقدير "الى" ليكون دعاء عليه اشارة الى ما ورد "من عيّر اخاه بذنب لم يمت حتى يبتلاه الله تعالى" والوشاة بضم الواو جمع واش اى الكذبة

Marfat.com

الساعين بالفساد بيني وبين من هو بمنزلة الفؤاد والاحشاء" هو الانقطاع والمعنى ليكن حالك مثل حالي لتذوق وبالي وحرقة قلبي وبالي وهوان سري لا يخفى عن الواشين واللائمين لا اخلص عن الشماتة والملامة ومرض لا ينقطع بالوصل لا فوز بالسلامة وقيل المعنى تجاوز حالي عنك الى الغمازين وفاش سري عند اللمازين وذاع عند الاحباء وشاع عند الاعداء ولا ينقطع هذا الداء وليس له دواء عند الاحباء فاذا علمت حالي في هذا المقام فانصف واترك الملام ويمكن ان يكون بتقدير "عن" دعاء "البعد من الابتلاء بحاله او دعاء عليه بالحرمان عن الوصول الى المرتبة كماله و"لا" في الموضعين لنفي الجنس لا للمشابهة "بليس" لعدم جواز دخولها على المعرفة عند الجمهور. ولما رأى مبالغة اللائم في ملامته وظهر ان قصده منحصر في سلامته وقد بالغ في تدليس عيبه والاعتذار عما ظهر من سوء ثم استيقن ان عذره غير نافع وتدليسه غير ناجع انصف واعترف بان التقصير من قبله على كل حال فقال هذا المقال

مَحَضْتَنِي النُّصْحَ لَكِنْ لَسْتُ اَسْمَعُهُ
اِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِي صَمَمِ

"النصيحة" ارادة الخير للغير و"المحض" الاخلاص والتصفية والمراد من عدم السماع ومن الصمم عدم الالتفات وعدم القبول والاجابة و"العذال" بالذال المعجمة جمع عاذل وهو اللائم الناصح اي اخلصت الي النصيحة وصفيتها عن الاغراض الفاسدة في لومك لي في الهوى من جهة اسبابه كالالتفات الى ما يحب التطلع اليه والتفكر في محاسنه والتولع ولكن لا اقبلها فاني اسير العشق وانت امين العقل ولا يجري حكمه في مملكة العشق فالعقل يبني والعشق يهدم والعقل في التجارة والعشق في الغارة وفي البيت تلميح الى الحديث الصحيح "حب الشيء يعمي ويصم" رواه احمد وابو داود والبخاري في تاريخه وبعد بيان حال يعم المجنين من عدم السماع كلام اللائمين ذكر ما يخصه من عدم القبول للنصيحة مع اقتضاءه الى حال الفضيحة

اِنِّي اَتَّهَمْتُ نَصِيحَ الشَّيْبِ فِي عَذَلِي
وَالشَّيْبُ اَبْعَدُ فِي نُصْحٍ مِنَ التُّهَمِ

"نصيح" بمعنى الناصح والاضافة بيانية و"العذل" بفتح الذال اسم مصدر وبالسكون مصدر وقال عصام الدين هما مصدران وجملة "والشيب" حال لازمة من مفعول "اتهمت" في المعنى وهو الشيب المراد من النصيحة الشيب ان يقول بلسان الحال انه قرب الارتحال ولذ زمان التربة والانتقال من سيئ الاحوال وحل ترك العشق المجازي ووجب الحب الحقيقي وتدارك ما فات من تضييع الاوقات وعدم اصلاح الحالات ولذا ما روي ابو يزيد البسطامي قدس الله سره السامي مراة وطالع فيها وقد ظهر البياض في اللحية الشريفة

Marfat.com

وطلعته المنيفة قال "ظهر الشيب ولم يذهب العيب وما ادرى ما فى الغيب" فلذا كان حال العاشق انه لم يقبل نصيحة الشيب المخالى عن التهمة والعيب فبالاولى ان لا يقبل كلام اهل الملام بلا كلام وقيل المراد باتهام الشيب حمل وقوعه على غير اوانه لئلا يستعد بما يجب فى زمانه كما يقول "كهول الاوباش اسراع الشيب من المحن" ومن كلامهم "الشيب نور الهموم" والمعنى انى اتهمت الناصح الذى هو برء من كل تهمة واصدق من كل ناصح وهو الشيب فانه دليل انهزام القلب انهدام القالب فالسعيد من يتعظ بوعظه قيل نظر رجلا الى شيبه فى راسه فجمع نساءه فقال انذرتنى فقدمات بعضى وانشد اذا مات بعضك فانك بعض فبعض الشئ من الشئ قريب - ثم علل اتهامه للشيب مع بعده من الوقوع فقال

فَإِنَّ أَمَّارَتِي بِالسُّوءِ مَا اتَّعَظَتْ

مِنْ جَهْلِهَا بِنَذِيرِ الشَّيْبِ وَالْهَرَمِ

"والفاء" للعطف على "انى اتهمت" مفيدة للسببية اى افضى بى الجهل الى عدم الاتعاظ من النذير المخبر بوصول الموت وهو الشيب الكامل والهرم "فالنذير" بمعنى المنذر فالاضافة من باب اضافة الصفة الى الموصوف "والهرم" تناهى الشيب والمنذر بمعنى المخوف بقرب الموت للفوت للتوبة وسائر الطاعات و"من جهلها" علة لعدم الاتعاظ بما ذكر وقيل النذير بمعنى الانذار مصدر وهو متعلق بالاتعاظ او بالجهل واعلم ان النفس اعنى القوة الحيوانية التى تشتمل على القوى المدركة والمحركة اذا لم يكن لها اطاعة القوة العاقلة كانت بمنزلة بهيمة غير مرتاضة تنبعث الى ما يدعوها من شهواتها وغضبها وتستخدم العاقلة فيكون النفس امارة والعاقلة مؤتمرة عن كره مضطرة اما اذا راضتها العاقلة وائتمرت على اطاعتها بحيث يأتمر بامرها وتنتهى بنهيها كانت العاقلة مطمئنة والنفس مؤتمرة وان اطاعت تارة وعصت اخرى فحين عصت تتبع هواها ثم تندم فتلوم نفسها فيكون لوامة والاحصر ان يقال الامارة هى العاصية والمطمئنة هى المطيعة واللوامة هى المقتصدة المختلطة ثم عطف على "ما اتعظت"

وَلَا اعْتَدَّتْ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِيلِ قِرًى ضَيْفِ أَلَمَّ بِرَأْسِي غَيْرَ مُحْتَشِمِ

لـ النفس سبع مراتب الاولى - نفس الامارة وهى التى تميل الى الطبيعة البدنية وتامر بالشهوات الحسيه وتجذب القلب الى الجهة السفلية وهى نفس الكافرين والشياطين والفاسقين - والثانية نفس اللوامة وهى التى تنورت بنور القلب فتطيع العاقلة تارة وتعصى مرة ثم تندم فتلوم نفسها وهى منبع الندامة وهى للغير الفاسقين المؤمنين والثالثة نفس المطمئنة وهى التى تنورت بنور القلب حتى تخلت عن صفاتها الذميمة وهى نفس المتعلمين العاملين والرابعة نفس الملهمة وهى التى الهمها الله تعالى العلم وغيره من الاخلاق الحميدة وهى نفس المعلمين العاملين

(باقى صـ ۹)

Marfat.com

"الفعل الجميل" هو ما استحسنه الشرع والطبع و"القِرى" بكسر القاف الضيافة والمراد بما ههنا الاعمال الصالحة من التوبة وغيرها و"الالمام" النزول و"الاحتشاد" الاستحياء من جهة الاحترام والتقييد بنفي الاحتشام اشارة الى سهولة قراه عند القراو والتخصيص بالراس لانه اول مايبدو فيه للشيب ايماء الى انه جاء على راسه بالغفله وقيل المراد ان الشيب غير محتشم عند النفس كراهتها اياها و"لا اعدت" عطف على "ما انعظت" عطف الخاص على العام قال الانعاظ يكون بامتثال الاوامر واجتناب الزواجر ويمكن ان يراد بالانعاظ الاجتناب وبالاعداد اتيان المحاسن فالبيت الاول اشارة الى نفسه لم تنته بنهي العاقلة والبيت الثاني الى انها لم تاتمر بامر الكاملة فبان انها في العصيان غاية وفي الامر بالطغيان نهاية و"غير" على الحالية من ضمير "لم" يعني ان النفس الامارة بالسوء لم يجتنب عن السيات ولم تمتثل بالطاعات حتى ما اعدت ضيافة ضيف مكرم محمول المهام نازل على فرق الانام بلا طريق الاحتشام واكرام الضيف واجب غفلا وثابت نقلا سيما اذا كان شيبه جاء غفلة قال الله تعالى هل اتىك حديث ضيف ابراهيم المكرمين وقال صلى الله عليه وسلم من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكرم ضيفه وقال لمن من اجلال الله اكرام ذي الشيبة المسلم

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنِّيْ مَا اُوَقِّرُهٗ

كَتَمْتُ سِرًّا بَدَا لِيْ مِنْهُ بِالْكَتَمِ

"الكتم" بفتحين نبت يخلط بالوسمة او بالحناء ويختضب به والمراد "بالسر" انذار الشيب عن الغفلة وتنبيه على قرب الرحلة اي لو كنت اعلم اني ما اعظم الشيب الذي ظهر واجب الاكرام عند عقلاء الكرام بعد نزوله بي وظهوره عندي و قيل ظهوره عند غيري اخفيت اسراره واسررت اظهاره التي بدت على راسي وظهرت على اساسي من اثر الكبر وزوال الصفر بالكتم اي تخضبه حتى لا انسب الى الفضيحة وعدم سماع النصيحة من لسان الحال والحال ابلغ من بيان القال

والخامسة النفس الراضية وهي التي رضي الله عنها ويظهر فيها اثر رضاه وهو الكرامة والاخلاص والذكر وهي نفس الاولياء الكرام والسادس نفس المرضية هي التي رضيت عن الله تعالى وهي ويترك فيها الكرامات ويعرف فيها الله حق معرفته والسابعة نفس الصافية وهي التي مقام الاسرار بين الله تعالى وبينها وهي نفس الانبياء والمرسلين عليهم الصلوٰة والسلام ملخص من خزينة ۱۲

۲ للتوبة اربع مراتب على احسب مقامات النفس فالمرتبة الاولى مختصة باسم التوبة وهذه مرتبة عوام المؤمنين وهي ترك المنهيات والقيام بالمامورات المرتبة الثانية الانابة وهي للنفس اللوامة وهذه مرتبة خاص المؤمنين من الاولياء ومصداقها ترك الدنيا وتهذيب الاخلاق بمخالفة هوى النفس والتوبة والانابة من نتائج محبة الله الازلية الثالثة الاوبة وهي للنفس الملهمة وهذه مرتبة خواص الاولياء وهي من آثار الشوق الى لقائه تعالى والمرتبة الرابعة الرجوع وهي للنفس المطمئنة وهذه مرتبة الانبياء واخص الاولياء ملخصا من شرح شيخ زاده ۱۲

Marfat.com

مَنْ لِّیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِّنْ غَوَایَتِهَا
كَمَا یُرَدُّ جِمَاحُ الْخَیْلِ بِاللُّجُمِ

"الجماح" بکسر الجیم جمع جموح شبه الاخلاق الذمیمة بالدواب الذمیمة وقیل الجماح مصدر "فالرد" بمعنی الازالة و"من غوایتها" صفة جماح ای ناشیة من اضلالها والاستفهام للتضرع والاستعانة بغیره والاستعطاف لنفسه والمعنی من یتکلف لی تبدیل الصفات الردیة والاخلاق الدنیة المحادثة من النفس الامارة المکارة الغدارة بتادیبها وتحصیل الاحوال الجمیلة والمقامات الجلیلة کما یتبدل الحرکات الغیر المرضیة للخیول الغیر المهذبة باللجم المشبهة بالمواعظ السنیة قال عصام الدین وتشبیه النفس بالفرس ماخوذ من لسان الشرع حیث ورد نفسک مطیتک فارفق بها" قیل مقصوده مرشد کامل وهو العالم العامل فاستشعر قائلا عیبا یقول

فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِیْ كَسْرَ شَهْوَتِهَا
اِنَّ الطَّعَامَ یُقَوِّیْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

"النهم" بفتح الهاء افراط الشهوة فی الطعام وبکسرها صفة منه والمعنی اذا اردت رد الجماح لارادة التخلص من الجناح فلا تطلب کسر شهوتها بالمنافی کحسم شربها بالملاهی یعنی لاتظن انک اذا شبعتها بمقصوداتها امتنعت عن مضراتها فان الحرص یزداد بوجدان ما ابتغاه والطبع بتقوی بما یلائم مقتضاه کمن ابتلی بالمعدة الناریة او الجوعیة البقریة فانه یزداد قوة مرضه بالاکل کالبهائم والمستسقی یزید عطشه بالشرب الدائم فالمعاصی تزید شهوتها ولا تنقصها وتفسدها ولا تصلحها ومن المشهور بین اطباء الاشباح ان المداواة بالتنقیة والتقویة فالحاصل ان لیس لها دواء الا الاجتناء فان لها بحب المالوف ابتلاء ویدل علیه قوله

وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ اِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلٰی
حُبِّ الرَّضَاعِ وَاِنْ تَفْطِمْهُ یَنْفَطِمِ

"شب" الصبی بلغ الشباب و"الرضاع" بکسر الراء وفتحها والمعنی مثل النفس فی الاستمرار علی المستلذات المضرة حال اهمالها والانزجار منها عند اعمالها مثل الطفل الرضیع ان ترکته علی الرضاع ینشأ علی حبه بحکم الطباع فیرضع فی غیر اوانه ویفسد

Marfat.com

مزاجه بالاخلاط الردية فی زمانه وان تفطمه بتغییرها عن الثدی بالحیل وتانیسه بلذیذ الاطعمة علی المهل ینفطم وفی سلک الخیر ینتظم ونعم قیل "النفس راغبة اذا رغبتها واذا ترد الی قلیل تقنع"

فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَحَاذِرْ اَنْ تُوَلِّيَهُ
اِنَّ الْهَوٰى مَا تَوَلّٰى يُصْمِ اَوْ يَصِمِ

"صرفه" منعه وقیل صرفه غیّره و"الهوی" میلان النفس الی ما یستلذه من غیر داعیة الهوی وحاذر" مبالغة فان المفاعلة اذا لم یکن للمقابلة فهی للمبالغة ولذا قیل معناه احذر احذر و"ولاه" جعله والیا وقلده الولایة وتولی الامر تقلده والتزمه وصار والیا علیه و"ما" شرطیة زمانیة وعمومیة وقیل موصولة وصحح عصام الدین اصمی" الصید قتله فی مکانه الذی ضرب فیه و"وصمه" جعله ذا عیب وبین "یُصِمِ" و"یَصِمِ" تجنیس خطی وهو صنع بدیعی والمعنی اذا عرفت ان النفس منبع المفاسد العظام وهی قابلة لقطعها عنها بالفطام فامنعها عن هواها وغیرها عن مشیتها واحذر کل الحذر ان تجعل الهوی امیرا علی مملکة عقلك وحصن قلبك فانه داع الی الضلالة والخسارة غیر صالح للحکومة والامارة لان الهوی اذا استولی وخالف المولی یهلك فی المحل بسوء المال اویعیبك بالاضلال بفتح الاعمال وهذا المعنی ماخوذ من قوله تعالی ولا تتبع الهوی فیضلك عن سبیل الله ان الذین یضلون عن سبیل الله لهم عذاب شدید بما نسوا یوم الحساب فانه اذا اُرید بنسیان یوم القیمة عدم الاعتقاد بحقیقته فهو ضلالة حقیقة وان اُرید به عدم العمل بمقتضاه فهو ضلالة اضافیة ولما فرغ عن بیان قابل به النفس بالتربیة شرع فی بیان التخلیة المقدمة علی التحلیة ومن المعلوم ان ریاضة النفس منعها عن هواها وجبرها علی طاعة مولاها والاول زهد وتبرٍ والثانی عبادة وتولٍ ولذا قیل

وَرَاعِهَا وَهِيَ فِي الْاَعْمَالِ سَآئِمَةٌ
وَاِنْ هِيَ اسْتَحْلَتِ الْمَرْعٰى فَلَا تَسُمِ

"المراعاة" المراقبة وسامت الماشیة اذا راعت و"الاسامة" اخراجها الی المرعی واستحلی الشیء اذا عده حلوا واراد بالاعمال" الصالحات فکان السیات لخلوها عن النفع لیست باعمال و"بالسوم فیها" الاشتغال بها و"المرعی" النوافل والمستحبات لا الواجبات فانها لا یستوجبان الترك بالاستحلاء والمعنی راع النفس وارقبها حال اشتغالها بصالح اعمالها فضلا عن بقیة احوالها وازجرها اذا عللت بالنوافل علی طریق العادة غیر العبادة وقیل المعنی راقب النفس فی اثناء العبادة حتی لا تجری مجری العادة بترك اركانها وشرائطها وسننها وآدابها او تفسد بمفسداتها الداخلة فیها والخارجة عنها من العجب والریاء والغرور والخیلاء واستجلاب حطام الدنیا وان التفت النفس

Marfat.com

بظاهر عبادتها ولم تبال بفساد صورتها او معناها او مرتبتها فانجرفانها ليست بعبادة بل هي محضة عادة وهذا كما قيل صاحب المعاد ن
ويمكن ان يجعل هذا البيت خطابا للعارف الذي يفهم المعارف ويقال اعمل صالحا ولا تتلاحظ في عملك لتخطى سوى الوصول
الى الملك واذا احتجب النفس بتزيينها بزينة الاحوال تحجبت بجيلة الاحوال فانجرها فان وراء الاعمال والاحوال اصول الكمال
وهو حقيقة الوصال رزقنا الله المهيمن المتعال

كَمْ حَسَّنَتْ لَذَّةً لِلْمَرْءِ قَاتِلَةً
مِّنْ حَيْثُ لَمْ يَدْرِ اَنَّ السَّمَّ فِي الدَّسَمِ

تعليل لقوله "فلا تسم" و "كم" خبرية منصوبة المحل على المصدرية او الظرفية اى من التحيينات او المرات وهي متعلقة
"بحسنت" او "لذة" على سبيل التنازع او "قاتلة" و "حيث" في الاصل بمعنى المكان فاستعير في مقام التعليل بمعنى الجهة
و "السم" بتثليث السين لكن الرواية بالفتح للمناسبة ومعنى حسّنه جعله حسنا او نسبه الى الحسن و "للمرء" مفعول
"قاتلة" واللام للتقوية والمعنى ان النفس امارة غدارة خداعة مكارة فكثيرا ما خدعت للمرء وحسنت باصورته ما يفسد
فطرته بهيجة فاتحدع بخرافاتها واستحسن مهلكاتها من افاتها فانصح فجاءة لتناول سمها فلتة اذ لذة السم اخفت
طعم السم فلم يدل ضره وصادف شره وفيه اشارة الى قوله تعالى وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا وفي البيت لطيفة وهي ان لفظ
"سم" مذكور في "الدسم" كما قيل في قول "السفر قطعة من السقر" يعني بزيادة نقطة في سقر وبزيادة القاف على الفاء بحسب
المحل والا فمعنى ان السفر نوع عذاب من انواع جهنم فان من جملة انواعها الصعود وهو جبل العظيم من نار يكلف الجهنمي
بالطلوع والنزول منهضما منضما الى بقية انواع العقاب وبهذا المعنى يظهر ان عكسه لا يفيد هذه الافادة وان كان يفيد
نوع مبالغة غير مطابقة في الخارج بحسب العادة ونظيره "العيادة افضل من العبادة" والله اعلم ثم بيّن ان النفس كما ترائي
في العبادات كذلك تراقب وتلاحظ في المباحات لا بد للسالك منهما في الحالات فقال

وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوعٍ وَّمِنْ شِبَعٍ
فَرُبَّ مَخْمَصَةٍ شَرٌّ مِّنَ التُّخَمِ

اى اتّق المكائد الخفية والزلائل الخفية الحاصلة من الجوع ومن الشبع سلافان في معناهما السهو والنوم والكلام والسكوت
والخلطة والعزلة والفقر والغنا والعزوبة والتزوج ففي كل منافع مضرة وفوائد بليات فالكثرة في الاكل والشرب

Marfat.com

تورث المصائب فی الدنیا والمعائب فی العقبیٰ فانها جالبة لخسارة النفس وایقاعها فی المهالک لاد واء الذی هو مرکب روح السالک و بها تحدث کثرة النوم المقتضیة للکسل وبتضیع العمر وقساوة القلب وغفلته وموته بطول الامل وقلة الاکل والشرب سبب لحدة المزاج وسوء الخلق بلاعلاج دبول النفس والملال والکلال فی تحصیل الکمال فعلیک فی الاعتداء بالاعتدال فان الاطراف رذائل والاوساط فضائل وهذا المعنیٰ ماخوذ من قوله تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ونعم ماقال جمع الله الطب الصوری والمعنوی فی نصف الایة وانما قال "قرب مخمصة" ای شدة مجاعة شرّ من التخم جمع تخمة وهی عدم انهضام الطعام فی المعدة مع اشتغاله علی صاحبه وتعفنه فیها وایذائه والمراد شدة الشبع فان العرب والحکماء یتمادح لقلة الاکل والشرب وتتذامر بکثرته لان قلتها دلیل علی القناعة وملک النفس وقمع الشهوة وسبب للصحة وباعث لصفاء الخاطر وحدة الذهن وکثرتها دلیل علی الحرص الشدة وغلبة الشهوة وغیرها مما تقدم فیتوهم فی بادی الرای ان الجوع لا یکون فیه شر ثم بدقة النظر یعرف ان فیه شرورا ایضًا فدفع الوهم وزاله وقرر الحق واجلی حاله وربّ التقلیل وقد یکون للتکثیر ثم قال تحریضًا علی التوبة وتحضیضًا علی الاوبة

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدِ امْتَلَأَتْ
مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حُمْيَةَ النَّدَمِ

"الاستفراغ" فی علم الطب علاج للامتلاء و"الحمیة" بمعنی الاحتماء والاضافة بیانیة ای الاحتماء الذی هو الندم وقیل بمعنی من ای الاحتماء الحاصل من الندم الناشئ منه و"المحارم" جمع محرم بمعنی حرام و"امتلاء العین من المحارم" کنایة عن ارتکاب کثرة المناهی والانتذاذ بالشهوات والملاهی والمعنیٰ ان کنت امتلأت معدتک المعنویة بالاخلاط الفاسدة الردیة ففرغ عن مدخل عینک الحسیة دمع الندامة لارتکاب الامور المنهیة ثم الزم الاحتماء الذی هو الندم فانه الاصل فی التوبة وعلیه المدار فی الاوبة ولذا قال صلی الله علیه وسلم "الندم التوبة" کما قال الحج العرفة وان کان لکل منهما ارکان اُخر وکل منهما معتبر لان الندامة اذا حصلت تستلزم بقیة ارکانها التوبة غالبًا من قلع المعصیة فی الحال ومن العزم علیٰ عدم العود فی الاستقبال وماتیبعها من اداء حقوق الملک المتعال ومن قضاء حقوق العباد ولو بالاستحلال وفی البیت اشاره الیٰ ان صب العبرات یحط السیئات ویرفع الدرجات وایماء الیٰ قوله تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا وقیل قوله تعالیٰ فیهما عینان تجریان تمنی له الیوم عینان بالدمع تجریان وما احسن من قال ارباب الحال ؎ وکیف تری لیلیٰ بعین تری بها سواها وما طهرتها بالمدامع ۔ وقال آخر

لہ یعنی علیک باستفراغ الدموع والبکاء لان الاستفراغ هو العلاج للامتلاء وعلیک بتطهیر القلب عما سواه لان الخلیل ما مرّ بتطهیر بیت الله وقیل ان ازالة النجاسات ۔ ن صہ

Marfat.com

طهر العين بالمدامع سبحًا من شهود السوى ترك كل علة ثم قال مشيرا الى مقام المجاهدة للوصول المرتبة المشاهدة

وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا
وَإِنْ هُمَا مَحَّضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمْ

يعنى قد عرفت لوع النفس فى هواها وحرصها ومبالغتها فى مشتهاها ولها معين يحثها على تحصيل مرادا تما ويزين بها مقصوداتها وهو الشيطان الذى لغير التائب سلطان فهما عدواك فيما امراك ونهياك واعدى عدويك نفسك التى بين جنبيك فان اللص الداخل داء عضال لا يمكن الاحتراز عنه بحال ولانها عدو محبوب وعيب المحبوب مستور ومحجوب ففى الحديث حبك الشئ يعمى ويصم وقال الشاعر وعين الرضاء من كل عيب كليلة ولكن عين السخط تبدى المساويا. ولانها المطية فى الوصول الى مقام حصول المامول ولا يمكن مخالفتها بالمرة فيذلك ولا موافقتها فيضلك فان سنتها تاكلك وان جوعتها تتخذ لك فعليك بالاعتدال لتوصلك الى منزل الوصال ولها الشيطن فعدو لا تصلح معه اذ هو محبوب على عداوتك موكل الى اضلالتك فشمر لمحاربته واجتهد فى مخالفته قال تعالى " ان الشيطن لكم عدو مبين فاتخذوه عدوًا انما يدعو حزبه ليكونوا من اصحاب السعير قال بعضهم استعذ بالله من شره فانه كلب مسلط فارجع الى ربه فانه تعالى قادر على صرفه ودفعه وقال بعضهم جاهد وحارب وقال الغزالى اجمع بينهما فان عجزت بالاستعاذة فبهما ان يغلب عليك فجاهد بعون ربها يعنى خالفهما فى امرهما واعصهما فى نهيهما وان اتاك بمحض النصح صورة فانسبهما الى الغدر والخيانة والمكر والحيلة قال تعالى ان النفس لامارة بالسوء وقال تعالى الشيطان يعدكم الفقر ويامركم بالفحشاء واسمع حكايتين لطيفتين وروايتين ظريفتين اخذهما حكاها المولى الرومى فى كتابه المثنوى ان معاوية خال المومنين كان نائما عند الصباح فجاء الشيطن وقال حى على الفلاح فغطن معاوية لمكره وغدره لظهوره فى امره فقال انت ما تامر الا بالمعصية وكيف امرك لى بالطاعة فتعلل بعلل لم يلتفت اليها ولا يمكن لذى خبرة العاقل عليها فقال معاوية رضى لا بد لك من اظهار سبب هذا الامر العجيب فانه من مثلك غريب اى غريب فقال نعم فاتك الصبح يومًا من الايام بسبب المنام عن صلوة الجماعة مع سيد الانام عليه افضل الصلوة واشرف السلام فندمت على ما فات وتحسرت عليه فى الاوقات فكتب لك ضعفا ما كنت تلحقه من الطاعات فخفت ان تنام عن الصلوة مرة اخرى فيحصل لك زيادة المثوبة فى الاخرى - وثانيهما ما ذكره الغزالى فى منهاج

الظاهرة بالماء وتطهير النجاسات الباطنة بالبكاء. ولكن ينبغى ان يكون البكاء من الخشية والندم - لان البكاء من شكاية يفسد الصلوة ومن خشية الله او شوق لقائه يعد من المكملات . شرح شيخ زاده ۱۲

Marfat.com

العابدين لقد بلغنا عن بعض الصالحين يقال له احمد بن ارقم البلخي انه قال نازعتني نفسي للخروج الى الغزو فقلت سبحان الله تعالى! يقول ان النفس لامارة بالسوء وهذه تامرني بالخير فلا يكون هذه ابدا ولكنها استوحشت فتريد لقاء الناس لتستريح اليهم ويتسامع الناس فيستقبلونها بالتعظيم والبر والتكريم فقلت لها لا انزلك في العمران ولا انزلك على اذى معرفة فاجابت فاسأت الظن بها وقلت الله تعالى اصدق فقلت لها اقاتل العدو حاسرا اى بلا سلاح فتكونين اولى قتيل فاجابت فاسأت الظن وعددت اشياء ما اوردها فاجابت الى ذلك كله قال فقلت يا رب بنهني لها فاني منهم لها ومصدق لك فكر شفت كانها تقول يا احمد انت تقتلني كل يوم بمنعك اياي من شهواتي مرات وبمخالفتك لي ولا يشعر بك احد فان قاتلت قتلت مرة واحدة فنجوت منك ويتسامع الناس فيقال استشهد احمد ويكون لي شرف وذكر قال فقعدت ولم اخرج الى الغزو في ذلك العام فانظر الى خداع النفس وغدرها ترائي الناس بعد الموت بعمل لم يكن بعده ولقد احسن من قال شعر توق نفسك لا تامن غوائلها. فالنفس اخبث من سبعين شيطانا " ولذا قدمها عليه ثم تاكد الامر السابق فقال

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصِمًا وَّلَا حَكَمًا
فَأَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

"منهما" حال من المفعول والضمير "للنفس والشيطان" والفاء "تعليلية وفي نسخة "بالواو" فالجملة حالية واللام للعهد الخارجي كذا قيل والاظهر انها للجنس "والخصم" من يظهر كونه من جهتها ويروح براحتها والحكم من يبطن ذلك ويستدرج ليوقع في المهالك والمعنى لا تطع احدا تعرف كونه من جهة النفس والشيطان خصما كان او حكما مثل المبتدعة للظهرة والفسقة المستترة فان قوله مكر وتلبيس وفعله كيد وتدليس فان محب العدو عدو ومبغض للحبيب ابليس قال لشاعر تود عدوي ثم تزعم انني صديقك - ليس النوك عنك بعاذبي اى ليس الحماقة عنك ببعيد عند القريب والبعيد في البيت ايماء الى قوله تعالى ولا تطع منهما آثما او كفورا او اشارة الى قوله صلى الله عليه وسلم لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ولما راى العاقل الصادق الناصح العاشق انه بنفسه مُتلوث بالمناهي ومتلبس بالملاهي وقد قال تعالى اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون وقد قال تعالى "يا ايها الذين امنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله ان تقولوا ما لا تفعلون والامر بالمعروف من عين العاقل وان كان حسنة لكنه بحسب العرف الظاهر سيئة اناب الى الله تعالى وتاب عما

لـه في حديث "ان الشيطان واضع خرطومه على قلب ابن آدم فان ذكر الله خنس وان نسي التقم قلبه - قيل سلاح المؤمنين على الشيطان سنة الاستعاذة وكلمة الشهادة والبسملة وترك الطمع وترك الامل وترك الدنيا - روى ان قوما شكوا الى الحسن البصري من الشيطان قال الله خرج من عندي الآن يشكوكم وقال قل للناس يدعوا دنياي حتى ادع دينهم - خريوتي ۱۲

Marfat.com

سواه وقال

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ[1] بِلَا عَمَلٍ
لَقَدْ نَسَبْتُ بِهٖ نَسْلًا لِّذِیْ عُقَمٍ

"النسل" الولد و"العقم" كالقدس والعنق عدم النسل يريد ان نسبة الولد الى من ليس له ولد زور وبهت فكذا نسبة الفضل والعمل الى غير اهلها كذب بحت وبيانه ان ظاهر حال الامر انه مؤتمر فكانه نسبه الى نفسه انه بالعمل متاثر وكانه ادعى ان هذا الحال ثابت له على هذا المنوال والحال ان افعاله يخالف الاقوال فيكون كاذبا فيما ادعاه من القال ثم بين ان قوله بلا عمل وامره لغيره لا يخلو عن ذلك فقال

اَمَرْتُكَ الْخَيْرَ لٰكِنْ[2] مَّا ائْتَمَرْتُ بِهٖ
وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِیْ لَكَ اسْتَقِمْ

"ما" في الاولين نافية و في الثالث استفهامية و"الخير" منصوب بنزع الخافض كذا قال اكثر الشراح ويدل عليه قول البيضاوي في قوله تعالى وامرت ان اكون من المؤمنين من ان حذف الجار من "ان" يجوز ان يكون من المطرد مع ان وان يكون من غيره كقوله امرت للخير فافعل ما امرت به وقال المحلي "امر" يعتدى الى اثنين ثانيهما بنفسه تارة و"بالباء" اخرى والاستعمالان في البيت انتهى وكانه نظر الى ظاهر الاستعمال والله اعلم بالحال وعنى انه يستعمل تارة بحذف الباء وتارة باثباتها والمراد بالامر مايعم الامر والنهي و"للخير" ما له عاقبة حميدة و"الاستقامة" الثبات والاقامة على الطاعة والعبادة وامتثال الاوامر واجتناب الزواجر يعنى ان القول مني ليس له حقيقة وانما هو مجرد صورة وحرف لا يكون له تاثير ونفع كثير ولذا قيل عظ نفسك فان اتعظت فعظ الناس والا فاستحي ويقال "طبيب يداوي الناس وهو مريض"

وَلَا[3] تَزَوَّدْتُ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً وَلَمْ اَصِلْ سِوٰى فَرْضٍ وَّلَمْ اَصُمِ

---

[1] القول الذي يخرج عن اللسان لن يبلغ الاذان والذي يخرج من الجنان وقع على الجنان ۱۲ [2] قال ابو علي الجرجاني كن صاحب الاستقامة لا طالب الكرامة فان نفسك تتحرك في طلب الكرامة وربك يطالبك بالاستقامة قال الله تعالى لداود عليه السلام "عظ نفسك" باقوم ۱۷

Marfat.com

"التزود" طلب الزاد واخذه عند التوجه الى المراد قال تعالى وتزودوا فان خير الزاد التقوى وفيه اشارة الى ان الدنيا معبرة والناس عليها عبرة واكثرهم بلا عبرة فلابد من تحصيل الزاد ليصل السالك المريد الى المراد "والنافلة" في اللغة منطق الزيادة وفي الاصطلاح الطاعات الزائدة على الفرائض والسنن لمؤكدة فكما ان الزاد وصلة الى قرب المقصد في السفر الدنيوى فكذا النافلة وسيلة الى حب المقصود الاصلي وفي السفر المعنوى ففي الحديث القدسي لايزال العبد يتقرب الي بالنوافل حتى احبته فاذا احببت كنت سمعه وبصره الحديث - والمعنى ما جعلت شيئاً من النوافل زاد السفر قبل الموت ولاتهيأت للوصول الى مراتب الكمال قبل الفوت واقتصرت من قصور همتي على فرض الصلوة و الصيام وما قمت بحق العبودية حق القيام بزيادة النوافل في الليالي والايام -

ثم انتقل من التشبيب الى مدح الحبيب فقال بلاواو عطف مشيرا الى فصل لطيف .

ظَلَمَتْ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَ الظَّلَامَ اِلَى
اَنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَرَمِ

"الظلم" وضع الشئ في غير موضعه والمراد منه هنا الترك و"السنة" الطريقة المرضية و"ظلام" بالفتح ذهاب النور يراد به الليل بذكر اللازم وارادة الملزوم ومن "احياه" "ترك النوم مشتغلا بنوع عبادة فيه فان النوم اخو الموت واليقظة كالحيوة والايقاظ كالاحياء فتنبيه النفس من النوم كاحياءها وفي الحديث الحمد لله الذي احيانا بعد ما اماتنا والمراد من شكاية القدمين المكرمتين ملالتهما عن الوجع الناشئ من العوارض

فان تعطن انغطت الناس. شرح شيخ زاده ۱۲ - ۳ يعني وما قمت بحق العبودية حق القيام بزيادة النوافل كما زاد السلف - روى ان الجنيد كان يدخل كل يوم على حانوته ويرسل الستر ويصلي اربع مائة ركعة ثم يعود الى بيته وعن ابن خفيف انه ربما كان يقرء في ركعة واحدة عشرة الاف مرة قل هو الله احد وربما يقرء في ركعة القرآن كله قال شريك كنت مع ابي حنيفة سنة فما رايته وضع جنبه على الارض وكان اصحابه يشهدون انه يصلي صلوة الغداة بوضوء العشاء، وقال شعبة احسنت ابا حنيفة وقت دخول الناس مضاجعهم فخرج من منزله ودخل المسجد واشتغل بالصلوة فلم اقدر على السهر والقيت حصيات في نعليه فعند قرب الصبح رجعت فوجدته في مكانه يدعو ويبكي ونظرت ونعليه والحصيات باقية - واما الصوم - فروى فيه كان سهل بن عبد الله يفطر في كل خمسة عشر يوما مرة وفي رمضان الى ورية الهلال وكان في كل ليلة يفطر بالماء القراح - ابو تراب النخشبي اكل اكلتين من البصرة الى مكة - وقيل الربانى ياكل مرة في اربعين يوما والصمدي في ثمانين يوما - وروى ان سهلا اقتات ثبلت درهم في ثلث سنوات - ۱۲ خريوتي

Marfat.com

البشرية والامور الحسيه واما الروح فكانت متلذذة بالراحة المعنوى ومطمئنة بالحالات والمقالات الانسية القدسية والعبرة بالاحوال الباطنة لا بالاعضاء الظاهرية ولذا قال صلى الله عليه وسلم ليس الغنى عن كثرة العرض وانما الغنى غنى النفس "والضر" بالضم بفتح منصوب بنزع الخافض اى من الضر الكائن من جهة الورم والمعنى تركت سنة من احيا الليالى بذكر الله تعالى ومناجاته والقيام بانواع طاعة حتى تورمت قدماه ولم يترك عبادة مولاه فقيل له صلى الله عليه وسلم اتتكلف هذا وقد غفر لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر فقال افلا اكون عبدا شكورا رواه البخارى ومسلم فاذا كان صلى الله عليه وسلم مع علو حاله ورفعة كماله قام بهذا المقام وصلى الناس نيام فكيف يصلح لسائر الانام ان يرقد طال الليالى كالانعام وقد قيل للعابد فى الليل اجران على الطاعة اجر لترك النوم والراحة واجر لتحمل العبادة وقد ورد الاجر على قدر المشقة ولما ذكر عبادته صلى الله عليه وسلم التى هى الوسيلة الى الدرجاة العليا فى العقبى اشار الى مقام زهده صلى الله عليه وسلم فى الدنيا واختار الزيادة فى مرضاة المولى وقال

وَشَدِّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَآءَهُ وَطَوٰى
تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمِ

"شَدَّ" عطف على "احيى" و"من" سببية و"السغب" بفتحين الجوع و"الحشاء" القلب" وما احاط به الجوف وحشاء البطن امعاءه والجمع احشاء و"طواه" لفه و"الكشح" الخصر وهو مفعول "طوى" و"المترف" اسم المفعول بمعنى المفرط فى النعومة و"الادم" بفتحين جمع الاديم وهو الجلد يعنى تركت طريق من ارتاض بالجوع حتى احتاج الى شد احشاءه وربط اضلاعه وقد ربط الحجر على خصره الناعم ليستعين بثقل الحجر على خفة الاحشاء ويستريح ببرده من حرارة باطن الاعضاء مع انه سند الانبياء وسيد الاولياء لاختياره المولى له الفقر على الغنى فانه اولى بسلوك طريق العقبى قال تعالى كلا ان الانسان ليطغى ان راه استغنى واما قوله صلى الله عليه وسلم كاد الفقر ان يكون كفرا مع ندرته اشارة الى كمال مشقته وعدم تحمل كل احد على مرارته ولذا قال صلى الله عليه وسلم اشد الناس بلاء الانبياء ثم الامثل فالامثل من الاصفياء وشد الحجر على بطنه من الجوع وقع له فى حفر الخندق رواه البخارى عن جابر رضى الله عنه وروى عن انس رضى الله عنه قال جئت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما فوجدته جالسا مع اصحابه رضى الله تعالى عنهم يحدثهم وقد عصب بطنه بعصابة فقالوا من الجوع فقله المحلى ولما كان فى البيت الاول اشارة الى صلوته وعبادته وفى هذا البيت ايماء الى صومه ورياضته وقد يتوهم متوهم من العوام ان رياضته كانت اضطارية وعند الخواص يعتبر الرياضة الاختيارية ازال ذلك المقال فقال

Marfat.com

وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمَّ مِنْ ذَهَبٍ
عَنْ نَفْسِهِ فَأَرَاهَا أَيَّمَا شَمَمِ

"المراودة" "المغالبة والمفاعلة اذا لم يكن للمقابلة فهى للمبالغة "الشم" جمع الاشم والشمم الارتفاع "من ذهب" صفة اوحال و"ايما شمم" اى شديدة الارتفاع منصوب ثانى "لارادها" واصله "اى ما" زيدت للتاكيد "واى" مضاف الى شمم وهو مصدر بمعنى الوصف اى مرتفعات اى مرتفع يقال مررت برجل اى رجل اى كامل فى الرجولية ثم استعمل المضاف والمضاف اليه بمعنى الوصف للمناسب للمقام والمعنى اعرض عن الدنيا واقبل على المولى واثر متاع الفقر على مناصب الغنى حتى ان الجبال الشامخة من الدنيا بزبرجها عرضت نفسها وتزينت بانواع الزينة لديه ومالت غاية الميل اليه لعله يرفع النظر اليها فترفع عن الالتفات اليها قال الله تعالى مازاغ البصر وماطغى وماذلك الا بامره بعد قضاءه وقدره قال عزوجل ولا تمدن عينيك الى مامتعنا به ازواجا منهم زهرة الحيوة الدنيا لنفتنهم فيه ورزق ربك خير وابقى وفيه اشارة الى ماروى ان جبرئيل عليه السلام قال له ان الله يقول لك ان احببت ان تجعل لك هذه الجبال ذهبا وتكون معك حيث كنت فاطرق ساعة ثم قال يا جبرئيل الدنيا دار من لا دار له ومال من لا مال له وقد يجمعها من لا عقل له فقال له جبرئيل عليه السلام ثبتك الله بالقول الثابت قال للمحنى ذكره صاحب الشفاء وغيره وفى هذا المقام برهان شاف وبيان كاف على افضل الفقير الصابر على الغنى الشاكر كما اجتمعت عليه السادات السنية والطائفة الصفية الصوفية نفعنا الله تعالى باسرارهم وجعلنا تابعين لآثارهم وكانه اشارة الى معنى هذا المقال من قال من ارباب الكمال همة الرجال تهدم الجبال وفيه تلميح الى قوله تعالى ومراودته التى هو فى بيتها عن نفسه وايماء ملمح الى مزية فضيلة نبينا صلى الله عليه وسلم حيث عرض المولى جميع الدنيا لان الذهب وسيلة الى تمام لذاتها وجميع شهواتها مع انه على وجه الاباحة بل بدون المحاسبة كما ورد فى رواية فاعرض عنها ولم يقبل شيئا منها مع كمال الاحتياج بها وامكان تحصيل العبادات المالية بسببها وسيدنا يوسف عليه السلام عرضت امرأة نفسها عليه على وجه الحرمة فوقع فيما وقع من الهم والهمة فيالها من همة عظيمة ويالها من نعمة جسيمة ويالها من عصمة وسيمة.

لـه ان الدائل القطعية على عصمة الانبياء عليهم السلام كثيرة ولهذا قال المحققون من المفسرين والمتوكلين ان يوسف عليه السلام كان بريئا من العمل الباطل والهم المحرم انما مال اليها بمقتضى الطبيعة البشرية ميلا جبليا لا يكاد يدخل تحت التكليف لا قصدا اختياريا مثل هذا الميلان كميلان الصائم فى اليوم الحار الى الماء البارد. ابن كثير. روح البيان. روح المعانى. ١٢

Marfat.com

وَاَكَّدَتْ زُهْدَهٗ فِيْهَا ضَرُوْرَتُهٗ

اِنَّ الضَّرُوْرَةَ لَا تَعْدُوْا عَلَى الْعِصَمِ

"الزهد" عزوف النفس والاعراض عن الهوى "والضرورة" شدة الحاجة ومنها الاضطرار ضد الاختيار ويقال غلب عليه اذا غلبه واستولى عليه و"العصم" جمع عصمة وهى قوة بالغة وزاجرة سالفة اودعها الله تعالى فى خواص عباده واكابر عباده تمنعهم عن التعرض لمنهياته والاعراض عن ماموراته يعنى اكّد فقره الظاهرى واحتياجه الحسى زهده واعراضه عن اغراض الدنيا وعدم اقباله على جمال الذهب الذاهب فى الهوى فان هذا امر خارق للعادة ولا يختار هذا الا من تلذذ بحلاوة العبادة مع هذا لا يكون ترك الدنيا والتوجه الى المولى الا بعصمة الله تعالى فى حق الانبياء عليهم السلام وبحفظه فى جانب العلماء والاولياء فاذا حصلت لهم العصمة الجلية وغلبت بحفظ الله تعالى همتهم العالية لا تعدوا ولا تغلب الضرورة الغالبة على القوة القلبية رزقنا الله تعالى من ارزاقهم القدسية ونفعنا الله تعالى

وَكَيْفَ تَدْعُوْا اِلَى الدُّنْيَا ضَرُوْرَةُ مَنْ

لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

قال المحلى "تخرج" على بناء الفاعل اوعلى للمفعول وفيه نكتة لطيفة لا يخفى و"الدنيا" تانيث الادنى بمعنى الاقرب الينا بنسبة الى الاخرى وقيل مشتقة من الدناءة وهو بمعنى الخسة وله بمقام التعجب غاية المناسبة وهى فى الاصل صفة الحيوة او الدار وقد يستعمل بمعنى اعراضها الكاسدة واغراضها الفاسدة من الجاه والمال ومايتبعهما مما يجرى الوبال فى المال وبهذا الاعتبار تكون الدنيا مذمومة دنية واما اذا صرفت الى مرضات المولى فهى مستحسنة مرضية كما ورد "نعم المال الصالح للرجل الصالح" ومع هذا تركها افضل عند الاكابر الكمل ولذا قال عيسى عليه السلام يا طالب الدنيا لتبو تركك الدنيا ابر قال صلى الله عليه وسلم لو ان رجل فى جوفه درهم يقسمها واخر ينكر الله تعالى كان الذاكر الله تعالى افضل رواه الطبرانى ثم الدنيا والآخرة على وجه الكمال لا يجتمعان ولذا قيل انهما ضرتان او مثل كفتى الميزان وقال صلى الله تعالى عليه وسلم من احب الدنيا اضر باخرته ومن احب اخرته اضر بدنياه فآثروا مايبقى على مايفنى والمعنى كيف تدعو الى الميل الى الدنيا الدنية واعراضها الفانية الرديئة الضرورة الاختيارية لمن لولا وجوده وفضله لم تظهر الدنيا من العدم الى الوجود ولا وجد فى العالم غير للوجود وفيه لا تحة الى ان الدنيا تابعة ولاخلقت الا له ولا تباعه صلى

Marfat.com

الله عليه وسلم فكيف يكونون تابعين لها او مغلوبين هواها همتهم العالية وتهمهم الغالبة عدم الالتفات الى النعيم الباقية فضلا عن اللذة الباقية ولذا قيل الدنيا حرام على اهل الاخرة والاخرة حرام على اهل الدنيا وهما حرامان على اهل الله تعالى وفي البيت اشارة الى ما ورد في الحديث لما اقترف ادم الخطيئة وكان قد رئى على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله. فسئل الحق بحق محمد صلى الله عليه وسلم ان يغفر له فقال اذا سئلتني فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك رواه الحاكم والبيهقي وادم ابو البشر وقد خلق الله تعالى لهم ما في الارض وسخر لهم الشمس والقمر والليل والنهار وغير ذلك واما الحديث القدسي المشهور لولاك لما خلقت الافلاك فليس له اصل لكن معناه صحيح لا ريب فيه

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ
وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٍ

روي في محمد ن الخبر على انه بدل من "من" والرفع على انه خبر مبتداء محذوف هو الاظهر انه مبتداء و"سيد" خبره و"الكونين" اى موجودين وهما الدنيا والعقبى والمراد اهلهما او عالم الغيب وعالم الشهادة وقيل الاضافة بمعنى في وعطف "الثقلين" "الفريقين" للتخصيص بعد التعميم وللرد على من خص رسالته صلى الله عليه وسلم الى الانس دون الجن والى العرب دون العجم ومن الاولى بيانية والثانية زائدة للضرورة و في العرب والعجم لغتان فتحهما وضم الاول وسكون الثاني ففي البيت تفنن ويقرأ نون الثقلين من المصراع الثاني والمعنى محمد الذي كثرت محامده ومناقبه وكثرت حامديه حيث عرفت مراتبه فانه في الاصل اسم مفعول للمبالغة ثم نقل من الوصفية الى الاسمية فزالت الوصفية لا بحتة في العلمية سيد من وجد في الكونين وافضل من ظهر في العالمين لانه تعالى خلق لاجله الدارين فارسله الى الجن والانس والصنفين من العرب والعجم المكلفين بل قيل انه مرسل الى الملائكة وقيل الى الحجر والشجر والنباتات وجميع المخلوقات وسائر الحيوانات بل قيل انه مرسل الى الانبياء السابقين عليهم السلام فهو افضل الخلق اجمعين على الاطلاق بالاتفاق

نَبِيُّنَا الْآمِرُ النَّاهِيْ فَلَا اَحَدُ
اَبَرُّ فِيْ قَوْلٍ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمْ

النبي اصله الهمز وقد قرء به وهو فعيل بمعنى المفعول او الفاعل فانه مخبر ومخبر والجمهور بالياء المشددة والظاهر انه بدل وقيل انه ماخوذ من النبوة وهو الرفعة فانه مرفوع المرتبة وهو انسان بعثه الله واوحى اليه

Marfat.com

سواء امر بالتبليغ اولا فهو اعم من الرسول واشار اليه بقوله، الامر الناهى وابر بالنصب بمعنى اصدق من بر فى الحديث صدق يعنى سيدنا ونبينا ومولانا ورسولنا هو الآمر بما هو مامور من عند الله تعالى من العقائد المرضية والاعمال السنية والاخلاق البهية والناهى عن الامور الدنية والافعال الردية وهو فى تكميل الناقصين حاذق وفى اخباره بكل ما اخبر به صادق بانه ماينطق عن الهوى بل بالوحى الجلى او الخفى من عند المولى فلا احد اصدق منه فى النفى والاثبات ولا احق منه فى الوعد والوعيد وسائر الحالات .

هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

بمعنى المحبوب ومحبة المخلوق وهى ميل النفس الى ملائمه ومحبة الخالق لعبده تمكينه من سعادته وتوفيقه على عبادته وتهيئة اسباب قربته والافاضة عليه من خزائن رحمته والشفاعة طلب العفو والفضل من الغير والهول بمعنى الخوف ويستعمل بمعنى الهائل والهول منه واقتحم فى الامر اى دخل فيه بشدة والتقدير لكل هول مقتحم فيه والمعنى ذلك السيد العلى الشان والنبى المجلى البرهان هو حبيب الله ولا عبرة بمن سواهم من اعدائه الذى ثبت شفاعته وترجى اجابته لكل امر عسير وهول خطير وفيه اشارة الى انه لهصلى الله عليه وسلم شفاعات متعددة كما ورد بها الاحاديث المعتمدة منها شفاعة العظمى وهى المقام المحمود واللواء المعهود الذى يحتاج اليه الوالد والمولود ومنها شفاعة فى اسقاط العذاب او تخفيفه عن المعذبين ومنها المسامحة عن ذنوب للمستحقين ومنها رفع درجاة من شاء الله تعالى من المؤمنين .

دَعَا اِلَى اللّٰهِ فَالْمُسْتَمْسِكُوْنَ بِهٖ
مُسْتَمْسِكُوْنَ بِحَبْلٍ غَيْرِ مُنْفَصِمِ

" الاستمساك " التمسك والتشبث والتعلق " والحبل " معروف ويستعار لما يتعلق به ويتوصل به الى المطلوب " الانفصام " الانقطاع والمعنى دعا الخلق الى طاعة الخالق دعوة تامة كاملة غير منسوخة لخصوصة بل هى شاملة للخلق الى يوم القيمة واصلة وفيه اشارة الى قوله تعالى ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة وايماء الى قوله عزوجل ومن احسن قولا ممن دعا الى الله فمن تمسك بدعوته من كتابه وسنته تمسك بحبل وثيق غير منقطع الى حين وصلة قال الله

Marfat.com

تعالیٰ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا فقال عزوجل فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا ای لا انقطاع وفیہ اشارۃ الی بشارۃ حسن الخاتمۃ فی حق المتمسکین بہ

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّفِیْ خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمٍ

فاقہ وفاق علیہ زاد علیہ فی الرفعۃ من فوق "الخلق" بفتح الخاء حسن الصورۃ وھی اعتدال الاعضاء وتناسب الاشکال و"الخُلُق" وقد یسکن الثانی حسن السیرۃ وھی اعتدال قوی النفس واوصافھا فی الکمال وخص منھا العلم لانہ راس الفضائل والکرم لانہ اساس الفواضل وھی مبنی علی القدرۃ فھما مرجع الکمالات باسرھا ومدار نظام الکائنات عن اخرھا یعنی انہ صلی اللہ علیہ وسلم فاق النبیین فی الجمال الصوری والکمال المعنوی حتی اثنی اللہ تعالیٰ بقولہ وانک لعلی خلق عظیم ولم یقاربہ احد من الانبیاء فضلا من العلماء والکرماء من الاولیاء والاصفیاء فی جنس من اجناس علمہ وفی نوع انواع کرمہ واطلب تفصیل ھذہ المناقب العلیۃ فی کتاب المواھب اللدنیۃ

وَکُلُّھُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ
غُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

"الغرف" والاغتراف اخذ الماء بالید ملا الکف والرشف المص (المصدر) و"الدیم" جمع الدیمۃ وھی المطر الدائم المتصل باللیل والنھار وللعنی جمیع الانبیاء علیھم السلام او کل واحد منھم ملتمس ومستمر من رسول اللہ الفرد الاکمل والغوث الافضل صلی اللہ علیہ وسلم وھو من وضع الظاھر موضع المضمر للتنبیہ علی الوصف النبیہ غرفا ای شیئا یسیرا او مددا کثیرا من علمہ او "رشفا" ای استعطاما لطیفا واستقاء شریفا من امطار کرمہ ومن موائد نعمہ

لہ وتوضیحہ - ان اللہ تعالیٰ فضل الانبیآء بعضھم علی بعض فاعطی لکل نبی فضلا ثم جمع الفضل کلہ وزاد علیہ حتی صار فضلا عظیما - ثم اومیٰ الی حسن خلقہ وجمال طلعتہ بقولہ (والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ) حیث استعار الضحیٰ من وجھہ البھی واللیل من صدغہ الذکی واقسم بھما علی ما نص علیہ بعض اھل التفسیر۔ شیخ زادہ ص ۸ ۱۲

Marfat.com

وَوَاقِفُونَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمْ
مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْ مِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

ای عنده صلی اللہ علیہ وسلم و"حد" الشیٔ غایتہ ومنتہاہ و"النقطۃ" بالضم من النقطۃ وبالفتح من نقطت الکتاب نقطا ونقطہ وضع علیہ النکتۃ و"الشکلۃ" بالفتح من شکلت الکتاب اذا قیدتہ بالاعراب و"الحکم" جمع للحکمۃ وھی احکام الرای والتدبیر وقیل اتقان العلم والعمل وخص النقطۃ بالعلم والشکلۃ بالحکم لان الشکل یحصل بہ مزید بیان لا یحصل بالنقطۃ کذا قیل والاظہر ان النقطۃ اولیٰ بمزیۃ الظہور ولذا اضیفت الی العلم والشکلۃ امر زائد خارج عن ماہیۃ المفہوم المتوقف علی النقطۃ التی مدار البینۃ علیہا ولذا نسب الی الحکم وھی علوم دقیقۃ عقلیۃ متفرعۃ علی العلوم الشرعیۃ ولذا لما اراد رئیس الحکماء الظاہریۃ ان یستفتی عن رئیس العلماء الباطنیۃ رد عن الباب ووقع فی الحجاب المنتج للعذاب الحرمان عن الثواب ولما کان "کل" مفرد الفظا وعبارۃ عما اضیف الیہ معنی اجاز افراد الضمیر العائد الیہ اولا فی "تلتمس" وجمعہ ثانیا فی "واقفون" کقولہ تعالیٰ کل کذب الرسل فحق وعید وقولہ تعالیٰ کل لہ قٰنتون والمراد من العلم علم اللہ الذی لا یتناہی ومن الحکم حکمۃ التی لا تعد ولا تحصیٰ ثم ان علوم الانبیآء علیہم السلام او العلماء باسرہا بمنزلۃ نقطۃ من کلمۃ اللہ لا تنفد وحکم العلماء عن اخرہا بمنزلۃ شکلۃ من حکم اللہ تعالیٰ وھٰذہ النکتۃ والحکمۃ حاصلتان لہ صلی اللہ علیہ وسلم علی وجہ التام والانبیاء لہم حدود معین ومقام معلوم مبین یقفون عندہ لا یخطون عنہ قدر نملۃ ولا یتعدون عن طول نملۃ وما ذکرہ من نقطۃ العلم ایماء الی قولہ تعالیٰ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا واشارۃ الی قولہ الخضر علیہ السلام لموسیٰ علیہ السلام لما غمس العصفور منقارہ فی البحر ما علمک وعلمی وعلم الخلائق من علم اللہ تعالیٰ الا ما اخذ ھٰذا العصفور بمنقارہ من البحر۔ رواہ البخاری

لہ فیہ اشارۃ الی ان فی کل من الانبیآء نوعا من العلوم دون نوع واللہ علیہ السلام جمع انواع العلوم التی فی الانبیاء وسائر الخلائق وفی الشفاء خص اللہ تعالیٰ بہ علیہ السلام الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین ومصالح امتہ وما کان فی الامم وما سیکون فی امتہ من التقریر والتقریر وعلی جمیع فنون المعارف کاحوال القلب والفرائض والعبادۃ والحساب۔ خریپوتی ص٨٥ وفی حاشیہ شیخ زادہ فالحاصل ان علوم الکائنات وان کثرت فبالنسبۃ الی علم اللہ تعالیٰ نقطۃ او شکلۃ ومشربہا بحر روحانیۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم فکل رسول ونبی وولی اخذ وا بقدر القابلیۃ والاستعداد مما لدیہ ١٢ شرح شیخ زادہ ص٨

Marfat.com

ويحتمل ان يراد بالعلم والحكم علومه وحكمه صلى الله عليه وسلم فان علمه حاو لفنون العلم كعلم القراءة والتفسير والحديث والفقه والقصص والمواعظ والعقائد وغيرها وفى كل منها صنف مجلدات والف مدونات وكذا حكمه صلى الله عليه وسلم جامع لانواع الحكم منها علم بالطب الظاهرى المتعلق بالاشباح وعلمه بالعلاج المعنوى المصالح لامراض الارواح ومنها علوم خواص الاشياء ومنافعها ومضارها ومنها معرفة احوال الفلكية الافاقية المسماة بالهيئة السنية السنة ومنها علمه بالامور الغيبية المخبرة عنها الكهنة المنجمة ومنها حقائق الصوفية ودقائق العربية فدون الدفاتر وزين المنابر بتحريرها وتقريرها وتفسيرها حتى صار علماء امة ورثة الانبياء وظهرت لهم خوارق العادات المنسوبة الى الاولياء الاصفياء فعلم كل نبى وحكمة كنقطة من كتاب علمه وشكلة من باب حكمه يعنى حدهم ورتبتهم بالنسبة الى مقامه ومنزله مرتبة النقطة من اللفظ والمعنى وبنسبة الشكلة والاثر من المعنى فلذا قال صلى الله عليه وسلم اوتيت جوامع الكلم وامرت بمكارم الاخلاق واليه الاشارة بقوله تعالى واتبعوا احسن ما انزل اليكم من ربكم "فمن" فى البيت على هذا بيانية وعلى الوجه الاول ابتدائية والتقسيم

فَهُوَ الَّذِي تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُورَتُهُ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيبًا بَارِئُ النَّسَمِ

يقرء البيت بسكون الهاء فى "فهو" وباشباعها فى معناه وهما لغتان مشهورتان وقرئتان متواترتان فاخطا من قال انهما من ضرورة الشعر "وحبيبا" حال وقيل مفعول ثان "لاصطفاه" بتضمينه معنى جعل "والنسم" بفتحتين جمع نسمة وهى النفس او كل ذى روح وقيل هى الادمى والفاء للجزاء اى اذا عرف انه صلى الله عليه وسلم على الانبياء عليهم السلام فى الخلق والخلق وفاق عليهم فى الشريعة والحقيقة او فى الاعمال والاحوال او فى العلم والعمل وفى الظاهر والباطن او معاملته مع الحق والخلق او فى الكمال المطلق ثم اختاره واجتباه واتخذه محبا او محبوبا او ارتضاه من بين الخلائق بارئ النسمات وفاطر الارض والسموات و"ثم" لافادة الترتيب فى الصفات وقيل انما على بابها من التراخى يعنى قررت له مرتبة النبوة بعد تمام الصورة والسيرة وان كان اعطاء هذه المرتبة المعنوية غير متوقفة على وجود الكمالات الصورية فان الله قادر على كل شئ بالسوية وانما الاختلاف مبنى على الامور العادية وفيه ايما الى وجه انتظار الى المدة الاربعينية وترجيحه على عيسى ويحيى ممن اعطى النبوة فى حال الطفولية وان كان المتبادر الى الوهم عكس هذه القضية وهذا مستفاد من الكلمات العصامية وفى البيت تلويح الى قوله الله يصطفى من الملائكة رسلا ومن الناس وتلميح الى حديث صحيح وهو قوله صلى الله عليه وسلم ان الله اصطفى

Marfat.com

كنانة من ولد اسماعيل واصطفى من كنانة قريشا واصطفى من قريش بنى هاشم واصطفانى من بنى هاشم رواه مسلم وفى رواية ان الله اصطفى من ولد ابراهيم واسمعيل رواه الترمذى وقال صلى الله عليه وسلم انا سيد ولد آدم يوم القيمة ولا فخر وبيدى لواء الحمد ولا فخر وما من نبى يومئذ آدم فمن سواه الا تحت لوائى وانا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر وانا اول شافع ولا فخر رواه احمد والترمذى وابن ماجه رضى الله تعالى عنهم

مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِيْكٍ فِىْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِيْهِ غَيْرُ مُنْقَسِمِ

"منزه" خبر ثان "لهو" او خبر مبتدا محذوف وهو "هو" و"المحاسن" جمع حسن على خلاف القياس و"فيه" باشباع الضمير صفة "الحسن" او حال منه وفى اثبات الجوهر الحسن الذى هو عرض والحكم عليه بعدم الانقسام لطافة لا يخفى يعنى انه صلى الله عليه وسلم منفرد فى الجمال الصورة البهية والسيرة السنية لا يشاركه فى كمالها احد من البرية اما فى مجموع المحاسن من حيث المجموع على الوجه الحقيقى واما فى كل واحد منهما على طريق الادعائى فكان محاسن غيره غير حسن فى جنب حسنه صلى الله عليه وسلم

دَعْ مَا ادَّعَتْهُ النَّصَارٰى فِىْ نَبِيِّهِمْ
وَاحْكُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِيْهِ وَاحْتَكِمِ

يجوز فى "نبيهم" التشديد والهمزة ويقول باشباع "ميم الجمع" ولو وقفا تنزيلا للوقف بمنزلة الوصل للوزن ومدحا تمييز و"الاحتكام" استعمال الحكمة واتقان الحكم يعنى اترك فى مدحه صلى الله عليه وسلم مثل ما ادعته النصارى فى نبيهم عيسى عليه السلام من الاتحاد والحلول والتثليث والتناسخ والتوالد ونحو ذلك مما يوجب الكفر والشرك والضلال ويترتب عليه العذاب والنكال والويال والاغلال حيث قال بعضهم المسيح ابن الله وقال بعضهم ان الله هو المسيح وقال بعضهم ان الله ثالث ثلثة واحكم بما شئت فى حقه من جهة نعته ومن شرف شانه وعلو منصبه ومكانه وتكلم بالحكمة واتقن فى الحكم بالمدحة حتى لا يتجاوز عن الحد الانسانى الى الوصف الصمدانى قال سبحانه وتعالى يا اهل الكتاب لا تغلوا فى دينكم ولا

Marfat.com

تقولوا على الله الا لمحق اين التراب ورب الارباب

فَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ

وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمٍ

"الفاء" للعطف التفسيرى و"مّا" موصولة و"من" بيانية و"التنوين" للتعظيم فيهما او للفصاحة عن الشرط التقديرى اى اذا تركت مثل دعوى النصارىٰ وكلام الجبائى فلك السعة فى دائرة النسبة الى ذاته المعظمه ماشئت من الاوصاف المكرمة من جمال الخلق وكمال الخلق وطيب العرق وزكاء اللب وصفاء الجنان وبلاغة الكلام وفصاحة اللسان وسائر كمالات الانسان فانه منبع الاحسان ومبدع الرحمٰن وايضا لك الرخصة فى النسبة الدائرة على احاطة كمال قدره ومرتبته وجمال ظهوره وعظمه ما اردت من انواع العظمة وفنون الكرامة واجناس المعجزات التى لا يستقصىٰ حدها ولا يحصىٰ عـــدها

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ

حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمٍ

"الفاء" للتعليل لامتناع المدح بالتفصيل ونصب "يعرب" على جواب النفى وضمير "عنه" للحد ويقرب لاشباع على لغة مراعاة للزنة و"الباء" للاستعانة متعلق "بناطق" او "يعرب" و"الاعراب" الافصاح والبيان والايضاح وهو لا يكون الا باللسان فالتعبير عنه "بفم" من ارادة المحال بذكر المكان وفائدة ذكره مع ان النطق لا يكون بغيره زيادة افادة عموم الحكم فى عدم حصر قدره كقوله تعالىٰ وما من دابة فى الارض ولا طائر يطير بجناحيه من نظائره يعنى امرك بالنسبة الاجمالية فى عد صفاته الكمالية فان فضائلـــه التفصيلية ليس لها نهاية حتى يمكن ان يبينه احد على غاية ولو بلغ مبلغ البلغاء والفصحاء وفيه اشارة الى انه افضل من جميع الملئكة وسائر الانبياء عليهم الصلوة والسلام بل ايمـــاء الى انه

لا يعلم حقيقة الـذات المحمدية

وحقيقة الصفـات الاحمـدية

صلى الله عليه وسلم الا الموصوف بصفات الربوبية

Marfat.com

ولذا قال بعض العارفين

الخلق عرفوا الصفات الالوهية
ولم يعرفوا النعوت المصطفوية

لَوْ نَاسَبَتْ قَدْرَهُ اٰيَاتُهُ عِظَمًا
اَحْيَى اسْمُهُ حِيْنَ يُدْعٰى دَارِسَ الرِّمَمِ

"العظم" بكسر العين خلاف الصغر كذا فى القاموس فيكون مستعار اللعظمة و"الرمم" جمع الرمة كالقطع والقطعة وهى العظام البالية يقال دارس الرمم اذا عفى فاندارسها زيادة فى البلى و"قدره" مفعول به قدم لاهتمامه و"عظما" تميز كطاب زيد نفسًا و"اسمه" فاعل "احيى" والنسبة مجازية فان الاحياء من الصفات الالهية وضمير يدعى راجع الى "اسمه" او الى الله تعالى اى يسال باسمه و"دارس" مفعول به الاضافة من قبيل اضافة الصفة الى الموصوف اى الرمم الدارس والجملة جواب لو والمعنى انه ظهرت له الآيات البينات الدالة على رسالته ونبوته صلى الله عليه وسلم وتبين له الكرامات والمعجزات المشعرة على علو مرتبته ورفعة عظمه بقدر ما اقتضى من قضاء الله تعالى وقدره وحكمته وارادته ومن جملة معجزاته صلى الله عليه وسلم احياء الموتى حتى على ايدى بعض امته ومع هذا لو اراد الله تعالى المناسبة التامة السنية بين ذاته العلية واياته البهية لاحيى الله تعالى باسمه فضلا عن رسمه اذا دعى او ذكر اسم من اسمائه او وصف من اوصاف صفاته العظام البالية والاجساد الفانية من الاموات الحقيقية المجازية حيث جعل خاصية اسمه المحمدى

او وصفه الاحمدى انه اذا ذكر على ميت حقيقى صار حيا حاضرا واذا ذكر على كافر وغافل جعل مؤمنا ومحوّل ذاكرا لكن الله تعالى ستر جمال هذا الدر المكنون وكمال هذا الجوهر المصون لحكمة بالغة ونكتة سابقة ولعلها ليكون الايمان غيبيا والامور تكليفيا لا الشهود عينيا والعيان بديهيا ولئلا يصير مزلقة لاقدام العوام ومزلة لتضر الجهال بمعرفة الملك العلام ولا شبهة ان فى مقام المبالغة عود ضمير "يدعى" الى اسمه صلى الله عليه وسلم اولى من ان يقال

يدعى الله تعالى باسمائه الحسنى

ثم اعلم ان القرآن لشرف شانه لا يمكنه البيان فان الكلام فى عظمة الدلالة لا فى شرف المقدار المقالة فانه لو كان

Marfat.com

دلالة القرآن ظهرت على قدر عظمة نبينا العظيم الشان لما انكر نبوته ورسالته احد واظهر الله تعالى فى الدنيا عظمته ولذا قال تعالى ولوان قرانا سيرت به الجبال اوقطعت به الارض اوكلم به الموتى بل لله الامر جميعا اى لكان هذا القران لكنه صرف عما ذكر لما كان هناك مانع منيع ثم خطر لى ان الناظم رح لوقال ناسبت عظمه اياته عظما احيى سمه حين يدعى العظام فى الرمم بضم العين فى عظمه وفتحها فى العظام لكان انسب بالمناسبة اللفظية والملاطفة النطقية مع مراعات اللطائف المعنوية التى يقتضى الذات الجامعية

لَمْ يَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْيَا الْعُقُولُ بِهِ
حِرْصًا عَلَيْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَهِمِ

"والامتحان" الابتلاء والاختبار "وعى" بالامر عجز منه ولم يهتد لوجهه والعقل ملكة تعقل صاحبها عن الفضائح وتمنعه عن القبائح "والحرص" شدة الرغبة فى الشئ والميل اليه وصرف الهمة عليه "والارتياب" الشك والتردد ويقال "وهم" بالفتح اذا رجح جانب الباطل و"هام" اذا تحير فى امره العاقل "وما" موصولة والضمير فى "به" راجع اليه و"حرصا" مفعول له او حال والمعنى ان صلى الله عليه وسلم من غاية رافته ونهاية رحمته لم يأتنا بشئ من عقائد الاسلام ولم يكلفنا بشئ من تكاليف الاحكام لم يهتد العقل بادراكه ويعجز صاحبه عن ادراكه بل اتانا بالدين الحنفية النوراء والملة السمحة البيضاء لاجل حرصه علينا وكمال التفاته الينا فلم نشك فى رسالته ولم نتحير فى متابعته ولم نخترط بقيا على طريقته الجامعة من شريعته وحقيقته صلى الله عليه وسلم وفى البيت ايما الى قوله تعالى لقد جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ماعنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم

اَعْيَى الْوَرَى فَهْمُ مَعْنَاهُ فَلَيْسَ يُرَى
لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِيهِ غَيْرُ مُنْفَحِمِ

"الاعيا" التعجيز و"الورى" الخلق وضمير "معناه" يقع بالاشباع و"المعنى" مقصود الكلام وكمال كل شئ على وجه التمام وفى نسخة "للقرب" فاللام بمعنى "فى" وضمير منه يشبع من اشباع وكذا "فيه" فى نسخة والضمير راجع اليه صلى الله عليه وسلم وفى نسخة "منهم" فالضمير راجع الى الورى" وجوز على النسخة الثانية عود الضمير الى "المعنى" و"الانفحام" قبول الالزام واصله ان الخصم يسود وجهه كالفحم عند الالزام واسناد الاعياء الى الفهم

Marfat.com

مجازی ای عجز الله تعالیٰ الوری عن فهم معناه و"فهم" مضاف الی مفعوله ای فهمهم معناه وما بعد "لیس" مفسر لضمیر الشان فیها و"یری" مبنی للمفعول و"فی القرب" متعلق به او"بلیس" ویجوز نصب "غیر" علی انه مفعول ثان لـ"یری" علی تقدیر ان یکون من الرؤیة القلبیة والمعنیٰ

ان فهم معانیه الخفیة البهیة وکمالاته السنیة اعجز الکائنات باسرها المخلوقات بشراشرها فلیس یصوبل ولا یعلم فی القرب والبعد المکانین او العهد والعصر الزمانین منه صلی الله علیه وسلم حال کونه غیر عاجز عن ادراک معناه وغیر ساکت عن حقیقة مبناه سواء من شرف بلقائه وطوبی لمن رآه او تحسر علی عدم مطالعة طلعة مبوکاه مقولا فی حقه واشوقاه او القرب والبعد بحسب المرتبة والمنزلة یعنی یستوی فی عدم العلم باحاطة کمالاته والتحیر فی علو ذاته ورفعة صفاته صلی الله علیه وعلیه من قرب الیه فی الحال والمقام کاولی العزم من الرسل الکرام العظام والملائکة المقربین وحملة العرش الکرام ومن بعده عن همته ومسائرته من عوام الانام

كَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَيْنَيْنِ مِنْ بُعْدٍ

صَغِيْرَةً وَتَكِلُّ الطَّرْفُ مِنْ اَمَمِ

"بعد" بضمتین لغة و"الاکلال" التعجیز عن الادراک و"الطرف" البصر و"الامم" بفتحتین القرب یعنی انه صلی الله علیه وسلم فی وصفه الذی تقدم من انه عجز عن فهم مبانیه وادراک معانیه القریب والبعید والشقی والسعید کالشمس التی من جهة البعد حال کونها صغیرة وتعجز البصر والنظر من القرب وتصیر نفس الرائی حیرة هذا من تشبیه المعقول بالمحسوس لتقریب الفهم المنکوس والحاصل ان الشمس علی ما قیل قدر کرة الارض مائة مرة وبضعا وستین مرة فلا تدرک بکمالها وان شوهدت

کذلک النبی صلی الله علیه وسلم لا یدرک معناه وان شوهدت صورته تظهر من المسافة البعیدة صغیرة واذا تقرب الشمس لادراک حقیقتها ومثلها یری نفسه عاجزة حقیرة کذلک هو صلی الله علیه وسلم یری فی بادی النظر انه فرد من احاد البشر واذا تامل الواحد فی جمال ذاته وکمال صفاته تحیر و عجز عن ادراک مراتب درجاته (قال) تعالیٰ ورفعنا بعضهم درجات قال المفسرون المراد بالبعض ذات العلیة الصفات او یقال انه صلی الله علیه وسلم یری فی نظر الاغیار من اهل الغفلة عن الاسرار صغیرا وفی عین اهل البصیرة من الاعیان خلاصة

Marfat.com

الانسان كبيرا قال تعالى وترهم ينظرون اليك اى ظاهرا وهم لايبصرون اى باطنا ومنه قوله صلى الله عليه وسلم اللهم اجعلنى فى عينى صغيرا اى لمشاهدة عظمتك وفى اعين الناس كبيرا اى لمكاشفة قدرتك

وَكَيْفَ يُدْرِكُ فِي الدُّنْيَا حَقِيقَتَهُ
قَوْمٌ نِيَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ

"كيف" ظرف متضمن لاستبهام الانكارى متعلق "بيدرك" وتقدم لصدارة الاستفهام "والحلم" بضمتين لغة وهو مايراه النائم والمراد هنا الخيال و"القوم" هم الورى اوماوراء الانبياء والاولياء والمعنى كيف يعلم فى الدنيا الدنية حقيقة الذات المحمدية وحقيقة الذات الاحمدية جماعة غافلة كالنيام قنعوا عن معرفته بالخيالات والاوهام وفيه تنبيه على ماروى ان الناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا واشارة تحتها بشارة ان شمس جماله وكوكب جلاله يطلع من افق كماله فى الاخرة وقت الندامة كما قال عليه السلام ادم ومن دونه تحت لوائى يوم القيامة فان البصائر تكمل للادراك السرائر للقريب والبعيد قال سبحانه وتعالى فبصرك اليوم حديد ولذا قال بعض العارفين انما امتنع رؤية الله تعالى فى الدنيا الفانية لان الباقى لايرى الا بالعين الباقية

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ
وَأَنَّهُ خَيْرُ خَلْقِ اللهِ كُلِّهِمُ

يقرء البيت باشباع "هاء" "فى" فيه" على قراءة المكى وكسرة الميم فى "كلهم" والاشباع من الحركة اشباعة نهاية بلوغ علمنا وغاية وصول فهمنا فى مبنى ذاته انه بشر غاير وجوهر جسيم من افراد الانسان واحدا لاثنين وفى معنى صفاته انه افضل الكائنات وسيد الموجودات انما اكد بالكل دفعا لخلاف البعض وهذا اشعار بالعجز والقصور لاهل الثقلين عن احاطة كنهه فى الجانبين

وَكُلُّ آيٍ أَتَى الرُّسْلَ الْكِرَامَ بِهَا فَإِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُورِهِ بِهِمُ

لله الكونات تكونت بافاضة فيض نور النبى صلى الله عليه وسلم الذى هو المستفيض من الفيض الاول فوجود الانبياء عليهم الصلوة والسلام وكل ما فى

Marfat.com

كل هو مرفوع على الابتداء "والواو" لعطف الجمل وبعد قول عصام الدين انه منصوب عطفا على اسم "ان" و"اى" جمع "الاية" بمعنى المعجزة "والرسل" بسكون السين تخفيفا جمع الرسول "والكرام" جمع كريم وهو من باب الاكتفاء اذ يفهم غيرها بالطريق الاولى يعنى جميع ما اتى الرسل والانبياء من خوارق العادات فانما اتصلت تلك الايات الظاهرات والمعجزات الباهرات من انوره (صلى الله عليه وسلم) الاصلى الذى اتصل اليهم بطريق الفرعى بمعجزات السابقين معجزة لكما ان كرامات اللاحقين كرامة له فالسابقون واللاحقون انما هم فى الحقيقة نائبون كالمقدمة والسابقة للامير سائرون والى حكمه صابرون و

" كذا كل علم ومعرفة ونكتة وحكمة فانها من اشعة انواره ولمعة انوره "

فَإِنَّهُ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ كَوَاكِبُهَا
يُظْهِرْنَ أَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِي الظُّلَمِ

تخييل حسن وتعليل مستحسن فانه شبه النبى صلى الله عليه وسلم بالشمس تشبيها بليغا والاضافة بمعنى "من" اى من فضل الله كذا قيل والاظهر ان الفضل بمعنى الفضيلة والزيادة والاضافة لادنى ملابسة يعنى كما ان الشمس متميزة بزيادة الضوء واصالة النور من سائر الاقمار والكواكب الكواملكذلك نبينا صلى الله عليه وسلم ممتاز بفضل اسرار الفضائل واصل انوار الشمائل عن سائر ارباب الفضائل "وهم" يعنى الرسل والانبياء مثل كواكب تلك الشمس والاضافة تفيد ان كوكب الشمس مختص بما يستفيض من فيضه ويستفيد من ضوئه وهو القمر كما هو فى محله مقرر فجمعه لتعدد مشبه وقيل لاختلاف احواله من الهلالية والبدرية وغيرهما وقيل المراد مطلق الكواكب فيكون الحكم تغليبا او مبالغة ادعاء "يظهرن" اى الكواكب انوار الشمس للناس وحضور شرفهم ولو قال للخلق لعم و"الظلم" جمع ظلمة اى ظلم الليالى والمعنى انه صلى الله عليه وسلم بمنزلة الشمس فى افق سماء العدل والفضل بزيادة النور ومزية الاصل وسائر الانبياء فى المشارق والمغارب انهم بمنزلة القمر من بين الكواكب فى

انهم يستمدون من نور نبوته القديمة ويستنيرون
من ضياء رسالته القويمة اولا نهم

الرسل الكرام بها انما هى من نور النبى عليه صلوات الملك العلام ص١ شرح شيخ زاده ١٢٠

Marfat.com

كالنجوم يظهرون انوارهم فى الليالى المظلمة والاوقات المداهمة للناس اى لبعضهم او كلهم والتخصيص بالناس لان الجن لم يبعث غير نبينا لهم واذا طلع نور شمس المحمدية غاب كواكب الانبياء ورسل الاحدية وعلى هذا فالتعبير عن الانبياء المشبهين بالكواكب المنوين بضمير الاناث فى "يظهرن" بناء على احكم المعبر به وهذا عكس ما ورد فى القرآن من قوله تعالى رأيت احد عشر كوكبا والشمس والقمر رأيتهم وفيه اشارة الى نسخ شريعة نبينا صلى الله عليه وسلم من قبله من الانبياء والاياء الى ان يومه ليس بعده ليل ودينه لا يعقبه زوال وفناء

اَكْرَمُ بِخَلْقِ نَبِيٍّ زَانَهُ خُلُقٌ
بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمٍ

"اكرم به" صيغة تعجب و"الخلق" بالفتح "الخلقة" والصورة وبضمتين الصفة والسيرة و"الاشتمال" فى الاستعمال التلفف بالشملة والتلبس بها مع الاحاطة و"البشرة" بالكسرة ما يظهر فى بشرة البشر من اثر السرور يسمى البشاشة وفى بعض النسخ "بالبر" وهو سعة الخير والسماحة و"الاتسام" بالشئ الاتصاف به من الوسمة وهى العلامة وجملة "زانه" صفة "نبى" او خلق نبى و"بالحسن" متعلق بمشتمل وهو بالجر صفة اخرى ومثله ما بعده والحسن راجع الى الخلق والبشر راجع الى الخالق او كل منهما انم وهو فى ذوقى اتم يعنى ما اكرم خلق نبى وصورته الظاهرة الذى زينه وحسنه خلقه وسيرة الباطنة والظاهرة فهو كما قال الله تعالى ونور على نور وقال تعالى مثل نوره كمشكوة فيها مصباح الموصوف باشتمال الحسن واحاطة جميع حالاته وحركاته وسكناته المتصف لابتسام بالثغر التام والبشاشة على طريق الدوام والانبساط فى وجه العلم الخاص على وجه يرضه الملك العلام عليه الصلوة والسلام ما دامت الليالى والايام وان كنت تريد ان تدرك لا محالة من صفات خلقه الجسيم او تشم رائحة من نعوت خلقه العظيم فعليك بالتتبع والمواهب لتظفر بالعجائب والغرائب

كَالزَّهْرِ فِي تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِي شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِي كَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِي هِمَمٍ

Marfat.com

اى هو صلى الله عليه وسلم شرف وكرم مثل الزهر والورد فى الظرافة والطراوة والطلاوة ومثل البدر وهو ما يكون فى ليلة اربعة عشر المعبر عنه بطر فى الرفعة والتعلية على الكائنات وفى غلبة نوره على سائر المخلوقات وهو ما قبله متعلقات بخلقه المكرم كما ان الوصفان المتأخران راجعان الى خلقه المعظم ومثل البحر فى انواع الاحسان الى افراد الانسان كما قال الله تعالى فى سورة الرحمن يخرج منهما اللؤلؤ والمرجان فبأى الاء ربكما تكذبان ومثل الدهر وهو اعم من العصر فى الهمة والقصد والنية والظاهر ان المراد بها ملكة الشجاعة وهو علو همة الزمان تخييلى واما وصفه صلى الله عليه وسلم فتحقيقى والتشبيه من باب تشبيه المعنوى بالامر الحسى ومما ورد فى نعومة بدنه ورعامة جسده صلى الله عليه وسلم ما اخرجه الشيخان عن انس رضى الله تعالى عنه ما مسست حريرا ولا ديباجة الين من كف النبى صلى الله عليه وسلم ومما جاء فى علو مقامه ونور وجهه ما اشار اليه صلى الله عليه وسلم بقوله فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب رواه احمد والترمذى وغيرهما او قال فى حديث آخر فضل العالم على العابد كفضلى على ادنكم رواه الترمذى وغيره وما روى فى كرمه واحسانه وبره وامتنانه ما رواه مسلم عن انس رضى الله عنه قال ما سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم على الاسلام الا اعطاه فسأله رجل غنما بين جبلين فاعطاه اياه فاتى قومه فقال يا قوم اسلموا فوالله ان محمدا صلى الله عليه وسلم يعطى عطاء لا يخاف الفقر ومما يدل على قوة قلبه وهمته وملكة شجاعته ركض بغلته لما ولى المسلمون فى حنين قبل الكفار الى ان انهزموا بحصات رماهم بها وعن البراء كذا والله اذ احمر الباس يبقى به صلى الله عليه وسلم روى الحديث مسلم والتشبيه الاخير على عادة الشعراء العرب ومبالغتهم فى تحسينات الادب ونظيره قول الشاعر فى ممدوحه له هم لا منتهى لكبارها وهمته الصغرى اجل من الدهر وقد نسب هذا البيت الى حسان رضى الله تعالى عنه فى مدح النبى صلى الله عليه وسلم

كَأَنَّهُ وَهُوَ فَرْدٌ فِي جَلَالَتِهِ

فِي عَسْكَرٍ حِينَ تَلْقَاهُ وَفِي حَشَمِ

فى جلالته صفة لفرد وفى عسكر متعلق بمحذوف فى محل رفع على انه خبر كان اى كان النبى صلى الله عليه وسلم والحال انه منفرد بذاته وثابت فى عظمة صفاته وكائن فى ظهور كمالاته من كمال هيبته وجلالة بهمته قائم فى قلب عسكر كبير وفى وسط حشم كثير حين تلقى ايها المخاطب وتراه فى ذلك الموكب وفى البيت اشارة الى قوة شجاعته

Marfat.com

وعظمته مهابته بان يكون حال الانفراد من قوة الجاش كمن يكون فى الجيوش من حال الانتعاش وايمار لا يخلو عن متابعة اعوانه ومشابقه خلانه من الرجال الغيبية والملائكة السماوية و فى نسخة مزجالت على انه علة للتشبيه المستفاد من كان وهو فى المعنى وجه التشبيه اذ القصد تشبيه مفرد بنفسه المختار مصحوبا بعسكر وحشم فى الهيبة والوقار وفى نسخة "بهم" بدل حشم بضم الباء جمع "بهم" بفتحها وهو الشجيع وقيل جمع "بهمة" كتمة وهو العسكر او الركبان والنسخة المشهورة اولى لاتيان هذه اللفظة فى القوافى الاتية

كَأَنَّمَا اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونُ فِي صَدَفٍ

مِنْ مَعْدِنَيْ مَنْطِقٍ مِنْهُ وَمُبْتَسَمِ

يقرء البيت بسكون همزة الاولى وابدالها من "اللؤلؤ" واشباع "منه" وهو راجع اليه صلى الله عليه وسلم و"المنطق" مكان النطق وهو القلب او اللسان وهما مظهر البيان و"للمبتسم" بصيغة المفعول مكان التبسم وهو الثغر وهما مظهر الاسنان ويمكن ان يكون "المنطق" و"البتسم" مصدران والاضافة بمعنى اللام وعلى الاول للبيان وفى البيت تشبيهان احدهما معنوى والاخرى حسى يعنى ان جوامع كلمه ودرر ومنظوم اسنانه وثغره كاللؤلؤ المصنون فى لطافته وغرره كما قال البحترى

فمن لؤلؤ بيديه عند ابتسامه ؛ ومن لؤلؤ عند الكلام لساقط

وشبه الغر والقلب بالمعدن فى انه لا ينفد كثرة لطافته ووصف اللؤلؤ بالمكنون الدال على طراوته وتقييده بكونه فى صدف ومعدنه لكونه فيه احسن منه فى غيره قال المحلى حكى ان بعضهم راى فى المنام ابا بكر الصديق رضى الله عنه يرثى النبى صلى الله عليه وسلم بهذا البيت والبيت الذى قبله باحسن الانعام ولما انشد ببعض الالاته الصورية والمعنوية من خلقه وخلقه حال الحياة او منى بانه صلى الله عليه وسلم ايضا متميز عن سائر المخلوقات فى حال الممات كما قال صلى الله تعالى عليه وسلم "ان الله حرم على الارض ان تاكل اجساد الانبياء عليهم الصلوة والسلام

لَا طِيبُ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ أَعْظُمَهُ

طُوبَى لِمُنْتَشِقٍ مِنْهُ وَمُلْتَثِمِ

لله مراد الناظم اثبات الطيبة لبدنه عليه السلام بطريق الكناية اذ هو ابلغ من الحقيقة فوصف تراب روضته عليه

Marfat.com

"الطيب" لما يتطيب به وعدد به" سواه "والترب" بالضم بمعنى التربة او التراب ونصبه بنزع الخافض والضم بمعنى الجمع واللم "والاعظم" جمع "عظام" والمراد جمع اعضائه المعظمه مجازا بذكر الجزء وارادة الكل و"طوبى" مصدر طاب كبشرى" و"لقى" والواو منقلبة عن الياء لضمة ماقبلها وهو مرفوع المحل كقولك "سلام لك" او منصوب المحل كطيبا لك" و"سلاما لك" واللام للبيان كما فى "سقيا لك" ومعناه اصبت خيرا وطيبا فيه معنى التعجب والتمنى انتشق اى شم ويقرها" "منه" بالاشباع وضميره راجع الى تربته وهو ابلغ من ان يكون عائدا اليه صلى الله عليه وسلم "ولثمه" قبله يعنى لا يوجد طيب من مسك او عنبر او غيره يساوى نفسه بتراب تربة التى لمست اعضائه وجمعت اجزائه واحاطت بجسمه الشريف وقربت بقرب بدنه اللطيف ولهذا يتعجب يتمنى ويقاويتزين بان الحال المستطابة لمتشم من ذلك التراب ومقبل ذلك الاعتاب وهو كناية عن الزيارة والاقراب من ذلك لباب نفى الحديث المتفق عليه عن انس رضى الله تعالى عنه قال ماشممت عنبرا ولا مسكا ولا شيئا اطيب من ريح صلى الله عليه وسلم والبيت مقتبس من مرثية البتول الزهراء فاطمة الكبرى رضى الله تعالى عنها صبت علىّ مصائب لو انها صبت على الايام لصرن لياليا - ماذا على من شم تربة احمد لو لم يشم مدى الزمان غواليا ثم صرح العلماء رحمهم الله تعالى بان ضريحه صلى الله عليه وسلم افضل من الكعبة وانما الخلاف المشهور بين المكة والمدينة زادهما الله تعالى شرفا وتعظيما بل روى عن الغزالى رح ان تربة لصقت بجسده من الفراش اعلى تربة من العرش ثم لما ذكر انه ابلغ مبلغ الكمال فى جميع الاحوال اشار الى انه صلى الله عليه وسلم ظهر من مباديه لوائح الجمال فقال

اَبَانَ مَوْلِدُهُ عَنْ طِيْبِ عُنْصُرِهِ

يَا طِيْبَ مُبْتَدَإٍ مِّنْهُ وَمُخْتَتَمِ

"الابانة" الاظهار و"المولد" و"المبتدا والمختتم" اسما زمان و"العنصر" الاصل والاركان و"منه" باشباع الهاء والضمير راجع اليه صلى الله عليه وسلم يعنى اظهر زمان ولادته باظهار الله تعالى وارادته عن لطافة مادة اصله ونسله ونظافة خلقته وطهارته وقت اختتام رحلة والنداء للتعجب والتعجيب. والحث على فهمه والترغيب

السلام بانه شريف لاحبيب مثله وصف ذاته عليه السلام بطريق الكناية فالتراب انما اخذ الطيب من مقارنته له عليه السلام فاذا كان عليه السلام متصفا بغاية الطيب وفى شرح شيخ زاده ان عند المحب تراب ارض الحبيب انفع من كل كحل واطيب من كل طيب - والمعنى ان الجنة ونعيمها لمن يزور روضة النبى ويشم نسيمها ولعمرى حقيق بان يكون التراب الذى ضم جسمه المطهر الحبيب من الكافور والعنبر فان ضم الجنس الى الجنس من سنن الله تعالى ط ١٢ قال العلماء ان تربة قبره افضل من البيت والمسجد الاقصى والعرش والكرسى - خرپوتى - ١٢

Marfat.com

وفيه يماء الى حسن خاتمة وفاتحة وانباء الى علو سعادته فى بدايته التى هى اساس نهاية وفور الصديق الاكبر رضى الله تعالى عنه لما قبله بعد مماته صلى الله عليه وسلم طبت حيا وميتا وكما قال الشاعر

فى المهد ينطق عن سعادة جده ... باثر النجابة ساطع البرهان

والمراد بالابتداء والاختتام الاستمرار والدوام كما فى قوله تعالى وسبحوه بكرة واصيلا ولهم رزقهم فيها بكرة وعشيا

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الْفُرْسُ أَنَّهُمُ
قَدْ أُنْذِرُوا بِحُلُولِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

المراد "باليوم" مطلق الزمان لقوله فى البيت الاتى و"بات كسرى" وهو بدل من "مولده" او خبر مقدر هو و"تفرس" اى نظر وعلم بالفراسة وهى قوة يدرك بها الانسان المعانى الباطنة من الخائل الظاهرة "والفرس" اسم جمع لاهل بلاد فارس وهو بكسر الراء فى لغة العرب وبسكونها فى كلام العجم و"انهم" يقرء بفتح الميم و"البؤس" يمد ويقصر وهو الشدة المورثة للهم والحزن و"النقم" بكسر النون وفتح القاف جمع نقمة بمعنى العقوبة يعنى زمان ولادته وان بدايته صلى الله عليه وسلم هو وقت ظهر بطريق الفراسة فى ساعة الموصوفين بالفارسة لاهل الفرس من عظمائهم وعلمائهم انهم قد اعلموا اعلاما متضمنا للتخويف بنزول التشديد والعقوبات بهم على وجه التضعيف بهم من زوال دولتهم وانقراض ملتهم حيث قارن ولادته الايات وعلامات التى يقال لها الارهاصات وهى خوارق العادات المتقدمة على ظهور المعجزات كما اشار الى بعضها المصنف ويعجز من احصاء المصنف

وَبَاتَ إِيوَانُ كِسْرَى وَهُوَ مُنْصَدِعُ
كَشَمْلِ أَصْحَابِ كِسْرَى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

"بات" عطف على "تفرس" اى صار فى وقت البيتوتة والمراد ليلة ميلاده على التحية و"الايوان" بالكسر اسم معرب لمسقف لا يكون بجانبه المقدم جدار و"كسرى" بكسر الكاف وفتحها معرب "خسرو" هو اسم لملك الفرس كقيصر للمصر و"قيصر" للروم و"النجاشى" للحبشة و"الخاقان" للترك و"تبع" لليمن و"الانصداع" الانشقاق و"الشمل" من الاضداد التفرق والاجتماع التفرق بعد الاجتماع و"الالتيام" بالهمزة الاتصال

Marfat.com

والمراد بالكسرى الثانى غير الاول وليس من باب الاظهار موضع الاضمار فانه الاول نوشيروان بن قباد العادل وحديث "ولدت فى زمان الملك العادل" لا اصل له كما قال البخارى واما الثانى فهو پرويز بن هرمز بن يزدجرد بن نوشيروان وفى شرح المنظومة ان هذا الثانى عم والد الامام الاعظم ابى حنيفة نعمان بن ثابت بن طاؤس بن هرمز وتلميذه الامام محمد يصل اليه فى طاؤس وهو محمد بن حسن بن عبد الله بن طاؤس "وهو غير ملتئم" خبر ثان و"كشمل" متعلق "بغير ملتئم" وانما يلتئم ليكون تذكرة باقية وتعيها اذن واعية ويجوز ان يكون "كشمل اصحاب كسرى" خبر ثان و"غير ملتئم" حال من الشمل فيراد "الالتيام" الاتفاق والمعنى صار ليلة ظهوره ومبدو نوره صلى الله عليه وسلم طاق ايوان كسرى مكسورًا اشارة الى كسرهم وغير ملتئم ايماء الى جبرهم لتفرقة اصحاب كسرى الاخرى بعد اتفاقهم لم يتفق لاحد من ملوك الارض كمسنده ومقامه وحشمه وجيوشه وايوانه وخدمه فلم فى الانهدام والانهزام حتى جاء تباشير الاسلام وروى انه لما ارتج وارتعد ايوانه خاف هو واعوانه اذا سقط اربع عشرة شرفة فوجه قاصدًا الى النعمان بن منذر احد ملوك العرب ويستفسر عن سر ما بدا فرفع المخبر الى سطيح وقد اشفى على الضريح وهو احرق كهنة العرب ما كان له عظم سوى راسه اصلا فقال يكون اسبوا اشتات ويموت ملوكه بعدد الشرفات قيل قال بينما يعيش اربعة عشر ملكا ويموتون يد بر الله تعالى فيما سيكون فمات عشرة منهم فى اربع سنين وانقرض اربعتهم الى خلافة امير المؤمنين عثمان بن عفان رضى الله تعالى عنه وعن كل الصحابة اجمعين

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ

عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِى الْعَيْنِ مِنْ سَدَمٍ

"والنار" "الخمود" الانطفاء "ونفس النار" كناية عن لهبها "الاسف" الحزن "والساهى" الغافل "والسدم" الحيرة والجملة عطف على قوله وهو منصدع ويمكن ان يكون عطفا على بات لان هذه الجمل فى تقدير المفرد اى والنار التى كانت موقدة مدة الف سنة لانهم كانوا يعبدونها ولها خدمة يحفظونها ويفقدونها خمدت وهمدت عند ظهور نور ولادته واشعة شمس نبوته وولايته وفيه ايماء الى من اقتبس من هذا النور انطمس وانطفا عنه النار ويؤيده ان نار جهنم تقول جز يا مؤمن فان نورك اطفأ لهبى وقوله "من اسف" اى تاسف وتحزن على كسره او الفرس او على كفرهم حيث عبدوها وتركوا عبادة خالقها او من اجل حصول الاسف والحزن لهم بتفقد معبودهم وفيه اشارة الى ان الحادث والفانى غير مستحق للعبودية بل للحى الذى لا يموت يستحق الربوبية قوله "والنهر" اى صار فى تلك الليلة المعظمة والساعة المكرمة نهر الفرات ماء فلا ينبوعه عن مجراه من حيرة العراق ووقع فى "ساوة" وهى بادية بين دمشق والعراق المراد

Marfat.com

"بالعين" "الحيرة" والمعنى سهى عن عين الفرات لتحيره من مفاجات البلوى وضل الطريق بطرء العمى كذا قيل. وقيل اى نهر كسرى الذى جعل فوقه سدا عظيما ومقاما كريما وصرف فيه خراج العالم ولم ير مثله بنى آدم يبس فى تلك الليلة عينه مثل قلب قاس لم تدمع عينه من الحيرة فى القدرة الالهية والخشية من العظمة السلطانية وفيه اشارة الى ان الجمادات لها تغيرات بتغيير المغير الربانى وتاثيرات بتاثير المؤثر الصمدانى قال تعالى ومن الحجارة لما يتفجر منه الانهار وان منها لما يشقق فيخرج منه الماء وان منها لما يهبط من خشية الله، وقال تعالى قلنا يا نار كونى بردا وسلاما على ابراهيم وقال عزوجل تدمر كل شئ بامر ربها فخسفنا به وبداره الارض وفى كله رد على الطبيعة التى يخالف الاصول الشرعية وفيه اشعار الى ان كل نهر من العلو العقلية المتضمنة للدقائق الفلسفية ليس لها وجود عند بحر علومه الشريعة وينبوع معارفه الحقيقة

وَسَاءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا
وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِئْ

"ساء" احزنه و"ساوة" بلدة بعينها تابعة لهمدان فى تقديم الزمان وصارت فى ايام هارون الرشيد من اتباع قم قريبا من كاشان و"غاض" بمعنى نقص وغار جاء لازما ومتعديا "البحيرة" تصغير البحر وقيل وهى عظيمة فتصغيرها للتعظيم و"ردّ" على بناء المفعول و"واو" للعطف او الحال و"الوارد" هو المشرف على ماء دخله اولم يدخله ويقال للسابق ايضا والباء للملابسة ان كان الغيظ بالطاء الشالة وللسببية على رواية بالضاد بمعنى الغضب وهو متعلق "بردّ" او "بالوارد" و"ظمئ" فعل ماض من الظمء بالهمزة وهو العطش فلما سكن الهمزة وقفا له ياء وما وقع فى بعض النسخ من حذف الياء فهو سهو وسبق قلم والمعنى حزن اهل ساوة وكنت حوالبها صوامع لليهود وكنائس للنصارى وجاء معتبرة ومنزها مشتهرة بخبر نقصان بحيرتها ماؤها وانتقاص ماء فى ليلة الميلاد على المعتاد ورجع قاصد ماءها وطالب ماءها بالقهر والغضب او سبب النقص والتعجب حين عطش ورجع عطشان وعلى نفسه غضبان وفيه ايماء ان بحر اهل العذاب انما هو كسراب بقيعة يحسبه الظمآن ماء بخلاف الكوثر الذى اعطى خير البشر صلى الله عليه وسلم فانه من شرب منه شربة لا يظمأ ابدا وفى نسخة "غارت" بدل "غاضت" وهو اظهر فى المعنى وادل على المدعى ويندفع وهم النقصان بقوله رد الوارد السابق فكيف يأتى للاحق واكد دفعه ايضا بقوله

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَآءِ مِنْ بَلَلٍ ۔۔۔ حُزْنًا وَّبِالْمَآءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمٍ

Marfat.com

"الضرم" بفتحتين اشتهاب النار "والالف واللام" في "الماء والنار" للعهد اى نار فارس وماء بحيرة وقيل للجنس والاول اظهر والمعنى الذى كان بالماء من بلل كانه حصل بالنار لاجل الحزن على زوال الكفر والكفار فكانها تبكى على اضمحلال الكفر وجلاء عبدتها وتحرق على مفارقه احبتها وكانّ بالماء وصل الذى كان بالنار من شعلة الالتهاب حزنا على مفارقة الاصحاب والاحباب فكانه تحترق وجد الفقدان شاربتها تاسفا واذهاب منزهاتها تلهفا

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ

وَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَّعْنًى وَمِنْ كَلِمٍ

"والجن" ماخوذ من جنة اذا ستره سموا به لاستتارهم عن اعين الناس "وهتف" اى صاح وافهم الكلام من حيث لايراه السامع يعنى وطائفة الجن ايضا اعلموا بولادته صلى الله عليه وسلم واخبروا بحلول رسالته والانوار في زمان ظهور ذالك النور ظهرت على الانام بحيث اضائت قصور الروم والشام والحق اى امر نبوته صلى الله عليه وسلم يظهر من معنى قارن ولادته وهو الاضائة "ومن كلم" نطقت به الجن لارادة الاشاعة روى انه سمع الناس من جبل ابى قيس والجن عند ولادة ذلك الدر المكنون اصوات الجن في مدح امه امنة ولم يروا منهم احدًا ـ لقد ولدت خير البرية احمدا ـ ونقل ام عثمان بن ابى العاص انها قالت كنت حضرت ليلة الميلاد فرئيت الانوار ساطعة على جميع العباد والبلاد وقالت صفية بن عبد المطلب رئيت نورا على نور السراج غالب وقيل المراد من هتف الجن اخبارهم للكهنة انه سيولد صاحب النبوة ومن الانوار الساطعة الواضحة انوار حيّا ابائه واجداده اللائحة وقيل تظهر حقيقة من صورته ومعناه اومن ظاهره وباطنه اومن الامور المعقولة والمحسوسة اومن معانى القرآن والفاظ الفرقان

عَمُّوا وَصَمُّوا فَاعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ

يَسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْاِنْذَارِ لَمْ تَشِمِ

الضمير في "عموا وصموا" بفتح الصاد الى اهل العناد والدال قرينة الحال لان ذكر الحبيب يدل على الحق والاشياء تتبين باضدادها و"الاعلان" بالكسر مصدر "اعلن" وبالفتح علن بمعنى علانية و"البشائر" جمع "البشيرة" وهى المسرة وقيل جمع البشارة بكسر الباء وهى الخبر المورث بسرور البشرة ولم يسمع روى بالتذكير والتانيث و"البارقة" مصدر بمعنى البرق كالكاذبة في قوله تعالى ليس لوقعتها كاذبة وقيل اسم فاعل وهى السيف ويرادبها

Marfat.com

الانذارات "للامقه" و"الانذار" اعلام فيه تخويف ونصيحة "وشام البرق" نظر اليه والمعنى عمى الكفار عن رؤية الانوار لم ينذروا الى انذارا تهم المرئية الضياء والمعان وصموا عن الاخبار والاثار فلم يسمعوا بشارة النبوة الواقعة على وجه الاعلان قال الشاعر ؎

لقد سمعت لو نارية حيا ÷ وكذلك لاحيوة لمن لاتنادى

وحاصل كلامهم ما انتفعوا ببشارة البشيرة ولا انتذروا بنارة النذير لامن الايات ولا من المعجزات المرئية ولا من الدلالات والحكايات السمعية ولا من رؤية الانوار في ليلة ولادته صلى الله عليه وسلم ولا من اخبار الجن بظهور رسالته صلى الله عليه وسلم ولا من كسر قصر كسرى حين ابصروا ولا من قول الكهنة لهم حين اخبروا لكونهم صما عن سماع الحق وقبوله وعميا عن رؤية الحق ووصوله وفي البيت لف ونشر مشوش الاظهر انه عكس يتعلق ما بعده بما قبله لفظا ومعنى فيكون من قبيل يوم تبيض وجوه وتسود وجوه فاما الذين اسودت وجوههم الاية

مِنْ بَعْدِ مَا اَخْبَرَ الْاَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ
بِاَنَّ دِيْنَهُمُ الْمَعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

"الجار" تنازع فيه الفعلان المتقدمان "الكاهن" المخبر عن بعض الامور الغيبية بالسماء من بعض الطائفة الجنية المسرقة من الملائكة السماوية وقد قال الله تعالى قل لا يعلم من في السموات والارض الغيب الا الله "والاعوجاج" في الامور الحسية عدم الاستقامة الصورية وفي غير الحسية عدم الاستقامة المعنوية وقامت السوق اذا نفقت والمعنى صموا حين لم يسمعوا بشارة الانذار من بعد ما اخبر كاهنهم اقوامهم الكفار بان طريقتهم التي تدينوا بها وخرجوا عن طريقة الصواب الذي فطروا عليه بسببها لم يقم اعوجاجها ولم يحصل رواجها قال تعالى وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا وفيه ايماء الى انه اجمع المحق والمبطل على حقيقة بنوته وصدق رسالته صلى الله عليه وسلم فالاصرار على الانكار لاطفاء نور الابصار كذا قال الناظم بعده

وَبَعْدَ مَا عَايَنُوا فِي الْاُفْقِ مِنْ شُهُبٍ
مُنْقَضَّةٍ وَفْقَ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ صَنَمِ

"بعد" يروى بالجر والنصب و"ما" مصدرية او موصولة و"الافق" بسكون الفاء وضمها مفرد الافاق

Marfat.com

وهى جوانب السماء "والشهب" بضمتين جمع شهاب بمعنى الكواكب المضيئة ويطلق على شعلة نار ساطعة و الاصح انها منقلة من نار الكواكب وليست نفس الكواكب لضمها قارة فى الفلك على حالها وماذلك الاقبس يؤخذ من النار وهى ثابتة كاملة غير ناقصة و"الانقضاض" السقوط يقال انقض السهم سقط ويجوز الحركات الثلث فى منقضة ونصب "وفق" بتنزع الخافض او على الحالية اى حالكونها موافقة لما فى الارض والمعنى عما حين لم يروا الانوار والانذار الواضحة من بعد هما ينتهم فى اطراف السماء بعض الساقط اللائح على وفق سقوط ما فى الارض من الاصنام الكالحة والحاصل انهم ما نفعهم الايات الافاقية من منعهم الاسترقاق السمعية ولا الايات الانفسية من كبهم الاصنام على الوجوه المقلوبية فلم ينجع فيه كما لم ينفع لهم البيان والله المستعان وعليه التكلان

حَتّٰى غَدَا عَنْ طَرِيْقِ الْوَحْيِ مُنْهَزِمٌ
مِّنَ الشَّيَاطِيْنِ يَقْفُوْا اِثْرَ مُنْهَزِمٍ

"حتى" عاطفة او ابتدائية متعلق بمنقضة و"غدا" بمعنى صار وقيل بمعنى ذهب معطوف على "منقضة" كما فى قوله فالق الاصباح وجعل الليل سكنا و"منهزم" اسم غدا و"يقفوا" خبره "اثر" ظرف و"من الشياطين" صفة منهزم و"عن طريق الوحى" وفى نسخة الحق (مكان "الوحى") متعلق "يقفوا" لتضمنه معنى يهرب كذا قيل وقيل متعلق "بغدا" و الاظهر انه متعلق "بمنهزم" و"طريق الوحى" ابواب السماء يعنى وقت ظهور ولادته الميمونة وحين ولادته امه الامنة المأمونة انقض الشهب حتى صار الشياطين المسترقون منهزمين هاربين عن ابواب السماء التى هى طريق وحى الانبياء والمرسلين عليهم السلام ويتبع كل منهزم منهم عقب منهزم اخر متتابعين والحاصل ان تتابع الشهب مع كونه ظهرا ايام ظهور النبى صلى الله عليه وسلم ووقت ولادته ولم يكن للكفار عهد بمثل ذلك وان كان لهم فى الجملة انقضاضها رجوما لا ولكنك كما قال الله تعالى ولقد زينا السماء الدنيا بمصابيح وجعلناها رجوما للشيطين ولما قوله تعالى حكاية عنهم وانا لمسنا السماء فوجدناها ملئت حرسا شديدا وشهبا وانا كنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن يستمع الان يجد له شهابا رصدا فالمراد به بعد بعثه عليه السلام كذا حققه جلال الدين المحلى رفع الله تعالى محله العلى

كَاَنَّهُمْ هَرَبًا اَبْطَالُ اَبْرَهَةٍ اَوْ عَسْكَرٌ بِالْحَصٰى مِنْ رَّاحَتَيْهِ رُمِيْ

ضمير "كانهم" للشيطين و"هربا" تمييز او حال بمعنى هاربين و"الابطال" جمع بطل بمعنى الشجاع و"ابرهة"

Marfat.com

اسم رئيس اصحاب الفيل "وعسكر" بالرفع عطفا على "ابطال" و"الراحة" بطن الكف الضمير راجع الى النبى صلى الله عليه وسلم "رمى" راجع الى العسكر والمعنى كان الشياطين حين يقذفون بالشهب من السماء الدنيا وهم هاربون الى الارض كتجعان ابرهة حين شردوا مع اصحاب الفيل لما رمتهم الابابيل بحجارة من سجيل او كانهم عسكر بدر او حنين حيث انهزموا حين رموا بالحصيات من كفيه الكريمتين وفى بناء رمى على صيغة المجهول ايماء الى قوله تعالى "وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى" فالمصراع الاول اشارة الى قصة اصحاب الفيل اذ كان مولده عام الفيل ليلة الاثنين اثنى عشرة من شهر ربيع الاول او سبب القصة ان ملك اليمن بنى كنيسة "بصنعاء" ليصرف الحاج اليها فاحدث رجل من كنانة فيها وتلطخ بالقذرة قبلتها فحلف ليهدم من الكعبة فجاء بجيش كثير وفيل عظيم مع افيال الى مكة فحين تهيئوا للدخول عسر عليهم وولوا هاربين ورموا بحجارتهن سجيل قيل كل حجر اصغر من الحمص واكبر من العدس يجئ على مغفرة العسكر ويخرج من دبره الدابرين وهو قوله تعالى الم تر كيف فعل ربك باصحاب الفيل والمصراع الثانى اشارة الى غزوة بدر رواه البخارى والى غزوة حنين رواه مسلم وهو من معجزاته عليه الصلوة والسلام فانه اخذ كفا من تراب وقال شاهت الوجوه وحثا فى وجوه الكفار فلم يبق منهم عين احد الا وقد دخلها منه شئ وقال عصام الدين المشهور انه كان كفا من الحصا والمفهوم من البيت خلافه قلت تثنية الراحتين باعتبار الواقعتين فى غزوتين وقد سبحت تلك الحصا فى كفى المصطفى حتى سمعه اصحاب اهل الصفا وهذه معجزة اخرى اشار اليها الناظم حيث قال

نَبْذًا بِهِ بَعْدَ تَسْبِيحٍ بِبَطْنِهِمَا

نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَآءِ مُلْتَقِمٍ

"نبذا" مصدر من غير لفظه والتقدير نبذ نبذا به و"الباء" زائدة لتقوية لهل عمل المصدر والضمير فى "به" للحصى والمذكر لانه اسم جنس وضمير "ببطنهما" "لراحتيه" ففيه تجريد و"الباء" بمعنى "فى" و"نبذ المسبح" صفة "نبذا" بتقدير مضاف اى نبذ مثل نبذ المسبح او بدل منه وهو مضاف الى المفعول اى نبذ الله تعالى المسبح وهو يونس عليه السلام و"الاحشاء" جمع الحشى وهو ما فى البطن و"الملتقم" "الحوت" يعنى رمى رميا بالحصى من راحتيه الشريفتين وكفيه الكريمتين بعد تسبيح عظيم حيث سمعه بعض اصحاب الكرام كما رمى يونس عليه السلام من بطن الحوت وقد قال الله تعالى فالتقمه الحوت وهو مليم فلولا انه كان من المسبحين للبث فى بطنه الى يوم يبعثون فنبذناه بالعراء وهو سقيم القصة تشبيه نبذ النبى صلى الله عليه وسلم بالحصى المسبح (صفة حصى) على وجوه العسكر فهرب منكسرا كنبذ الله تعالى يونس عليه السلام من بطن الحوت حيا فرجع منجبرا فى ان كل منهما خارق للعادة و

Marfat.com

وكان نبذ المسبح كان سببا لنجاته وهداية بعض الكافرين وقال المحلى وكان الناظم وقف على دليل تسبيح الحصى
مر به ولم يقف عليه من اعتراضه بالنفى فى ذلك او قصد التسبيح الثابت فى غير ذلك قال انه اخذ النبى صلى الله عليه وسلم
كفا من الحصا فسبحن فى يده حتى سمعنا التسبيح ذكره صاحب الشفا وغيره وعلى هذا فقول الناظم بعد تسبيح اى بجنس
الحصى فى موطن آخر انتهى لكن لا يظهر حينئذ وجه التعبير بالنبذ والتشبيه بنبذ المسبح

جَاءَتْ لِدَعْوَتِهِ الْأَشْجَارُ سَاجِدَةً

تَمْشِي إِلَيْهِ عَلَى سَاقٍ بِلَا قَدَمِ

"السجدة" الانخفاض وذا يتم بوضع الراس على الارض ولذا يفسر بوضع افضل الاجزاء على اذل الاشياء والمراد
الخضوع والانقياد والمعنى جاءت الاشجار لاجل دعوته واجابت وقت طلبه ومناداته حال كونها منقادة
خاشعة على راسها واقفة وتمشى اليه صلى الله عليه وسلم خاضعة على ساق بلا قدم رافعة واضعة وفى البيت انواع من
خوارق العادات الاولى فهم الخطاب من النباتات انها ليست من ذوات "الحيوة" ثم مجيئها وتعداد الحركات والسكنات ثم قصدها
اليه وتواضعها لديه صلى الله عليه وسلم ثم مشيها على ساق بلا قدم اما على راسها او انخفاضها وخضوعها وادبها قال بعض الدين
المجوز انما حصل من شجرة واحدة على ما ورد فى التاريخ والاخبار فجمع الاشجار محمول على التكرار يعنى تكرار حركتها مع وجود
وحدتها وعقل عما ذكر صاحب الشفا وغيره من اهل الوفاء فى شمائل المصطفى عليه التحية والثناء ان اعرابيا سأل النبى صلى الله
عليه وسلم اية فقال له تلك الشجرة رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعوك فمالت عن يمينها وشمالها وبين يديها وخلفها قطعت
عروقها ثم جائت تجر عروقها فى الارض حتى وقفت بين يديه فقالت السلام عليك يا رسول الله قال الاعرابى فمرها
فلترجع الى مبنتها فاستوت فيه وروى عن جابر رضى الله تعالى عنه فى حديثه الطويل اخر الكتاب ذهب رسول الله صلى
الله عليه وسلم يقضى حاجته فنظر فلم ير شيئا يستتر به فاذا شجرتين بشاطئ الوادى فانطلق الى احدها فاخذ بغصن
من اغصانها وقال انقادى معى باذن الله تعالى فانقادت معه حتى اتى الشجرة الاخرى فاخذ بغصن من اغصانها وقال انقادى معى باذن
الله تعالى فانقادت حتى اذا كان بالنصف مما بينهما قال التئما على باذن الله فالتامتا ثم بعد انقضاء حاجته افترقتا فقامت كل واحدة
منهما على ساق.

كَأَنَّمَا سَطَرَتْ سَطْرًا لِمَا كَتَبَتْ

فُرُوعُهَا مِنْ بَدِيعِ الْخَطِّ فِي اللُّقَمِ

Marfat.com

"ما" فى "أنما" كافة و"السطر" الكتابة فاللام فى "لما" بمعنى الوقت و"الفروع" الاغصان و"البديع" الغريب العجيب فعيل بمعنى للمفعول و الاضافة من اضافة الصفة الى الموصوف ومن بيان "لما" الموصولة والعائد محذوف اى كتبته و"اللقم" بفتحتين وسط الطريق وقيل اللوح وقيل الاول اولى رواية دراية و"الباء" بمعنى "فى" واللقم تقليب القلم الذى هو ادارة الكتابة ففيه نوع غرابة وهى من المحسنات البديعية وحاصل المعنى انه شبه آثار الغصان فى الارض المفيدة للعتبر للخواص الدال على اللفظ للمعانى للمتدبر

مِثْلُ الْغَمَامَةِ اَنّٰى سَارَ سَائِرَةً
تَقِيْهِ حَرَّ وَطِيْسٍ لِلْهَجِيْرِ حَمِىْ

"مثل" منصوب على انه صفة مصدر محذوف اى مجيئا مثل الغمامة بفتح الغين المعجمة ورهم عصام الدين حيث قال على وزن العمامة فانها بكسر المهملة كما فى القاموس وغيره وبالرفع خبر مبتدا محذوف اى هى يعنى الاشجار مثل الغمامة فى الانقياد اليه والقيام بوظائف الخدمة لديه صلى الله عليه وسلم او مجئ الاشجار مثل تسطيل الغمامة على حذف المضاف و"انى" بمعنى من اين اى اى موضع الى اى موضع اى بمعنى كيف اى ماشيا اوراكبا سريعا او بطيئا و"السائرة" بالرفع خبر المقدر اى هى سائرة و"تقيه" بمعنى تحفظ خبر ثان لهذا المقدر او استيناف وبالنصب على انها حال كما بعدها اى تشبه الغمامة حال كونها سائرة انى سارت و"الوطيس" التنور والمراد تنور الهوى و"حمى" فعل ماض وسكون آخره عارض فى الوقت وهو صفة الوطيس يقال حمى الوطيس اذا اشتد الحر وكذا اذا صعب الامر و"الهجير" نصف النهار الحار والباء بمعنى "فى" كما فى بعض النسخ يعنى جاءت الاشجار ساجدة لديه وماشية اليه مثل مجئ الغمامة سائرة عليه حافظة له عن شدة حر النهار وظاهرة عند الاخيار والاغيار حيث سار النبى صلى الله عليه وسلم الختار فالاشجار تشرفت بخدمته والغمامة تشمخت وارتفعت بظلته فقد دانت له الاسافل والاعالى بعون الله تعالى الملك المتعال قال المحلى تظليلها له صلى الله عليه وسلم وقع فى سفر عمه ابى طالب به فى ركب تاجرا الى الشام رواه الترمذى قال عصام الدين لو قال مثل الغمامة لما سار سائرة وقت حر وطيس للهجير حمى لكان اولى لان "انى" متضمنة لمعنى "إن" وهى تجعل مدخولها مستقبلا والحال ان المقام يقتضى الماضى وغاية ما يخطر فى البال فى دفع الاشكال ان يعتبر الاستقبال بالنظر الى ما قبل السير وهو اول زمان وجود الغمامة

اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ اِنَّ لَهٗ مِنْ قَلْبِهٖ نِسْبَةً مَّبْرُوْرَةَ الْقَسَمِ

Marfat.com

قيل القسم بغير الله تعالى جرى العادة والا فالشرع عده شركا ولهذا يقدر فى امثاله المضاف اى لفظة الرب ويمكن ان يكون حكاية عن كلام الله تعالى ولله ان يقسم بما يشاء من مخلوقاته تعظيما لبعض موجوداته كقوله تعالى كلا والقمر والليل اذا ادبر والصبح اذا اسفر واغرب العصامى حيث قال القسم الذى يراد به تاكيد الحكم ليس بمنهى عنه ولهذا فى الحاوى يقسم بالقمر ونحوه ومنع ان يكون المنع عنه منقولا اقول وقد ثبت عنه صلى الله عليه وسلم انه قال من حلف بغير الله تعالى فقد اشرك رواه الامام احمد والترمذى والحاكم بسند صحيح وفى صحيحين عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله تعالى ناهاكم ان تحلفوا بابائكم من كان حالفا فليحلف بالله تعالى او ليصمت قال الطيبى وذلك لان الحلف تعظيم للمحلوف به والكعبة والملئكة والامانة صفة التعظيم مختصة بالله تعالى ويكره الحلف بغير اسماء الله تعالى سواء فى ذلك النبى صلى الله عليه وسلم والكعبة والامانة والحياة والروح والقمر يطلق على النير المنير بالليل بعد ما مضى ثلث ليال وقبله فيقال لها الهلال والضمير فى لـه وفى قلبه له صلى الله عليه وسلم وصورة القسم صفة للنسبة اى نسبة مصححة للقسم بحيث لو حلف حالف على ثبوت تلك التشبيه كان بارا او صادقا وقيل صفة يمين دل عليها اقسمت والمعنى ان للقمر المنشق مناسبة صريحة ومشابهة صحيحة بقلبه الانور وصدره الاطهر بحيث يصدق الحالف بثبوت تلك النسبة كل من له ملكة وجوه النسبة الانشقاق بلا ضرر والالتيام بلا اثر وان واحدة اية من ايات ربه والاخرى معجزة من معجزاته واما انشقاق القلب فقد روى مسلم عن انس رضى الله تعالى عنه ان جبريل عليه السلام اتاه وهو يلعب مع الغلمان فاخذه وصرعه لشق صدره عن قلبه فاستخرج القلب واستخرج منه علقة فقال هذا حظ الشيطان ثم غسله فى طشت من ذهب وبماء زمزم ثم لامه ثم اعاده فى مكانه قال انس كنت ارى اثر المخيط فى صدره وفى الصحيحين عن ابى ذر رضى الله عنه فرج سقف بيتى وانا بمكة فنزل جبرئيل عليه السلام ففرج صدرى ثم غسله بماء زمزم ثم جاء بطشت من ذهب ممتلئ حكمة وايمانا فافرغها فى صدرى ثم اطبقه ثم اخذ بيدى فعرج بى الى السماء الحديث واما انشقاق القمر وان يروا اية يعرضوا ويقولوا سحر مستمر وفى الصحيحين من حديث انس رضى الله تعالى عنه ان اهل مكة سألوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يريهم اية فاراهم انشقاق القمر شقتين حتى راوا حراء بينهما انتهى وثبت ان القمر انشق مرتين وتقدم ان شق الصدر كان مرتين فحصلت النسبة بين القلب المنير والقمر المستنير شعبتين

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ
وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمٍ

Marfat.com

اى ذكر ما جمعه غار من جبال مكة و"من" بيان "لما" والمراد من "الخير" الفضائل ومن "الكرم" الفواضل او الافعال الجليلة والاخلاق الجميلة او الخصال المكتسبة والخلال المستوهبة وهو على حذف مضاف كاهل او الاطلاق من باب المبالغة كرجل عدل والمراد بهما الجامعان لهما من النبى صلى الله عليه وسلم والولى رضى الله تعالى عنه او على طريق اللف والنشر المرتب فالخير للمطلق خير البرية والكرم يراد به افضل الائمة وقد ثبت عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لاحد عندنا يد الا وقد كافيناه ما خلا ابى بكر فان له عندنا يدا يكافيه الله تعالى بها يوم القيمة وما نفعنى مال احد قط ما نفعنى مال ابى بكر و"كل طرف" اى بصر ونظر من الكفار الدوار حول الغار متتبعين الاثار "عنه" اى عن النبى صلى الله عليه وسلم وافرده بالذكر لانه الاصل المتبوع او المقدر عن كل واحد منهما عمى حيث لم يروهما وهو اما ماض وهو الاظهر فالياء اصلية او صفة فالياء اشباعية قال تعالى وتراهم ينظرون اليك وهم لا يبصرون وقال شعر

ويوذى ضوء الشمس عين خفاش ÷ كما يضر ريح الورد

فى الصحيحين قال الصديق رضى الله تعالى عنه نظرت الى قدميه فوق رؤسنا فقلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم لو ان احدهم نظر الى قدميه لابصرنا فقال ما ظنك باثنين الله ثالثهما وفى التنزيل الا تنصروه فقد نصره الله اذ اخرجه الذين كفروا ثانى اثنين اذ هما فى الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا

فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لَمْ يَرَمَا

وَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ أَرَمِ

"الصدق" مصدر بمعنى الصادق او الصدوق او ذو الصدق بمعنى الاعم او على طريق المبالغة كرجل عدل يعنى الصدّاق المصدوق الذى انحصر فيه الصدق بل هو عين الصدق قار فى الغار فارّ من الكفار بامر الجبار والصديق معه فى الغار والاسفار "والصديق" وهو كثير الصدق لا يفارق الصدق وهو الجزء الذى لا يتفكك ثم قيل "لم يريا" بفتح الياء ولكسر الراء لم يبرحا ولم يزالا واصله بياء بعد الراء هى عين الفعل حذفت تبعا لحذفها فى اسناده الى المفرد لالتقاء الساكنين والاصل فى استعمال مثله اثبات الياء على تحريك الميم اعتدادا بالعارض ويراد فى التنزيل فاستقيما فهذا الوجه وهو ان يكون الحذف لعدم اعتداد العارض اوجه من الحمل على ضرورة الشعر لانه محل نظر فانه سبيل من قبيل حذف القياس الحذف من ضرورة الشعرى وايضا يوجب الالتباس المشوش فى ارادة المعنى على الناس ونظيره انه ما قيل انه مجهول من "الرؤم" بمعنى الطلب

Marfat.com

ومن اللطائف انهما مطلوبان وليسا بمطلوبين بل انهما محبوبان ولكن كانا عن اعين الاعداء محجوبين وقيل انه مشتق من ثورم يعني ما انتفخا من الغضب للادب مع حكم الرب وقيل ما انتفخا من الروم الذي هو السمية فان الغار كان ماوى الحيات فيكون من خوارق العادة وقيل انه مفرد مؤكد بنون الخفيفة فابدلت الفا للوقف والضمير للصديق رضي الله تعالى عنه ويكون خبرا عنه حيث لسعت الحية رجله المباركة وارتفع عنه ببركة دعائه المكرم صلى الله عليه عليه وسلم وفي بعض النسخ بصيغة المجهول من الروية وهو ظاهر المعنى لكن قال بعض الشارح انه من تصحيف الكتاب والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب وهم "يقولون" اى الحال ان الكفار الواقفين على باب الغار عمى عن الابصار بعون الملك الغفار ما بالغار اى ليس فيه "من ارم" بالفتح وكسر الراء اى احد و"من" مزيدة للمبالغة ناظرين الى حوم الحمام وبيضة حول الغار ونسج العنكبوت على فم الغار كما اشار اليه بقوله

ظَنُّوا الْحَمَامَ وَظَنُّوا الْعَنْكَبُوتَ عَلَى
خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسُجْ وَلَمْ تَحُمِ

"البرية" بتشديد الياء وبالهمزة اى الخلائق والمراد بخيرهم هو النبي صلى الله عليه وسلم سيد الانبياء وسند الاولياء قوله "لم تنسج" بكسر السين وضمها و"لم تحم" بضم الحاء من المحوم وهو الدوران حول الشئ والتانيث في الفعلين باعتبار الجنسين وقيل في العنكبوت لما اشتهرت من ان النسج شغل الانثى كما ان البيض مختص بالحمامة والمعنى ان الكفار لعدم تيقنهم بالنبي المختار حسبوا ان العنكبوت لم تنسج على باب الدار والحمام لم تحم حول الغار وظنوا ان ليس في الدار ديار ورجعوا عن تتبع الاثار وقالوا لو كان احد في الغار لما كان هذه الاثار حتى قال امية بن خلف حين قال بعضهم ندخل الغار اما ترون من نسج العنكبوت عليه ما ارى الا انه قبل ان يولد محمد صلى الله عليه هذه من اوضح الايات على كمال قدرة الله تعالى حيث وقاه الله تعالى من اعظم الاعداء بارهن البناء ومن اظهر العلامات على علاء قدر نبيه العلي وصفته الجلي حيث استخدم له الطير والحشرات كما اظهر له تسبيح الجمادات وتسخير النباتات ولقد احسن الناظم في البيتين انواع المعجزات واصناف خوارق العادات قيل وحمام الحرم الان من نسل تلك الحمامة ونهى صلى الله عليه وسلم عن قتل العنكبوت بتلك العلامة

وِقَايَةُ اللهِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ
مِّنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِّنَ الْاُطُمِ

Marfat.com

"الاعصم" بفتحتين جمع اعصمة وهي الحصن اى حفظ الله تعالى الملك الجبار لنبيه المختار صلى الله عليه وسلم جعله مستغنيا عن الدروع والاسلحة المتعددة وعن الحصون العالية المرتفعة فان عنايته كافية وحمايته بديع مصنوعاته كما جعل الغار بمنزلة الحصن الحصين وعين نسج العنكبوت في قوة الدرع المتين روى عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يحرس حتى نزلت هذه الاية والله يعصمك من الناس فاخرج راسه من القبة وقال ايها الناس انصرفوا فقد عصمني ربي والمعنى ان العصمة اولا كانت بواسطة الحجاب ولما ارتفع الحجاب حفظ ربه الارباب وفي البيت ايماء الى قوله تعالى وما النصر الا من عند الله العزيز الحكيم واشارة الى قوله عزوجل الا تنصروه فقد نصره الله الاية

مَا سَامَنِي الدَّهْرُ ضَيْمًا وَاسْتَجَرْتُ بِهِ
اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِنْهُ لَمْ يُضَمِ

"السوم" اذاقة الشدة والمحنة ومنه قوله تعالى "يسومونكم سوء العذاب" وفي نسخة ما ضامني من الضيم وهو الظلم والنسبة الى الدهر الذي هو الملك مطلق الزمان مجازية عرفية والاحسن ان يقدر مضاف اى خالق الدهر ومقلبه ومتصرفه و"ضيما" مفعول ثان على نسخة السين ومفعول مطلق على نسخة الضاد وفي نسخة "يوما" مفعول فيه منصوب على الظرفية و"استجرت" عطف على "سامني" والاستجارة طلب الجوار وهو المهمة والخلاص وقيل الالتجاء والالتياذ وطلب المناص وقيل حال بتقدير قد وهو الاظهر والاستثناء مفرغ والضمير في "به" راجع اليه صلى الله عليه وسلم و"نلت" بكسر النون من ناله ينياله اذا وصل الى مراده وحصل مناه ومقصوده و"الجوار" بكسر الجيم المجاورة المحافظة والضمير في "منه" لضيم المدلول عليه "بضام" ان اريد بالجوار الخلاص وبخير البرية ان اريد به طلب المناص "ولم يضم" مبني للمفعول ثم هذا البيت وما بعده وقع في بعض النسخ قبل قوله خدمته بمديحي في اخر القصيدة والمعنى

اذا اذا اقتضى الله تعالى في الزمان ضرارا من الامور الاكوان في وقت من الاوقات وساعة من الساعات وبالحال التي قد التجأت اليه واحلت الخلاص عليه الا وقد نلت منه خلاصا ووجدت به مناصا لم يغلب ولم يضم اوان يخص بالمحنة

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَى الدَّارَيْنِ مِنْ يَدِهِ
اِلَّا اسْتَلَمْتُ الَّذِي مِنْ خَيْرِ مُسْتَلَمِ

Marfat.com

"المستلم" بفتح اللام اسم مكان اومفعول اى ماطلبت غنى الذى يجب بكفاية وغنى العقبى بالسلامة من احسانه وامتنانه الا

اخذت العطا وتلت المنى من خير مستلم منه وفى مطلوب عنه وحاصل البيتين ان دفع الضرر الصورى والمعنوى وجلب النفع الدينى والدنيوى حاصل بالتمسك الى جنابه والواصل بالوثوق على عتبته بابه

لَا تُنْكِرِ الْوَحْيَ مِنْ رُؤْيَاهُ إِنَّ لَهُ
قَلْبًا إِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنَمِ

"لم ينم" بفتح النون وفى نسخة "متى" مكان "اذا" اى لا تنكر ايها المنكر ولا تستغرب ايها المغرب الوحى من الربانى والمنام الصمدانى الحاصل من رؤيا فى المنام لان لرسول الله صلى الله عليه وسلم قلبا عظيما وصدرا كريما اذا نامت عيناه لم ينم قلبه فى الرؤياه وفى الصحيحين انه صلى الله عليه وسلم قال ان عينى تنامان ولا ينام قلبى

وَذَاكَ حِينَ بُلُوغٍ مِنْ نُبُوَّتِهِ
فَلَيْسَ يُنْكَرُ فِيهِ حَالُ مُحْتَلِمِ

يقرء البيت باشباع ها "فيه" والضمير راجع الى حين البلوغ و"المحتلم" بفتح اللام مصدر ميمى بمعنى الاحتلام كذا قيل والاظهر انه بكسر اللام بمعنى بالغ يعنى ذلك الوحى المعظم والحال المكرم كان فى ابتداء من نبوته وفى بدء بدو رسالته صلى الله عليه وسلم وقد بنى على راس اربعين سنة وهو حد مبتدا النبوة فليس ينكر فى ذلك الزمان وبلوغ ذلك الاوان حال بالغ مبلغ الرجال موصوفا باوصاف الكمال من دعوى الوحى فى المنام فانه من مقدمات ما وحى النبى عليه الصلوة والسلام وفى شرح السيد ان من جملة ايام الوحى وهو ثلاثة و عشرون سنة كان ستة اشهر فى المنام وبهذا افسر قوله صلى الله عليه وسلم رؤيا المومن جزا من ستة واربعين جزا من النبوة

تَبَارَكَ اللهُ مَا وَحْيٌ بِمُكْتَسَبٍ وَلَا نَبِيٌّ عَلَى غَيْبٍ بِمُتَّهَمِ

"مكتسب ومتهم" صيغتا مجهول يعنى تكاثر خيره ودام نفعه اوتعالى وتعظم كبرياء وهذا انشاء

Marfat.com

للتعجب اى سبحانه ليس وصله حاصل باكتساب الاعمال ولا بتحسين الاخلاق والاحوال بل محض موهبة و مجرد عطيته ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء "والله اعلم حيث يجعل رسالته" ولا يوجد نبى ثبت نبوته وتحققت نبوته على ما ياتى من المغيبات واخبار امور الكائنات قال الله تعالى وما هو على الغيب بضنين على تقدير قراءة ظاء للسئالة اى ببخيل

كَمْ ابْرَئَتْ وَصَبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهُ

وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِّنْ رِّبْقَةِ اللِّمَمِ

"كم" خبرية و"الوصب" بفتحتين الالم والتعب وفى نسخة بكسر الصاد اى المريض وهو اصح و"الراحة" الكف او باطنة و"الاطلاق" ضد التقييد و"الارب" بفتحتين الحاجة وهو اظهر معنى و"الربقة" بالكسر حبل له عقدة يشد به البهائم و"اللمم" بفتحتين صغار من الذنوب وطرف من الجنون لان الجنون فنون كثيرا من الالام واذى الاسقام معطف لهم الراحة من الالم والسقم ببركة راحته الاكرم وكفه الانعم صلى الله عليه وسلم وكم اطلقت ارباب الحاجات عن عقدة من عقود السيات اما بالتوبة الماحية عن العقوبات واما بالشفاعة الباعثة على رفعة الدرجات او كم ارسلت ارباب الجنون الظاهرى او الباطنى من عروق جنونهم وعن ظلمة فنونهم وجعلهم مجازين متوجهين الى المحاريب روى ان امراة اتت النبى صلى الله عليه وسلم بابن لها به جنون فمسح بيده المباركة صدره فشفى ثحة بالمثلثة والمهملة اى قارئة فخرج من جوفه مثل الجرو الاسود وكان فى كف شرحبيل الجعفى سعلة بكسر السين اى زيدة لحم تمنعه من القبض على السيف وعلى عنان الدابة فمسح النبى صلى الله عليه وسلم بيده المباركة فذهبت ولم يبق لها اثر ذكره صاحب الشفاء وغيره مع وقائع كثيرة

وَاَحْيَتِ السَّنَةَ الشَّهْبَآءَ دَعْوَتُهُ

حَتّٰى حَكَتْ غُرَّةً فِى الْاَعْصُرِ الدُّهُمِ

فى القاموس محركة بياض يصعده سواد كالشهبة بالضم وسنة شهباء لاخضرة فيها او لا مطر و"الغرة" بالضم بياض فى الجبهة و"الاعصر" جمع عصر وهو الزمان و"الدهم" بضمتين جمع ادهم وهو الاسود ونسبة الاحياء الى الدعوة مجازية سببية يعنى احيت دعوته المباركة بالسقيا السنة التى كانت شهباء ويابسة رسمها

Marfat.com

لقلة المطر قال تعالى وجعلنا من الماء كل شئ حي اى سنة القحط التى هى شهباء لغلبة بياض الارض فيها بعدم النبات على سوادها بالنبات فهى بالنسبة الى البياض ميتة احيتها وفيه اشارة الى ان الرزق قد يقل لكن لا يعدم بالكلية الى ان شابهت تلك السنة بياضا واضحا فى جبينهما وضياء لائحا فى اول حينها مستعارة من غرة الشمس فى الازمنة السود لشدة خضرة الزرع فيها يعنى تلك السنة اخصب منها حتى كانها غرة فيها وغرة كل شئ احسنه وايمنه وقيل المراد باعصر الدهر ازمنة القحط والغلاء

بِعَارِضٍ جَادَ أَوْ خِلْتَ الْبِطَاحَ بِهَا
سَيْبًا مِنَ الْيَمِّ أَوْ سَيْلًا مِنَ الْعَرِمِ

"العارض" السحاب و"البا" متعلق بـ"حيت" او "دعوته" او "حكت" و"جاد" من الجود بالضم "او" بمعنى "الى ان" و"خلت" بكسر الخاء من الخيال وهو الظن والحسبان "والبطاح" جمع ابطح او بطحاء وهو الوادى المتسع المشتمل على البطحاء وهو الحصباء وضمير "بها" راجع الى السنة الشهباء و"سيبا" اى عطاء او ماء جاريا وهو منصوب على انه مفعول ثان لخلت وروى بالرفع على انه مبتدء و"بها" خبره والجملة فى محل النصب مفعول ثان له والمعنى احيت دعوته الارض الميتة لسبب تعرض سحاب اكثر المطر او جاء بالمطر الى ان خلت ايها المخاطب وحسبت الاودية المتسعة فى تلك السنة عطاء وافيا وماء جاريا من البحر لكثرتها وسيلا ساريا من الوادى المنكسر سده لقوته وفيه تنبيه على

ان لدعوته صلى الله عليه وسلم تاثيرا فى ملكوت سمائه وارضه

روى الشيخان عن انس رضى الله تعالى عنه ان رجلا دخل المسجد يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يخطب فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم هلكت الاموال وانقطعت السبل فادع الله تعالى يغيثنا فرفع رسول الله صلى الله عليه وسلم يديه فقال اللهم اغثنا غيثا ثلاثا ولا يرى فى السماء من سحاب ولا قزعة فطلعت سحابة ثم امطرت والله ما رأينا الشمس سبتا ثم دخل من الجمعة المقبلة ورسول الله صلى الله عليه وسلم قائم يخطب فقال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم هلكت الاموال وانقطعت السبل فادع الله ان يمسكها عنا فرفع يديه ثم قال صلى الله عليه وسلم اللهم حوالينا ولا علينا فانقلعت وخرجنا نمشى وسئل انس رضى الله تعالى عنه هو الرجل الاول فقال لا ادرى وقوله عليه السلام "سبتا" بموحدة بين السينين والتاء اى قطعة من الزمان وفى رواية البخارى "ما زلنا نطر الى الجمعة القابلة والقزعة" بفتح القاف والزاء قطعة سحاب وكذا ذكره المحلى

Marfat.com

والانسب بالرواية الاخيرة للبخاري ان يسفر "السبت" بالاسبوع من السبت الى السبت كما ذكره صاحب النهاية ثم قال وقيل اراد مدة من الزمان قليلة كانت او كثيرة

دَعْنِي وَوَصْفِي آيَاتٍ لَهُ ظَهَرَتْ

ظُهُورَ نَارِ الْقِرَى لَيْلًا عَلَى عَلَمِ

"القرى" بكسر القاف الضيافة "والعلم" بفتحتين الجبل ويقرء البيت بفتح الياء الاضافة في "وصفي" "والواو" بمعنى مع في "ووصفي" لان عطفه على الضمير المنصوب يخل بالمقصود والمطلوب والمعنى اتركني يا ملجأ لي بالاختصار في الكلام لانه يتحير اولي الملال والسام في ان ذكر الحبيب لا يشبع منه اللبيب فخلني مع وصف لرسول الله صلى الله عليه وسلم بايات بينات وعلامات واضحات ومعجزات لا تخفى ظهورا بينا في الآفاق في وقت ظلمة الجهل بمحاسن الاخلاق مثل شعاع نار الضيافة على رؤس الجبل للعلامة في الليل الذي هو اداهي للدليل لحصول المحتاجين ووصول المشتاقين من المسافرين والمجاورين والحاصل ان الايات القرآنية والدلالات الفرقانية ظهرت وقت شدة الاحتياج اليها وعت علوا لا يمكن الارتفاع عليها

فَالدُّرُّ يَزْدَادُ حُسْنًا وَهُوَ مُنْتَظِمٌ

وَلَيْسَ يَنْقُصُ قَدْرًا غَيْرُ مُنْتَظِمٍ

"حسنا" و"قدرا" تميزان و"ينقص" روي معلوما ومجهولا و"غير منتظم" حال و"الفا" للتعليل يعني ان اوصاف جماله واسباب كماله في غاية من الاشتهار كما ورد في الاخبار والاثار وانما نظمت بعضها في سلك النظم لانه اضبط واحفظ واقرب الى الفهم كما ان الدر وهو اللؤلؤ المعلوم يزيد حسنه في حالة المنظوم ولا ينقص قدره حال كونه منثورا عند ارباب العلوم

فَمَا تَطَاوَلُ آمَالُ الْمَدِيحِ إِلَى

مَا فِيهِ مِنْ كَرَمِ الْأَخْلَاقِ وَالشِّيَمِ

Marfat.com

"تطاول" اليه اى مدّ عنقه مريد الاطلاع عليه و"الامال" جمع امل وهو الرجاء وهو مضاف الى المديح وهو اسم لما يمدح به وقيل بمعنى الممدوح واللام للعهد او الاستغراق وهو اولى وفى نسخة "امانى" بيا المتكلم ونصب المديح بنزع الخافض والاخلاق الكريمة الخصال الكسبية او الطبعية والشيم المرضية هى الاحوال الوهبية قيل "ما" الاولى استفهامية بمعنى النفى ولا بد من تقدير اى فان تطاول المانى بالمديح الى صفاته الحسنة لا اصلُ الى بيان جميعها وان طال عمرى الف سنة وقيل "ما" نافية والفاء للتعليل وقيل "ما" موصولة والفاء للعطف على وصفى وحاصل المعنى انى اشتغلت من الاشتغال عن وصف حالاته الى وصف ايانه ومعجزاته لان الامال لا تطاول الى اوصافه البهية واخلاقه السنية فاردت ان اتشرف بوصف الايات البينات واترشح من بحر لطائفها برشحات قائضات فالا يدرك كله لا يترك كله ودرك بعض الخير خير من ترك الكل

آيَاتُ حَقٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثَةٌ
قَدِيمَةٌ صِفَةُ الْمَوْصُوفِ بِالْقِدَمِ

"ايات" امامرفوع على انه خبر مبتدا و"من الرحمان" صفة حق والخبر "محدثة" و"قديمة" او على انه خبر مبتدء محذوف اى هى يعنى الايات الموصوفة والباقى اخبار مترادفة او صفة متلاصقة واما منصوب على انه عطف بيان "للايات" فى قوله "دعنى ووصفى ايات" او على المديح وكذلك محدثة وقديمة وصفة الموصوف وفى نسخة "محدثة" بدل "محدثة" ثم لفظ "الحق" صفة مشبهة اى ايات ثابتة وصادقة وصفة الموصوف خبر مبتدء محذوف وهو هى اى هذه الايات المعنى ان ايات القرآنية والكلمات القرانية ايات ثابتة ومعجزات صادقة ونازلة من الرحمن بمقتضى الرحمة على افراد الانسان قال تعالى الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البيان هى محدثة اى نزولها قديمة وجودها وحصولها او محدثة لفظا قديمة معنى وهى صفة الموصوف بالقدم فلا يجرى عليها سمة العدم وفيه رد على المعتزلة حيث قالوا بحدوث كلام الله تعالى القديم وعلى الحنابلة حيث قالوا بقدم الفاظه بل تفوهوا بقدم كتابته ومداده واوراقه وهو فى غاية من السخافة والظاهر بطلانه على طريق البداهة لمن لم يكن من اهل البلاهة فاهل التحقيق فى المسئلة على مذهبين احدهما ان القرآن هو الكلام النفسى واطلاقه على المركب من الاصوات والحروف مجاز وهو مذهب قدماء المشائخ رح ولهذا عرفوه بانه صفة تجلت فى مظهر الحروف والاصوات فباعتبار المظهر حادث وباعتبار صفة المظهر قديم وثانيهما انه يطلق عليهما بالاشتراك وهو بمعنى الاول قديم وبالمعنى الثانى حادث وهذا هو المشهور وهو المذهب المنصور وتمام التفصيل يفضى الى التطويل

Marfat.com

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَهِيَ تُخْبِرُنَا
عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَعَنْ اِرَمِ

يعنى لم تقترن الايات القديمة والبينات الكريمة بزمان من الازمنة ولا حال من الاحوال يعنى من الماضى والحال والاستقبال لانه يلزم من الاقتران اما حدوث الايات او قدم الزمان وهما خلاف ذوق اهل العرفان والحال انها تخبرنا عن الامور المعاد وهو عود الخلق بعد موته يوم التلاق والتناد وعن الامور المبادى وهو المراد بقوله عن عاد ونحو قصة عاد الاولى وهى قوم هود عليه السلام وعن الثانية وهى عاد ارم وامثاله من نحو قوم نوح وثمود والمقصود ان للماضوية والاستقبالية للمفهومة من المعانى القرآنية انما هى بالاضافة الينا والا فالكلام النفسى مبرا عن الحدوث كما هو مقرر لدينا و ايضا ان الايات كما لها بالفاظها معجزة كذلك باعتبار معانيها من حيث الاخبار عن الامور الكائنة فى الازمنة

دَامَتْ لَدَيْنَا فَفَاقَتْ كُلَّ مُعْجِزَةٍ
مِنَ النَّبِيِّينَ اِذْ جَاءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

ضمير "جاءت" راجع الى "كل معجزة" وهو اكتسب التانيث من المضاف اليه يعنى دامت واستمرت الايات القرآنية والمعجزات الفرقانية فصارت فائقة بسبب وصف القدم واخبار معاد وعاد وارم وعدم عروض النسخ والتبديل الذى فى حكم العدم على معجزة حاصلة من النبيين ولو من نبينا صلى الله عليه وسلم اذ جاءت وحديث المعجزة فلا يكون قديمة بصفة موصوفة ولم تدم فان معجزة كل نبى ينقضى بموته وقال تعالى انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون اى من التغيير والتبديل والنسخ والتحويل الحاصل ان الايات قديمة ثابتة ومعجزة دائمة بخلاف غيرها من المعجزات

مُحْكَمَاتٌ فَمَا يُبْقِينَ مِنْ شُبَهٍ
لِذِي شِقَاقٍ وَلَا يَبْغِينَ مِنْ حَكَمِ

"يبقين" بضم الياء ويبغين بفتحها و"شبه" جمع شبهة وهى باطلة يشبه الحق او يريد مشقة الاخرة و"الحكم"

Marfat.com

بفتحتين وهو الحكم وقيل بكسر وفتح جمع حكمة و" محكمات " بالتشديد مبالغة محكمات ويؤيده رواية ومحكمات بالواو مع التخفيف ومنه قوله تعالى كتاب احكمت اياته او التقدير من الايات فيكون اشارة الى قوله تعالى هو الذى انزل عليك الكتاب منه اٰيات محكمت هنّ ام الكتاب واُخر متشابهات وهذا المعنى اوفق وبالبيان الصق والمعنى ان الايات جعله الله تعالى محكمة لا تنسخ ولا تبدل اوجعلها مشتملا على حكم ومثل اوجعلها ذات حكم فيحكم على كل مجمل وحاكمة على غيره من الكتب السماوية والسنن النبوية والاقسية العقلية والاتفاقات الاجماعية اوتدل على الحق والباطل اوتحكم بالحرمة والحل فما يبقين ولا يحلين تلك الايات شبهة من الشبهات الذى خلق للحق من الخلافيات ولا يبغين وفى نسخة "ما يبغين" ولا يطلبن حاكما يحكم بغيرها عليها لظهور براهينها اوحكما زائدة يحتاج اليها لوضوح قوانينها

مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرْبٍ
اَعْدَى الْاَعَادِىْ اِلَيْهَا مُلْقِىَ السَّلَمِ

"حوربت" مجهول من المحاربة بمعنى المعارضة و"الحرب" بفتحتين "الشدة" وقيل انه لغة فى الحرّ و"السلم" بفتحتين الاستلام والانقياد الصلح "الاعادى" جمع الاعداء جمع العدو واعدى افعل تفضيل من العداوة يعنى ما عورض الايات احد قط الا وقد رجع عن معارضتها لاجل كمال بلاغتها وفصاحتها اكبر المعارضين واقوى المعاندين حال كونه ملقيا الة المعارضة وملغيا حالة المعاندة ومسلما لها ظهور المعجزة وخرق العادة تم اعتراء الرعدة للمعارضين وعجز معارضة المعاندين هل هو بعجز وجه عن مقدور البشر لاشتماله على جزالة الالفاظ وحسن المعانى من كمال فصاحته وكونه على طبقات البلاغة فيكون كاحياء الموتى وقلب الحصى وتسبيح الحصى اوبصرف همتهم وان للمعارضة كانت فى مقدورهم ففيه اختلاف ائمة اهل السنة والجمهور على الاول وعليه المعول والثانى مذهب الشيخ ابى الحسن الاشعرى وجماعة من اصحابه وقد رواه الشاطبى فى "الرامة" وعلى القولين تركت العرب المعارضة بما هو مقدورهم اوما هو من جنس مقدورهم لعجزهم عن الاتيان بمثله والا لما رضوا فى البلاء والجلاء والسباء والاذلال والتقريع والتوبيخ وسلب النفوس والاموال وقد اخبر الله تعالى عن تلك الاحوال بقوله وان كنتم فى ريب مما نزلنا على عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صدقين فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التى وقودها الناس والحجارة اعدت للكفرين

Marfat.com

رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوَى مُعَارِضِهَا

رَدَّ الْغَيُورِ يَدَ الْجَانِي عَنِ الْحَرَمِ

"البلاغة" مطابقة الكلام لمقتضى الحال وهو امر يوجب ان يتكلم المتكلم بكيفية مخصوصة "وعارض" الشئ قابله وساواه اياه "والحرم" جمع الحرمة كغرف جمع غرفة وهى مايكون فى حريم الرجل وفى المصراع الاول ايماء الى قول الجمهور وفى الثانى اشعار الى قول غير ففيه دلالة على انه لامانع من القول بان هناك وجوه الاعجاز كما مقرر فى محله يعنى ردت ورفعت بلاغة الايات القرآنية وفصاحة الكلمات الفرقانية دعوى معارضها فضلا عن ظهور معارضتها ووقوع مقابلتها مثل رد الموصوف بكمال الغيرة المنعوت بشدة الحمية يد الجانى وتصرف الخائن الباغى عن دخول حريم حرمة عن الوصول الى حصول حرمه

لَهَا مَعَانٍ كَمَوْجِ الْبَحْرِ فِى مَدَدٍ

وَّفَوْقَ جَوْهَرِهِ فِى الْحُسْنِ وَالْقِيَمِ

"فوق" معطوف على "كموج" صفة "لمعان" المرفوع بالابتدائية ونصبه لازم على الظرفية وان كانت مجازية ونحوه فى كلام الحكيم وفوق كل ذى علم عليم يعنى للايات البينات الموصوفات بالمعجزات مع قطع النظر عن فصاحتها وبلاغتها معان ثابتة كثيرة كموج البحر فى الازدياد وعدم النفاد كما قال الله تعالى لو كان البحر مدادا لكلمات ربى لنفد البحر قبل ان تنفد كلمات ربى يعنى معانيها وبهذا يزول الاشكال القوى الوارد من جهة القبلية فى الايات كما حررناه فى حاشية الجلالين او فى النصرة والامداد فان القرآن يفسر بعضه بعضا كما ان الموج يؤيد بعضه بعضا ولها معان واحكم حسنة وحكم مستحسنة فوق جواهر البحرين نحو اللؤلؤ والمرجان فى الحسن والقيمة عند ارباب البصيرة واصحاب الخبرة قد علم كل اناس مشربهم

فَمَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصَى عَجَائِبُهَا

وَلَا تُسَامُ عَلَى الْإِكْثَارِ بِالسَّأَمِ

Marfat.com

"النساء" "المنتجة وفى نسخة "عجائبه" فالضمير للقرآن و"لا تسام" من السوم اى لا يقابل عجائبه و"على" بمعنى مع و"برى" ولا يقاس و"الاكثار" الاتيان بالكثيرة و"السأم" بفتحتين السامة والملالة يعنى معانى الايات لا تدخل تحت العدولا تضبط معانيها العجيبة فى حيز الحد وهى العبر والحكم والآداب والشيم والمواعظ والبراهين والعوارف والمعارف والترغيب والترهيب والوعد والوعيد والاحكام والامثال الى غير ذلك ولا تعرض الملالة بكثرة التلاوة هوالمسك ماكررته يتضوع وفى الحديث ان لا يخلق عن كثرة الرد ولا تفنى عجائبه ولا تنقضى غرائبه ولا يشبع منه العلماء وفى هذا البيت اشارة الى تفوق حسن معانيها على جواهر البحر حيث يمل راغبها لوجود كثرتها وكثرة قيمتها

قَرَّتْ بِهَا عَيْنُ قَارِيْهَا فَقُلْتُ لَهُ
لَقَدْ ظَفِرْتَ بِحَبْلِ اللّٰهِ فَاعْتَصِمْ

سكن همزة "قاريها" للنظم ثم ابدلت بياء و"القرة" فى الاصل البرودة وهى اعز الاشياء عند العرب ولذا يتمنى قرة العين وبرد العيش يعنى فرح بها قاريها وزاد نوم عينه برويتها حيث يتلذذ بتلاوتها فقلت له على جهة الرغبة او على طريق الغبطة والله لقد ظفرت بما يوصلك الى مرضاته ويرقيك الى درجات جنابه تعالى فاستمسك بالفاظها ومبانيها وتحقيق معالمها ومعانيها والعمل باوامرها ونواهيها

نَارٌ تَلَظّٰى خِيْفَةً مِّنْ حَرِّ نَارِ لَظٰى
اَطْفَاَتْ حَرَّ لَظٰى مِنْ وِّرْدِهَا الشَّبِمُ

"لظى" من اعلى جهنم او طبقة من طبقاتها وهى غير منصرف وما قيل من ان التنوين للضرورة فغفلة عن معرفة الميزان اذ التنوين والالف متساويان فى الوزن و"لظى" الثانية وضعت موضع الضمير لئلا يلتبس اذ لا يحسن التتكيك وفى نسخة "حر لظى" بدل "نار لظى" والثانى انسب بالاطفاء الورد يطلق على ورد القرآن وعلى ورد الماء فاضافته الى الايات يؤيد الاول ووصفه "بالشبم" بفتح المعجمة وكسر الموحدة اى البارد يقوى الثانى فان حمل على الاول فمعنى "الشبم" هو الدافع للحرارة وان حمل على الثانى فتشبيه الايات به لانها سبب حياة الارواح كما انه موجب حياة الاشباح يعنى ان يقرء الايات القرانية ويتبع الاحكام الفرقانية خوفا من حرارة النار منتزلا عن درجة

Marfat.com

الاحرار والابرار اطفات حرها ودفعت ضرها من اجل ۔ ملازمة ورد القرآن الدافع لحرارة النيران وفيه اقتباس من الحديث الوارد انه اذا وقف المؤمن على الصراط يقول النار جُز يا مومن فقد اطفأت نورك لهبى

كَأَنَّمَا الْحَوْضُ تَبْيَضُّ الْوُجُوهُ بِهِ

مِنَ الْعُصَاةِ وَقَدْ جَاءُوهُ كَالْحُمَمِ

عبر عن الماء بالحوض كانه محله فيكون مجازا بذكر المحل وارادة الحال او على حذف المضاف اى ماء الحوض وهو حوض الكوثر والمراد بالوجوه الذوات اذ بيضها بالعصاة وشبههما بالحمم بضم المهملة وفتح الميم جمع حممة كفحمة وهى الفحم يعنى تلاوت الايات القرآنية والعمل بالاحكام الصمدانية فى الدنيوية موجبة لبياض قلوب المؤمنين ونور صدور الموقنين بمنزلة حوض النبى صلى الله عليه وسلم فى الدار الاخرة حيث تبيض وجوه العصاة بالحوض والحال انهم جاؤه سود كالفحم فى حديث الصحيحين فيخرجون منها فيلقون فى نهر الحيوة وفى رواية فيصب عليهم ماء الحيوة اى فيذهب السواد عنهم ويظهر البياض وكذلك الايات بقرائتها والعمل بها تبيض الوجوه كما قال تعالى يوم تبيض وجوه وتسود وجـــوه

وَكَالصِّرَاطِ وَكَالْمِيزَانِ مَعْدِلَةً

فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا فِى النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

يعنى الايات كالصراط فى انها يميز بين المحق والمبطل وكالميزان من جهة العدالة حيث انها تبين حق كل احد كما ينبغى وترفع الخصومة بالوجه الشرعية المقرون بالدليل العقلى فاذا كان كذلك فطلب العدل من غير الايات بين الناس لم يستقم ولم يثبت لان جميع احكام الشرعية راجعة اليها والسنة والاجماع والقياس كلها مبنية عليها .

لَا تَعْجَبَنْ لِحَسُودٍ رَاحَ يُنْكِرُهَا

تَجَاهُلًا وَهُوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

Marfat.com

"الحسود" بفتح الحاء مبالغة الحاسد وهو الذى لا يتعجب ولا يستغرب البتة من يبالغ فى الحسد على النبى صلى الله عليه وسلم كاليهود والنصارى وبعض المشركين حيث ذهب ينكر الايات البينات ويجحد المعجزات الواضحات تجاهلا اى اظهارا للجهل مع العلم بحقيقتها والمعرفة بحقيقتها والحال اذ هذا المنكر المتجاهل عين الماهرين وخير الفاهمين بما اشتملت الايات من انواع الدلالات على صدق الحاكى بما من الله تعالى فانكارها منه عناد له دعا اليه الحسد على نهمة النبوة ومنحة الرسالة كما قال عز وجل ام يحسدون الناس على ما اتيهم الله من فضله فلا عجب فى انكارها للحسد فان الموجود قد ينكر لامر كما فى قوله

قَدْ يُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ

وَيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَآءِ مِنْ سَقَمٍ

"السقم" بفتحتين المرض يعنى قد تنفى العين وجود نور الشمس من اجل علة بها وان شاهدت وحققت ضياءها وكذلك الايات ظهورها اظهر من الشمس ولكن الاعمى لا يبصرها والمخفاش لا تدركها والبليد يستحسنها فلا يلزم من نقصان الرائى نقصان المرئى قال تعالى فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التى فى الصدور وقد ينكر الفم طعم الماء الذيذ المتعارف المعدود بانه حياة كل شى من اجل علة سقم يمنعه عن ادراك لذته وكذلك الذين فى قلوبهم مرض من لا ينفعهم شفاء القرآن ولا يستلذون بطعم الفرقان قال الله تعالى وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ولا يزيد الظالمين الا خسارا فهو كالنيل ماء للمحبوبين ودماء للمحجوبين يضل به كثيرا ويهدى به كثيرا

يَا خَيْرَ مَنْ يَمَّمَ الْعَافُونَ سَاحَتَهٗ[1]

سَعْيًا وَّفَوْقَ مُتُوْنِ الْاَيْنُقِ الرُّسُمِ

"يمم" قصد "العافون" جمع العافى وهو السائل "والساحة" العرصة و"سعيا" حال بمعنى ساعين "وفوق" عطف عليه بمعنى كائنين فوقها و"المتون" جمع المتن وهو الظهر و"الاينق" بتقديم الياء على النون مقلوب "الايق" اصله نوق فقدمت الواو ثم قلبت ياء لمزيد الخفة جمع الناقة و"الرسم" بضمتين وهى الابل التى توثر الارض من شدة

[1] وفى خريدة "كونه صلى الله عليه وسلم خير من يقصد اليه ارباب الحاجات يدل على كونه قاضيا لحاجاتهم ومعطيا لمقاصدهم" ١٢

Marfat.com

الوطنى والمعنى

ياسيّد من قصد السائلون ساحة كرمه وتوجه الطالبون الى فضاء علمه وحكمه مسرعين على اقدامهم ومستعجلين على اقدامهم وراكبين فوق ظهر الناقات القوية كهيئة حجاج الكعبة العلية ياتوك رجالا وعلى كل ضامر ياتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم دنيوية واخروية بمشاهدة بيت الله العتيق وفيه اشارة الى تعميم توجه انواع السائرين الى حضرته وقصد اصناف السالكين الى خدمته صلى الله عليه وسلم من القريب والبعيد فى مسافة الطريق والقوى والضعيف والضيق والفقير والغنى على المجاز والتحقيق

وَمِنْ هُوَ الْاٰيَةُ الْكُبْرٰى لِمُعْتَبِرٍ

وَمَنْ هُوَ النِّعْمَةُ الْعُظْمٰى لِمُغْتَنِمٍ

معطوف على المنادى و"الاية" العلامة تصديق على الدليل يعتبر بها ويقيس منها من يريد ان يميز بين الحق والباطل و"النعمة" بمعنى المنعم به وفى المصراع الاول ايماء الى قوله تعالى وانك لتهدى الى صراط مستقيم ويوضحه البيت الاتى كفاك بالعلم فى الامّيّ معجزة وفى المصراع الثانى ايماء الى قوله تعالى وما ارسلناك الا رحمة للعالمين وبه فسر صلى الله عليه وسلم قوله تعالى فكفرت "بانعم الله" بصيغة الجمع لافادة المبالغة ومحمل معناه ان من تامل فى مبناه فى خلقه الخليق وخلقه الحقيق وتدبر فى جميل اثره وحميد سيره وبراعة علمه وزجاجة حلمه وجملة كماله وجلة خصاله لم يمتر فى صحة نبوته ولم يشك فى صدق دعوته فيغتنم وجوده وما ظهر من علمه وجوده وتكرار النداء لاظهار الرغبة فى الاصغاء وجواب النداء

سَرَيْتَ مِنْ حَرَمٍ لَيْلًا اِلَى حَرَمٍ

كَمَا سَرَى الْبَدْرُ فِى دَاجٍ مِنَ الظُّلَمِ

"سرى" لغة فى اسرى بمعنى سار فى الليل و"ليلا" نصب على الظرفية وذكره للتاكيد وتنكيره للتقليل والمراد من "حرم" الاول مكة شرفها الله تعالى ومن الثانى المسجد الاقصى وليس له حرم فالمراد به مكان محترم و"داج" اسم فاعل من الدجو وهو شدة الظلمة صفة موصوف محذوف اى ليلا داج ومن

Marfat.com

بیانیة والظلم بضم وفتح جمع ظلمة یعنی سریت باسراء اللہ تعالیٰ سیرًا عجیبا وسیرا غریبا کما اشار الیه قوله تعالیٰ سبحٰن الذی اسرٰی بعبدہٖ لیلا من المسجد الحرام المحترم المکی فی ساعة قلیلة من لیلة جمیلة الی المسجد الحرم المعظم القدسی کما دل علیه قوله عزوجل من المسجد الحرام الی المسجد الاقصٰی کسریان البدر وهو القمر فی اوان کمال ظهوره وعلو جماله نوره فی وقت الخفاء عن الاغیار تحت قباب الاستار ووجه التشبیه سرعة السیر فی الوصول الی المقام وکمال الاضاءة فی شدة الظلام والمراد بالظلمة حینئذ مع وجود البدر المبادر الی فهم بعض فضلاء زماننا انه یقتضی التناقض ویوجب التعارض هو الظلمة بالقوة لولا نور البدر فی الطلعة علی ان اللیل لا یخلو عن نوع ظلمة مع حصول نور البدر فی الجملة کما اشار الیه سبحانه وتعالیٰ بقوله وجعلنا اللیل والنهار آیتین فمحونا آیة اللیل وجعلنا آیة النهار مبصرة وقیل ان سیره ورجوعه کان فی ثلاث ساعات اواربع وهٰذا القدر من المعراج بجسمه وحال یقظته صلی اللہ علیه وسلم بالاجماع ومنکره کافر بلا نزاع واما منکره فوقه وهو الذی یذکره بعده فیعد من اهل الابتداع

وَبِتَّ تَرْقَى إِلَى أَنْ نِلْتَ مَنْزِلَةً
مِنْ قَابِ قَوْسَيْنِ لَمْ تُدْرَكْ وَلَمْ تُرَمِ

"بت" ماض مخاطب من البیتوتة وفی نسخة و"ظلت" بفتح الظاء وکسرها اصله ظللت بمعنی صرت. و"ترقی" بفتح القاف ای تصعد و"نلت" معروف من النیل بمعنی الوصول او مجهول من "النول" بمعنی العطاء والاول اظهر وفی روایة اشهر و"القاب" القدر روی بالجر علی الاعراب والنصب علی الحکایة وهو اقرب الی الصواب و"من" بیانیة و"لم تدرک" مجهول من الادراک و"لم ترم" من الروم وهو القصد یعنی کنت فی تلک اللیلة الخفیفة ترقی وتصعد فی المعراج الجلیلة والمصاعد السنیة باختراق السمٰوٰت السبعیة الی ان وصلت منزلة ومرتبة بعلیه هی قدر قرب قوسین عند تلاقی الطرفین من رب الکونین وهو کنایة عن کمال القرب والمراد قرب المکانة لا المکان لتنزهه تعالیٰ من المکان والزمان او یقال من عرش الرحمٰن او من مقام الوحی علی وجه الامتنان وترک "او ادنی" بمعنی بل اقرب" الی الملک الاعلی من ضرورة الشعر وفی الحکایة المتقدمة اشعار بانه صلی اللہ علیه وسلم لم یدرک تلک المنزلة العلیة بالمکاسب الاجتهادیة من الفضائل العلمیه

لہ لما قرب صلی اللہ علیه وسلم قال اللهم ما انت تفعل بامتی. قال اللہ تعالیٰ من سألنی اعطیته ومن توکل علیّ کفیته وفی الدنیا استوعل الصیاد وفی الاخرة استعملہ فیهم "ولولا ان الحبیب یحب محاسبة حبیبه لما حاسبت امته" خربوتی و سیوطی — ۱۲

Marfat.com

والعملية وانما حصلت له بالمواهب اللدنية ولم تقصد ولم تطلب تلك المرتبة الجلية لغيره من الانبياء فضلا عن الاولياء واختلف فى هذه الترقى هل كان جسمانيا او روحانيا وهل راى ربه الكريم الجليل بعين البصر او بعين البصيرة ومتى كان وكم كان وكيف كان من تفاصيل قصه المعراج يعرف من كتب السير لاهل الاحتياج والمحتاج

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيعُ الْأَنْبِيَآءِ بِهَا

وَالرُّسُلُ تَقْدِيمَ مَخْدُومٍ عَلَى خَدَمِ

"الرسل" مجرور على الصحيح وهو بسكون السين مخفف المضموم جمع رسول وهو اخص من "النبى" يعنى قدمتك جميع الانبياء وسائر الاصفياء بسبب تلك المنزلة العلية والمرتبة الجلية تقديمها مثل تقديم المخدوم على الخدام وتسليم المقتدين فى الاحوال بالامام واختلف ان الامامة فى المسجد الاقصى او فى السموات العلى ولا مانع من الجمع ايماء الى مقام الجمع فى عالم الملك والملكوت بتوفيق الحى الذى لا يموت

وَأَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ

فِى مَوْكِبٍ كُنْتَ فِيهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

والواو حالية و"تخترق" المرور والعدول الى المضارع استحضارا للحال الماضية و"الموكب" بكسر الكاف جماعة الفرسان و"العلم" الراية ويقرء فيه بالاشباع يعنى وانت تقطع السموات السبع التى تطابق بعضها بعضا او بعضها فوق بعض ماخوذ امن قوله سبع سموات طبقا حال كونك مارا بالانبياء او بارواحهم ففى مسلم انه مر فى السماء الدنيا بآدم وفى الثانى بعيسى ويحيى وفى الثالثة بيوسف وفى الرابعة بادريس وفى الخامسة بهارون وفى السادسة بموسى وفى السابعة بابراهيم عليهم التحية والسلام والاكرام فى جمع عظيم بهيئة عظيمه وهيئة كريمة اذ كان معه جبريل عليه السلام ويعبر عنه بالجمع كقوله تعالى فنادته الملئكة فانه فسر بجبريل واقيم مقام الجمع من الكرام وقوم من العظام كنت فيه اى فى ذلك الموكب صاحب العلم اى مشار اليه والمدار عليه و"العلم" الرمح فى راسه راية ليكون على صاحب الملك علامة واية وقد كان جبرئيل عليه السلام يستفتح فى كل سماء بتمجيد الممجد المجيد فيقال له ومن معك فيقول محمد

Marfat.com

حَتّٰى اِذَا لَمْتَدَعْ شَاوَالْمُسْتَبِقْ

مِّنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقَالْمُسْتَنِمْ

"حتى" غايه للاختراق و"اذا" ظرفية مجازية اى انت دخلت الباب وقطعت الحجاب الى ان لم تترك غاية للساع الى السبق من كمال القرب المطلق الى جناب الحق ولا تركت موضع رقى وصعود وقيام وقعود لطالب رفعة عالم الوجود بل تجاوزت ذلك الى مقام قاب قوسين اوادنى فاوحى اليك ربك من الحكمة ما اوحى

خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ

نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمْ

هذا البيان فى اختصاصه بالدنو المشار اليه بقوله اوادنى وبالمحبة الذاتية الالهية التى هى اعلى المقامات واغلى وقوله "خفضت" جواب اذا على شرطيتها وبدل من قوله لم تدع على تقدير ظرفيتها و"الخفض" حط رقبة و جعل شئ تحت شئ ومنه الخفض فى الاعراب و"الاضافة" الالصاق والنسبة و"اذ" متعلق بالاضافة والمعنى خفضت كل مقام ومرتبة من مقامات الانبياء عليهم السلام ومراتب الاصفياء ببركات اضافتك الى الحضرة العلية ونسبتك الى المحبة الالهية وبالاضافة الى مقامك الجلى او بنسبة حالك العلى حين ناداك بالرفع الى مقام الاعلى المعتبر عنه بقوله قاب قوسين اوادنى مثل المفرد العلم فى التعظيم والمشار اليه المشهور بالتكريم فيما افرد به من بين افراد جنسه وتميز عن اقرانه بامداد النسبة ولا يخفى ما فى البيت من الصيغ الايمائية الى الاصطلاحات النحوية من الخفض والرفع والاضافة والنداء والمفرد والعلم والمناسبات الجلية

كَيْمَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَيِّ مُسْتَتِرٍ

عَنِ الْعُيُوْنِ وَسِرٍّ اَيِّ مُكْتَتِمْ

علة غائية لقوله "سريت وبت" الى آخره وصلت ذلك المنتهى اى منزلة قاب قوسين اوادنى لتفوز بوصل من الله وقطع عما سواه اى مستتر عن العيون اى عن عيون الخلق و"سر" اى بحصول سر عظيم من اسرار

Marfat.com

المحبوب ومن آثار المطلوب" اى مكتتم "اى خفى عن اسرار الاغيار و"اى" فى الموضعين مجرور صفة لما قبلها دالة على معنى الكمال اى بوصل كامل فى الاستتار وسر كامل فى الاكتتام واللام مقدرة قبلها و"ما" زائدة على الوجهين قال الشيخ جلال الدين المحلى وهذا السر ماخوذ من حديث علمنى ربى ليلة الاسراء علوما شتى

فعلمت اخذ علىّ كتمانه وعلم خيرنى فيه وعلم امرنى ان ابلغه قال على رضى الله فكان يسر الى ابى بكر وعمر وعثمان والىّ ما خير فيه [1]

ذكره جمع من الشراح ولم اقف له على اصل فى كتب الحديث ولا ينافى ما رواه البخارى عن ابى جحيفة قال قلت لعلىّ كرم الله تعالى وجهه هل عندكم شئ من الوحى ماليس فى القرآن قال لا والذى خلق الجنة وبرأ النسمة فيهما يعطيه الله رجلا فى القرآن وما فى هذه الصحيفة قلت وما فى هذه الصحيفة قال العقل وفكاك الاسير وان لا يقتل مسلم بكافر وفى البيت / يا أُلى رويته لربه ومناجاته بربه واختلف فى انه راه بعينه اوبقلبه اورأى جبرئيل فى صورته وكذا فى مناجاته وانه يناجى ربه اوجبرئيل والاصل فيها قوله تعالى ماكذب الفؤاد ما راى وقوله تعالى فاوحى الى عبده ما اوحى على ما يبين فى التفاسير وليس المراد من القرب وصل القرب المكانى الوصل الصورى بل ظهور اعظم منزلته واشراق انوار معرفته ومشاهدة اسرار غيبته وقدرته والتخلق باخلاقه وقصر النظر على مطالعة جماله وشهود كماله

فَحُزْتَ كُلَّ فَخَارٍ غَيْرَ مُشْتَرَكٍ

وَجُزْتَ كُلَّ مَقَامٍ غَيْرَ مُزْدَحَمِ

"حزت" و"جزت" كلاهما على وزن قلت والاول بالحاء المهملة من حاز جمعة والثانى بالجيم من جاوزه اى تجاوز عنه و"الفخار" بكسر الفاء ما يفتخر به من الفضائل والفواصل والشمائل اومصدر بمعنى المفاخرة و"غير" اما مجرور صفة لما بعده واما منصوب على انه صفة "كل" اوعلى انه حال فى الموضعين من الفاعل و"المزدحم"

---

[1] قال بعض اهل الحال لو بين كلمة من تلك الاسرار لجميع الاولين والاخرين لماتوا جميعا من ثقل ذلك الوارد الذى ورد من الحق على قلب عبده وتحمل ذلك المصطفى صلى الله عليه وسلم بقوة ربانية ملكوتية لاهوتية البسه الله تعالى اياها ولولا ذلك لم يتحمل نوقة منها انتهى خربوتى ١٢

Marfat.com

والمشترک اسم مفعول بمعنى المصدر قيل المراد من الفخار الغير المشترک مثل الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة والکوثر والشفاعة العظمى والمقام المحمود واللواء الممدود الى غير ذلک ومن المقام الغير المزدحم مقام المحبة وختم النبوة والمعراج والرسالة العامة وامثالها والمراد مقام العارفين الواصلين المسماة عندهم منازل السالکين والسائرين التى لايمکن التعبير عنها ولا الاشارة اليها فمن احب

ان يدرکها فليجاهد ليشاهد

فان الخبر ليس کالمعاينة والمقابلة کالمبائنة وهذه الدرجة تنتهى بالفناء فى التوحيد والاستغراق فى بحر التفريد وقنا الله من حجاب العين الى قاب العين

فَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّيتَ مِنْ رُتَبٍ

وَعَزَّ إِدْرَاكُ مَا أُولِيتَ مِنْ نِعَمٍ

"وُلِّيتَ" اى جعلت واليا و"اوليت"[1] اى "اعطيت" و"الادراک" الاحاطة بالشئ ذاتا وصفة و"المقدار" مايقدر به کيفية وکمية والرتب جمع الرتب و"النعم" جمع النعمة قيل المصراع الاول اشارة الى قوله تعالى فاوحى الى عبده ما اوحى والثانى عبارة عن قوله تعالى لقد راى من ايات ربه الکبرى وفى تفخيمهما ايماء الى ان الافهام تحيرت عن تفصيل تفسير ما اوحى والاحلام ناهت فى تبيين تعيين ايات الکبرى

بُشْرَى لَنَا مَعْشَرَ الْإِسْلَامِ إِنَّ لَنَا

مِنَ الْعِنَايَةِ رُكْنًا غَيْرَ مُنْهَدِمِ

"بشرى" مصدر اريد ما يحصل به المسرة المغيرة للبشرة وهى الحالة البسطية والبهجة الصالحة ونصب "معشر الاسلام" على الاختصاص کما فى قوله صلى الله عليه وسلم نحن معشر الانبياء لانورث وقيل هو هنا منادى و"ان" بالکسر للتعليل والمراد من "العناية" الالطاف الخفية الازلية التى تورث السعادة

---

[1] فى قوله ما اوليت من نعم اشارة الى اعطائه تعالى لمصلى الله عليه وسلم فيها علم الاولين والاخرين خزينوى من روح البيان - ١٢

Marfat.com

الجليلة الابدية و"ركن" الشئ جزؤه الذى يستند اليه ومرجعه الذى يعتمد عليه والمعنى تباشير صبح السعادة والاقبال ومناشير البشر والبشارة والاجلال اشرقت لمعاشر الاسلام من اقوام العرب وجماعات الاعاجم حيث خصوا بركن ركين متين ودين ناسخ راسخ الى اليوم الدين [1]

لَمَّا دَعَى اللّٰهُ دَاعِينَا لِطَاعَتِهٖ

بِاَكْرَمِ الرُّسْلِ كُنَّا اَكْرَمَ الْاُمَمِ

"دعى" بمعنى سمى والله فاعله و"داعينا" مفعوله وسكون الياء ضرورة وقد جاء فى غير الضرورة فى قولهم اعط القوس باريها و"لطاعته" متعلق لداعينا و"اللام" بمعنى الى وضميره لِلّٰه و"باكرم" متعلق "بدعا" و"الرسل" بسكون السين لغة فى ضمها جمع رسول وقيل داعينا بدل من الفاعل ولطاعته متعلق بدعا وكذا قوله باكرم الرسل لكونه واسطة بيننا وبين الله وبمعنى قولهم كنا اكرم الامم اى عند الله لان شرف الامة بشرف نبيها صلى الله عليه وسلم وفى التنزيل كنتم خير امة اخرجت اى انتم والناظم اشار اشارة خفية الى المفهوم من كون الامة موصوفا بنعت الخيرية ان يكون رسولهم منعوتا بنعت الاكرمية ولكن عكس القضية الاستدلالية اجلال لمرتبة الرسالة العلية المصطفوية المرتضوية فان كوننا خير امة من بقاجائزة وجدوى متابعته وان تكريم التبع من تكريم المتبوع على مقتضى المعقول المشروع ولما فرغ من قضية المعراج وما يتعلق به من حصول الوصول وبلوغ المنى والمراد شرع فى بيان غزواته وشجاعة سرايته ومجاهداته الجهاد ومكابدة الكباد لدفع اهل الكفر والعناد والزيغ والفساد فقال

رَاعَتْ قُلُوبَ الْعِدٰى اَنْبَاءُ بَعْثَتِهٖ

كَنَبْاَةٍ اَجْفَلَتْ غُفْلًا مِّنَ الْغَنَمِ

"الروع" بمعنى التخويف و"العدى" بكسر العين مقصورا اسم جمع للعدو و"الانباء" جمع النبأ وهو

---

[1] من خصائص هذه الامة انهم يدخلون قبورهم بذنوبهم ويخرجون منها بلا ذنوب لانها تغفر لهم باستغفار المؤمنين لهم" ١٢ من خريطة

Marfat.com

خبر الذى فيه شان "والبعثة" الرسالة "ونبأة" صوت الاسد "والاجفال" الارعاج عدوا واضرابا "والغفل" بضم المعجمة جمع غافل كنازل والمعنى خوفت اخبار نبوته واثار رسالته قلوب اعداء الدين من الكفار والمشركين مثل صيحة الاسد افزعت الاغنام الغافلة حيث تنزعج وتفر بمجرد صوته بدون سطوته وقيد الغفلة لزيادة تاثير الهيبة وفيه اشارة الى حديث الصحيحين نصرت بالرعب مسيرة شهر وروى الطبرانى نصرت بالرعب شهرين والمراد فى شرح العمدة لابن الملقن ورويناه نصرت بالرعب شهرا امامى وشهر خلفى ويقابل ذلك اليمين والشمال فيكون المراد بالاول شهرا من كل جهة

مَازَالَ يَلْقَاهُمْ فِي كُلِّ مُعْتَرَكٍ

حَتَّى حَكَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلَى وَضَمِ

"يلقاهم" يقرء باشباع الميم "والمعترك" على صيغة المفعول بمعنى المعركة "وحكاه" شابهه "والقنا" الرمح "والوضم" بفتح المعجمة خشبا يقطع القصاب اللحم فيضعه عليه ليرغب المشترى يعنى مازال النبى صلى الله عليه وسلم جاهدا اعداء الاسلام فى كل معركة وملحمة ومقام حتى تركهم القتل على رؤس القنا مشابهين اللحم الموضوع على الخشب المعلق من السماء عبرة للناظرين ونزهة للمتفرجين وفى تشبيه الاصحاب بالقصاب وتشبيه الكفار بالغنم مبالغة فى كمال شجاعة احبائه ودلالة على جبن قلوب اعدائه

وَدُّوا الْفِرَارَ فَكَادُوا يَغْبِطُونَ بِهِ

أَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرَّخَمِ

"الغبطة" ارادة نعمة مع عدم ارادة زوالها عن صاحبها "واشلاء" "كاشياء" جمع شلو بكسر الشين وهو العضو وشالت بمعنى ارتفعت "والعقبان" بكسر العين جمع العقاب بالضم وهو والرخمة نوعان من الطير يقعان على الميت ياكلان منه ويحملان لفراخهما يعنى الكفار تمنى الفرار عن سيد الابرار وسند الاخيار الذى يتمنى خدمة الاحرار فقاربوا من كمال تقزعهم وضعف جوفهم ان يتمنوا ان يحصل لهم ما حصل للاعضاء حيث ارتفعت بها الطيور الى الهوى ليخلصوا من جهاد سيد الانبياء واصحابه سادات الاولياء

Marfat.com

تَمْضِيْ اللَّيَالِيْ وَلَا يَدْرُوْنَ عِدَّتَهَا

مَا لَمْ تَكُنْ مِّنْ لَيَالِيْ الْاَشْهُرِ الْحُرُمْ

اى تمرّ الليالى بايامها وتنقضى الاوقات باعلا مها ولا يعلم الكفار عددها من شدة هموم اجتهادهم بمجاهدة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم وحسنا عددها مالم تكن الليالى من ليالى الاشهر الحرم وهى رجب وذو القعدة وذو الحجة والمحرم فانهم يدرونها بامساك النبى صلى الله عليه وسلم القتالى فى الشهر الحرام وفى العدول عن الاوقات والايام الى الليالى ايماء الى سوء حال اوقاتهم فان ظلمة الزمان وسواده كناية عن ذلك واشارة الى ان قتالهم فى الليالى التى مكان راحتهم وزمان استراحتهم كانت كذلك فكيف زمان ايامهم المشوشة عليهم بانواع الكدورات واصناف الضرورات

كَاَنَّمَا الدِّيْنُ ضَيْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ

بِكُلِّ قَرْمٍ اِلَى لَحْمِ الْعِدَا قَرِمٍ

"القرم" بفتح القاف وسكون الراء السيد وبكسر الراء مشديد الاشتهاء الى اللحم اى انما الكفار وقعوا فيما وقعوا من وهنهم لان دين الاسلام مثل فى اعينهم بتمثال سلطان نزل ضيفا فى ساحة دارهم مستوليًا على خط بلادهم وديارهم ومعه من جنودهم كل سيد مطاع حريص لاكل الاعداء وسند شجاع مهيب فى عيون الاشقياء فلم يعلموا ماهو فقلقوا وتاهوا وفيه ايماء الى ان الدين يجب القيام بخدمته لوصوله والاختتام بحضرته وحصوله والافضل الانتقال الى قلوب ارباب الكمال وفيه اشعار بان الضجيج من الضيف واهل الارتحال ملة الكفار والجهال

يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيْسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ

تَرْمِيْ بِمَوْجٍ مِّنَ الْاَبْطَالِ مُلْتَطِمْ

"الجر" الجذب والقود و"الخميس" جيش عظيم له خمسة اركان مقدمة وساقة وقلب وميمنة وميسرة

Marfat.com

والجيش يشبه فى المهابة والجريان والاهلاك واللمعان وتموج بعضه ببعض فى الميدان والهيجان وجراء العسكر من يرون فى الهيجان بحكمه ويصدرون عنها بامرة و"فوق سابحة" "صفة "بحر" اى طائفة جارية من الفرس والابل وكذا ترمى بموج والباء للتعدية كما فى قوله تعالى ترمى بشرر والضمير فى "ترمى" الى البحر و"الخميس" لا الى السابحة كما توهم والموج ما يحصل من التلاطم والاضطراب و"من" بيانية و"ملتطم" صفة "موج" اى ضارب بعضه على بعض من شدة الهيجاء وقوته و"الالتطام" هنا مضافة الابطال عند المسابقة واصطكاك اسلحتهم و"الابطال" جمع بطل وهو الشجاع والمعنى مازال النبى صلى الله عليه وسلم يجر جند الخمسا مشبها بحر يموج ويجرى على خيول رائقة وبوق خائضة فى ميدان المعارك ومضمار المهالك تقبل وتدبر فى اوانه ومكانه وتوصل وتحمل فى زمانه وذلك البحر ترمى موجا متلاطما بتلاحق وهو الابطال الذى تتصادم وتتسابق وتتصاكك اسلحتهم وتتلاصق

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ

يَسْطُو بِمُسْتَأْصِلٍ لِلْكُفْرِ مُصْطَلِمٍ

يقال "ندبه" دعاه و"انتدب" اجاب واما ما قال جلال الدين المحلى من انه بفتح اللام بمعنى مدعو فهو فى غير محله واغترب الشيخ زكريا حيث تبعه ولم يتعقبه فى القاموس ندبه الى الامر كنصره دعاه وحثه ووجهه و"انتدب لله" لمن خرج فى سبيله اى اجابه الى غفرانه و"الاحتساب" طلب الثواب والاجتهاد فى تحصيل النية وتحصيل الاخلاص و"الحسبة" الاجر فقيل "لله" متعلق بمحتسب والاظهر تعلقه "بمنتدب" لان الاختصاص مفهوم بنية الاحتساب بخلاف الانتداب ويحتمل التنازع "ليسطوا" اى يصول و"استاصله" قلعه من اصله و"اصطلمه" اهلكه و"من كل" بدل من قوله من الابطال او بيان لها وهو الاوجه فان هذا البيت مسوق لوصف تلك الابطال بالهمم العالية والمقاصد الغالية كما ان البيت الاول سوق لوصف الجيش بكسر العدو وغاية السدود ونهاية الممد اولئك الابطال المهرة فى ابطال اهل ضلالهم كل مجيب لدعوة الحق بالرغبة الكاملة والمجتهد فى اخلاص النية بالحسبة الشاملة يصول ويجول بقوته وبقدرته تعالى يجول ملتبسا بمستاصل للكفر واهله ومصطلم للباطل من اصله ونسله من ايات القتال من سيف ورمح ونصل

حَتّٰى غَدَتْ مِلَّةُ الْاِسْلَامِ وَهِيَ بِهِمُ مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُولَةَ الرَّحِمِ

"حتى" غاية "ليجر" وهى "بهم" حالية "موصولة الرحم" صفت موصوف محذوف اى ذات رحم موصولة الرحم وهى

Marfat.com

خبر لغدت "الرحم" القرابة وصلة الرحم رعاية الاقارب بصلة اوزيارة وزيادة اوتعهد اوتفقد ونحوها مما يلتمسون منه ورد صلوا ارحامكم ولو بالسلام و"من بعد" متعلق "بغدت" والمعنى مازال النبى صلى الله عليه وسلم يجر الجيوش والرايا وبخيف الخيول والمطايا حتى صارت ملة الاسلام والحال انها ملتبسة بهم لايفارقهم فى شدة الفزع ولاكثرة الدفاع وبقيت ذات شوكت واعوان بعد كونها غريبة ذات عجز وهوان فالمراد من الغربة والوصلة لازمهما فى المقام اعنى الاهانة والاكرام وفيه ايماء الى قوله صلى الله عليه وسلم بدء الاسلام غريبًا و سيعود كما بدا فطوبى للغرباء رواه مسلم وبدا بالهمزة اى جاء وظهر بين قوم لايقومون به فهو مقطوع الرحم قام به الصحابة رضى الله تعالى عنهم فوصلوا رحمه وشكروا نعمه

مَكْفُولَةً اَبَدًا مِّنْهُمْ بِخَيْرِ اَبٍ

وَّخَيْرِ بَعْلٍ فَلَمْ تَيْتُمْ وَلَمْ تَئِمْ

"مكفولة" خبر ثان او خبر مبتدا محذوف فهو هى ومعناها محفوظة فضمير "منهم" راجع الى الكفار او متكلفة فالضمير الى النبى صلى الله عليه وسلم المختار ويريد بالاب والبعل سيد المرسلين وبعده الخلفاء الراشدين وبعدهم العلماء المجتهدين والامراء المجاهدين يقال يتم الولد بكسر الفوقانية يتيم بفتحها اذا مات ابوه وهو نظير امة المرأة تيئم كباعت بتيع اذا خلت من زوجها ومنه قوله تعالى وانكحوا الايامى منكم وقوله ابدا ايماء الى انها مصونة عن النسخ والتبديل والمعنى صارت ملة الاسلام محفوظة بكفالة الله تعالى من جهة النبى صلى الله عليه وسلم بان يجعلها دائما فى حضانة مربى مشفق وحماية قيم موفق بل هى ابدا منصورة باولى العلم اصحاب العدل والكرم والحلم مصونة بحماية الملك الجليل فنعم الكفيل والوكيل

هُمُ الْجِبَالُ فَسَلْ عَنْهُمْ مَّصَادِمَهُمْ

مَاذَا رَاَى مِنْهُمْ فِىْ كُلِّ مُصْطَدَمِ

"هم الجبال" تشبيه البليغ كما فى زيد الاسد ووجه التشبيه الثبات والتمكن والقرار من غير قرار والصلابة والعظمة والهيبة والمعدلة "والمصادمة" "المقارعة و"المصطدم" مصدر او اسم مكان او زمان و "ماذا راى" بدل من ضمير "عنهم" و"منهم" فى البيت يقرا بالاشباع "والفا" فى "سل" جواب شرط محذوف اى

Marfat.com

ان لم تصدقني فسل عنهم مصادمهم فان مصادمهم الجبال ينكر ويهلك اويتاخر وانهزم في الحال فسل عنهم ماذا راوا من الرجال كالجبال من الثبات في شدة والصبر في المحنة والشكر في النعمة في كل معركة وزمان حركت وفي نسخة "مصادمهم" بفتح الميم اى مواضع حربهم و"ماذا راى" بصيغة الافراد اى كل واحدة من الامكنة وهو انسب بالبيت الاتى على طريق العطف التفسيري اومن عطف الخاص على العام

فَسَلْ حُنَيْنًا وَّسَلْ بَدْرًا وَّسَلْ اُحُدًا
فُصُوْلَ حَتْفٍ لَّهُمْ اَدْهٰى مِنَ الْوَخَمِ

"حنين" واد بين مكة والطائف و"بدرا" موضع بين مكة والمدينة و"احد" جبل بقرب المدينة و"فصول" بدل اوخبر محذوف اى اسئل اهل هذه الامكنة من الذى اطلعوا على وقائع تلك الازمنة حيث وجد فيها انواع هلاك للاعداء واصناف بلاء اشد اصابة من الوباء وتفصيل هذه الغزوات في كتب السير مسطور وفي بعض التفاسير مذكور قيل وذكر الاحد غير مناسب لما وقع فيه من الهزيمة واجيب بان الشجاعة انما تعرف حال الكسر بالثبات والتحفظ واى شجاع اقوى من حالهم ان بعد الهزيمة ثبتوا حتى رجع الكفار خائبين الى بلدهم ولم يقدروا على الاستيصال بعون الملك المتعال والاحسن ان يقال ان المؤمنين غلبوهم اولا ثم لما تفرقوا الى الغنيمة وترك رماة المسلمين المراكز ومحل القرار رجع الكفار بعد الفرار ودخلوا من ورائهم فوقع ماوقع من قتالهم ومع هذا اثبتهم الله تعالى بالتحفظ من اعدائهم والتخلص من استيصالهم اولا واخرا وظاهرا وباطنا والحمد لله على ذلك

اَلْمُصْدِرِيْ الْبِيْضَ حُمْرًا بَعْدَمَا وَرَدَتْ
مِنَ الْعِدٰى كُلَّ مَسْوَدٍّ مِّنَ اللِّمَمِ

"اصدره" عن المنهل اخرجه و"اورد" فيه ادخله و"ورد" فيه دخل و"ما" مصدرية و"المصدري" مضاف الى "البيض" ولهذا سقط نونه وهو منصوب بتقدير "اعني" او امدح و"البيض" السيوف المصقولة ويجوز نصبه كماقرء والمقيمي الصلوة وحذف النون تخفيف و"حمرا" حال من البيض اى ملطخة بالدماء و"من العدى" حال من "كل" و"من" للتبعيض وهو مفعول "وردت" و"من اللمم" بيان مسود و"اللمم" جمع لمة وهي الشعر

Marfat.com

المرسلة الى المنكب والمراد منتهاها وفيه ايماء الى ان الكفار المقتولين غالبتهم شبابا

وَالْكَاتِبِيْنَ بِسُمْرِ الْخَطِّ مَا تَرَكَتْ
اَقْلَامُهُمْ حَرْفَ جِسْمٍ غَيْرَ مُنْعَجِمِ

"الكاتبين" عطف على "المصدري" اى الطاعنين بسمر الخط "وهى الرماح جمع اسمر والخط شجرها وقيل موضع باليمامة يجلب اليه من الهند ما تركت اقلامهم اسلة رماحهم حرف جسم من الكفار اى طرفه غير منعجم اى بلا اثر و"غير" بالنصب صفة "لحرف" وبالجر صفة "لجسم" والجملة المنفية حال من سمر على رواية اقلامهما اى غير تاركة اقلامهم ويحتمل ان يكون استينافية و "ما" موصولة مفعول "للكاتبين" والعائد الى "ما" محذوف ولا يخفى ما فى طى البيتين من لطائف العبارة وظرائف الاشارة ويحمل معناهما ان الاصحاب الذين هم اولوا الالباب بتوفيق رب الارباب يوردون السيوف فى اعناق الاعداء مبيضة ويصدرونها بتلطخ دمائهم محمرة ويكتبون على اصفحات رقاع وجوههم منشور الخسارة باقلامهم الرماح الخطية الماونة عن الانكسار وما تركت هذه الاقلام طرف جسم منهم محملة بلا نقطة ولا منبت شعر منهم مجملة بلا طعن

شَاكِي السِّلَاحِ لَهُمْ سِيْمَا تُمَيِّزُهُمْ
وَالْوَرْدُ يُمْتَازُ بِالسِّيْمَا مِنَ السَّلَمِ

"شاكى السلاح" صفة "المصدري البيض" او بدل منه او حال عنه اى تامة وقيل حادية وهو اسم فاعل من "الشوكة" بعد القلب والسيما هى العلامة "والسلم" شجر يشبه شجر الورد يمتاز الورد عنه بحسن الخلقة وبهاء المنظر وطيب الرائحة وقيل شجر ذو شوكة يكون فى البادية وقيل مطلق الشجر والمعنى هؤلاء الشجعان اصحاب الابرار باعداد الاسلحة وامداد القوة اشداء على الكفار رحماء بينهم بالتواضع و الانكسار والصبر والايثار يمتازون فى عين الاحباء من الاعداء بحسن السيماء كما يمتاز الشجر من الشجر والشجر من القرفهم ازهار حدائق الوجوه سيماهم فى وجوههم من اثر السجود

تُهْدِي اِلَيْكَ رِيَاحُ النَّصْرِ نَشْرَهُمُ فَتَحْسِبُ الْوَرْدَ فِي الْاَكْمَامِ كُلُّكُمِ

Marfat.com

يقرء البيت باشباع ضمة ميم "نشرهم" و"تحسب" بكسر السين وفتحها "والاهداء" ارسال الهدى والمراد برياح النشر بكاته وثمراته وقد يراد بالرياح الدولات قال الشاعر

اذا هبت رياحك فاغتنمها ٭ فعقبى كل عاصفة سكون

والمراد بنشرهم اخبارهم الطيبة و"الاكمام" جمع كم بكسر الكاف وهو الغلاف و"الكمى" الشجاع وهو بتشديد الياء قيل خفف للضرورة قوله "فتحسب الزهر" من قبيل تشبيه المقلوب اى تحسب كل كمى فى الدروع زهرا فى الاكمام وفيه ادعاء ان نشرهم اخذ المشام بحيث كلما وصل اليها رائحة طيبة تظنها نشرهم وقيل كل كمى مفعول اول لتحسب وما قبله الثانى والزهر فى اكمامه احسن منظرا واطيب رائحة منه فى الخارج

كَأَنَّهُمْ فِي ظُهُورِ الْخَيْلِ نَبْتُ رُبًا
مِنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَا مِنْ شِدَّةِ الْحُزُمِ

"الربى" جمع ربوة بتثليث الراء وهى ما ارتفع من الارض و"نبتها" اثبت فى الارض نبت غيرها لطول عهد فقه حتى يصل الى الماء بخلاف نبت غيرها فى ظهور اثبت من غيرهم لكن من شدة الحزم بكسر الشين وفتح الحاء اى من قوة الثبات ومراعاة الاحتياط لا من "شدة الحزم" بفتح الشين وضم الحاء والزاء جمع حزام وهو ما يشتد به السرج وغيره على ظهر الدابة بالربط التام والاستحكام التمام

طَارَتْ قُلُوبُ الْعِدَى مِنْ بَأْسِهِمْ فِرَقًا
فَمَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْبَهْمِ وَالْبُهَمِ

"فرقا" بفتحتين اى خوفا وفزعا وهو تمييز من نسبة الطيران الى القلوب والبهم بفتح الباء وسكون الهاء جمع بهمة وهى السخلة ولد الغنم والبهم بضم ففتح جمع بهمة بضم فسكون بمعنى الشجاع والمعنى ان قلوب الاعداء اضطربت من اجل شدتهم فى الحرب فنزعت الى ان صارت لا تميز بين المذكورين ولا تفرق بين المسطورين لان نظرهم محصور على الظاهر ولا يفرقون بين القذر والطاهر واما المؤمنون فبنظرهم الدقيق المقرون بالمعنى الحقيق يميزون بين المحق والمبطل ويفرقون بين الحق والباطل قال الله تعالى وما يستوى البحران وان كان فى نظر الحيوان انهما مستويان هذا عذب فرات وهذا ملح اجاج ومن لم يذق لم يعرف ومن يغترف يعترف

Marfat.com

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ

اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمٖ

"النصرة" مصدر بمعنى المفعول و"الاسد" بضم الهمزة وسكون السين جمع اسد "الاجام" بالمد جمع اجمة وهى ارض كثير القصب و"يجم" بفتح الياء وكسر الجيم من وجم اى يسكن من حزن او يسكت منها والشرط الثانى وجوابه جواب الاول وليس هذا من توالى الشرطين المشهورتين ثانيهما حال من الاولى وان الجواب له نحو ان جئتنى ان تاديبت اكرمتك اى ان جئتنى متاديبا اكرمتك ولا بد من تقديم التاديب على المجئ ليتحقق مقارنته له ونحوه ولا ينفعكم نصحى ان اردت ان انصح لكم ان كان الله يريد ان يغويكم والمعنى

من يكن نصوته واعانة وقوته واغاثته على محاربة الاعداء بواسطة سيد الاحباء ان تلقه جميع افراد الاسد المشهور بالشجاعة والمهابة فى مجالسها المسماة بالغابة وهى فيها اجرع منها فى غيرها فى ايصال الكابة يسكن على حاله ولا يتحرك خوفا منه فى ماله وفى هذا

البيت اشعار

بما روى محى السنة فى شرح السنة عن ابن المنكدر ان سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم اخطأ الجيش بارض الروم واسر به فانطلق هاربا يلتمس الجيش فاذا هو بالاسد فقال يا ابا الحارث انا مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم كان من امرى كيت وكيت فاقبل الاسد له بصبصة حتى قام الى جنبه كلما اسمع صوتا اهوى اليه ثم اقبل يمشى الى جنبه حتى بلغ الجيش ثم رجع الاسد ذكره صاحب المشكوة فى باب الكرامات

وَلَنْ تَرٰى مِنْ وَّلِيٍّ غَيْرَ مُنْتَصِرٍ

بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرَ مُنْقَسِمٖ

"من" فى الموضعين زائد وضمير "به" للرسول و"الانقسام" بالقاف هو الرواية وهو الانكسار فرقة الانقصام بالفاء اعنى الانكسار مع البينونة و"غير" فى المحلين جار مجرى الوصفية ونصبه على انه مفعول ثان لترى على ان يكون من رؤية القلب ورفعه على انه خبر مبتدا محذوف هو هو يعنى ولن تعلم وليا له صلى الله عليه وسلم غير منصور به ولا تبصر عدوا حال كونه غير مكسور ومقهور به

Marfat.com

بل کل ولی منتصر وکل عدو منکسر [1]

اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِیْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ

کَاللَّیْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِیْ اَجَمِ

"الاحلال" انزال و"الاشبال" جمع بکسر الشین وهو ولد الاسد و"الاجم" بفتحتین جنس مغابة الاسد والواحد اجمة ای احل امته المرحومة فی حصن الملة المعصومة کما ان الاسد ینزل مع اولاده فی اجمة للحوطة وفیه ایماء الی ان الملة کالحصن للامة فمن التجی الیه سلم من الافات ومن خرج عنها تعرض للبلیات لما ورد فی الحدیث القدسی لا الٰہ الا اللہ حصنی فمن دخل حصنی اَمِن مِنْ عذابی وفی المصراع الثانی اشارة الی انه صلی اللہ علیه وسلم من کمال شفقته ورحمته وتادیبه وتعظیمه لامته کالاب لهم قال اللہ تعالی النبی اولی بالمؤمنین من انفسهم وازواجه امهتهم وفی قراءة شاذة وهو اب لهم

کَمْ جَدَّلَتْ کَلِمَاتُ اللّٰهِ مِنْ جَدِلٍ

فِیْهِ وَکَمْ خَصَّمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ

"کم" خبریة و"جدلت" بالتشدید اوقعت علی الجدالة وهی الوضع علی وجه الارض و"فیه" یقرء بالالف شاذ

---

[1] وفی الخریطی "ان الاصحاب منتصرون به صلی اللہ علیه وسلم فی کل الاوقات والاعداء مقهورا - ومعلوم ان جمیع الاولیاء منتصرون به صلی اللہ علیه وسلم - ولذا قال الولی الشیخ احمد المدنی لم تکن الاقطاب اقطابا ولا الاوتاد اوتادا الا برؤیة اللہ وتعظیمهم له واجلالهم شریعته ..... وکل من یتکلم بما یتاذی به علیه الصلوة والسلام فهو عدو ولذا قال الحقی فی روح البیان حکی عن بعض الکبار انه قال کنت فی مجلس بعض الغافلین فتکلم الی ان قال لا مخلص لاحد عن الهوی ولو کان فلانا اراد به النبی علیه السلام حیث قال حُبِّبَ الیَّ من دنیاکم ثلاث - فقلت له اما تستحی من اللہ فانه علیه السلام ما قال احببت بل قال حُبِّبَ فکیف یلام العبد علی ما کان من اللہ کرامة ثم حصل لهم وغم من استماع هذا الکلام فرئیت النبی صلی اللہ علیه وسلم فی المنام فقال لا تغتم فقد کفینا امره ثم سمعت انه خرج الی ضیعة له فقتل فی الطریق - نعوذ باللہ عن التطاول علی الانبیاء ورثتهم من العلماء والاولیاء انتهی - ١٢

Marfat.com

الضمير اليه صلى الله عليه وسلم "وخصم" اى غلب فى الخصومة من خاصمت زيدا فخصمته "والجدل والخصم" بكسر فيهما صفتا مبالغة وهما مفعولان و"من" زائدة فيهما والمعنى كثير من المرات قطعت وغلبت كلمات الله من الآيات البينات المبالغة فى الجادلة والمجاهدة فى المعارضة لاظهار نبوته واشعار رسالته صلى الله عليه وسلم ومن الكرامات الزمن الحجج الواضحة والمعجزات الظاهرة المخاصمة غاية المخصومة والمعالجة

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْأُمِّيِّ مُعْجِزَةً

فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّادِيبِ فِي الْيُتُمِ

"الباء" زائدة كما فى قوله تعالى وكفى بالله شهيدا و"اللام" للجنس والمراد به الفرد الكامل الاعم منسوب الى الام وهو من لم يدرك تربية الاب او على وصف خرج من بطن امه بدون اكتساب قراءة وكتابة او منسوب الى امة العرب وهم قوم غالبهم عدم معرفة الكتابة والحساب و"التاديب" مصدر المجهول وهو معطوف على العلم و"اليتم" بضمتين مصدر جعل حينا فى المعنى وهو بمعنى "اليتيم" كالعدل بمعنى العادل ويرد قوله "معجزة" بعد قوله "اليتم" للعلم بهما مما قبل واراد بالمعجزة الخارق للعادة وان اعتبر فيها مع ذلك اقتران بالتحدى وهو دعوى الرسالة مع عدم المعارضة من الرسل اليهم والمعنى ان معجزاته كثيرة لا تحصى وخوارق عاداته شهيرة لا يخفى واذا نظرت بعين البصيرة والاهتداء وكحلت بصرك بنور التوفيق والاقتفاء رئيت ذاته الشريفة مع صفاته محل خارق العادات الربانية ومظهر المعجزات السبحانية

حينئذ كفاك ايها الطالب بمعجزاته وحسبك ايها الراغب بخرق عاداته الدالة على كمال كرامات العلم والمشتمل على الاصول والفروع المختلط بالمعقول والمسموع ممن لم يتعلم من العلماء ولم يكتب مع الادباء فى زمن كثرة الجهل والسفهاء حيث صرف فيه شرع السابق وصرف الوحى اللاحق وكذا كفاك كونه مؤدبا بمكارم الخصال ومتادبا على وجه الكمال فى اوان يتمه وزمان حداثته واول خلقته وفطرته بلا وجود اكتساب رياضى بل بجود الهى فياضى بغض اليه الاوثان وكره اليه العصيان وحبب اليه الايمان وزين اليه العرفان ووصل الى مقام الاحسان وهذا معنى قوله صلى الله عليه وسلم ادبنى ربى فاحسن تاديبى وقال بعضهم حسبى ربى من كل

خَدَمَتْهُ بِمَدِيحٍ اسْتَقَالَ بِهِ ذُنُوبَ عُمْرٍ مَضَى فِي الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

Marfat.com

"المديح" مايمدح به وقيل انه مصدر و"الاستقالة" طلب العفو واراد بالشعر ههنا معناه المصدرى اى الاتيان بالكلام الموزون المقفى وكثيرا مايطلق على نفس ذلك الكلام فيمكن ان يقدر مضاف اى ما فى استعماله او تاليفه و"الخدم" بكسر الخاء جمع خادمة والمراد بها خدمة المخلوقين كما ان المراد بالشعر الشعر المذموم وجملة "استقيل" صفة "لمديح" وقيل حال من فاعل خدمته والمعنى انتشرف بخدمته صلى الله عليه وسلم باستعانة مديح اطلب العفو من الله تعالى سبب ذنوب مدة حيوة مضت بالاشتغال بالشعر فى مدح الناس ومذمتهم وضاعت فى خدمة ارباب الدنيا لاغراض فاسدة فى صحبتهم

اِذْ قَلَّدَانِیْ مَا تَخْشٰی عَوَاقِبَهٗ

كَاَنَّنِیْ بِهِمَا هَدْیٌ مِّنَ النَّعَمِ

"اذ" تعليلية لاستقيل والتقليد ربط العنق ويجئ بمعنى الالزام ويقرأ البيت بفتح الياء من "قلدانى" والضمير فى "بهما" راجع الى الشعر والخدمة المذمومين و"الهدى" مايهدى من النعم وهو الابل والبقر والغنم للذبح فى الحرم ومن شانه ان يقلد اى يتعلق شئ فى عنقه ليعلم انه هدى فلا يعترض له شئ ثم يخبر "من" بيانية والمعنى لان فضول الشعر وحصول خدمته الخلق الزمانى علقا رقبتى الاثام والاوزار التى تخشى عواقبها من انواع العقاب فى عاقبة الدار وكاننى عينت للهلاك بسببهما فانما اوقعانى فى معرض التبار

اَطَعْتُ غَیَّ الصِّبَا فِی الْحَالَتَیْنِ وَمَا

حَصَلْتُ اِلَّا عَلَی الْاٰثَامِ وَالنَّدَمِ

اى اطعت ضلالة الصبا وجهالة الشباب الناشية عنهما فى حالتى استعمال الشعر واشتغال الخدمة وتضييع العمر بهما والحال انا ما حصلت شيئا من جهتهما الا الوقوع على المعاصى والندامة والتحسر والتحزن على ما وقع من المناهى والمراد بالندم مايترتب عليه الندامة والا فالندم نفسه توبة وهى موجبة للنجاة وللدرجات وسيلة فلا يدخل تحت الشكاية ويروى "حصلت" بالتخفيف فالمعنى ما وقعت على كل شئ من الاغراض الباطلة والمقاصد الفاسدة الا على المعاصى والندامة ويمكن لفا ونشرا فالاثام مترتبة على مدح الفسقة والندامة على خدمة الجهلة .

Marfat.com

فَيَا خَسَارَةَ نَفْسِيْ فِيْ تِجَارَتِهَا
لَمْ تَشْتَرِ الدِّيْنَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَسُمِ

فى بعض النسخ "فيا خسارة النفس" على التنكير والمنادى هنا محذوف اى يا قوم اعتبروا خسارة نفسى او المنادى وهو خسارة نفسى اى تعال ليعجبوا منك فى امرك ونداء غير العقلاء شائع فى كلامهم قال المحلى فيه معنى التعجب اى ما اخسرها والمراد بالاشتراء الاستبدال والدنيا بمنزلة الثمن فلهذا دخله الباء "والسوم" طلب الشراء من باب نصر والمعنى انظروا يا اصحابى واعتبروا يا احبابى من خسارة نفسى الفاسدة فى معاملتها الكاسدة من ايثار الدنيا الفانية مع معارضتها للعقبى الباقية على الدين القويم الموصل للنعم المقيم حيث لم تشتر الملك الباقى بالثمن الفانى وانه لقصد تحصيل الدين بترك الدنيا بحسن النية وصفاء الطوية وفيه مبالغة لا تخفى وايماء الى عدم امكان الجمع بعينهما وقال بعض اهل الاشارة اى لم تبدل الدنيا بالدين مع انه يحصل بادنى تبديل وهو جمع الالف الدالة على حسنة الانوثة وتقديم باء البين "المفطورة لتقديم المسيرة وتقديم الهاء على تاخيرة تورية النفس المائلة الى الزهر

وَمَنْ يَبِعْ اِجِلًا مِّنْهُ بِعَاجِلِهِ
يَبِنْ لَهُ الْغَبْنُ فِيْ بَيْعٍ وَّفِيْ سَلَمٍ

"الآجل" بالمد هو الآتى بعد اجل والمراد به الدنيا ومنه يقرء بالاشباع وضمير راجع الى من وكذا ضمير "عاجله" وروى بعاجلة بالتانيث وقيل ضمير منه يعود الى الذين ومدخولة الباء هو الثمن المذكور دون الثمن المتروك على المشترى حذف عنه المضاف اليه اى بيعه وسلمه و"يبن" مضارع مجزوم من باب بان يبين كباع يبيع بمعنى ظهر والبيع انواع بيع العين بالعين وهو المقايضة وبيع الدين بالعين وهو السلم بفتحتين وبيع العين بالدين وهو الدائن وبيع الثمن بالثمن وهو الصرف وما نحن فيه من قبيل السلم ولهذا تعرض له مع اندراجه تحت البيع وفيه اشارة الى رد من يقول من الملاحدة الدنيا نقد والاخرة نسيئة واعطاء النقد لها غير معقول فان السلم انما يكون باعطاء النقد للنسيئة وحذاق التجار يقولونه بالقبول ولذا ذم الله تعالى الكفرة بقوله كلا بل تحبون العاجلة وتذرون الاخرة وقال من يريد العاجلة عجلنا له فيها ما نشاء لمن نريد

Marfat.com

لمن يريد اى لا لكل من يريد ثم جعلنا له جهنم يصلاها مذموما مدحورا اى مطرودا ومن اراد الاخرة وسعى لها سعيها وهو مؤمن فاولئك كان سعيهم مشكورا كلا نمد هؤلاء وهؤلاء من عطاء ربك وما كان عطاء ربك محظورا اى ممنوعا وحاصل المعنى ان من اخذ العاجلة وترك الاجل يظهر له الخسارة الكاملة فى تجارته والغبن الفاحش فى معاملته قال الغزالى لو كانت الدنيا ذهبا فانيا والاخرة خزفا باقيا لاختيار العاقل الخزف الباقى على الذهب الفانى فكيف والامر بالعكس وقال تعالى من كان يريد حرث الاخرة نزد له فى حرثه اى باعطاء الدنيا له ايضا ومن كان يريد حرث الدنيا نؤته منها اى بعضها وما له فى الآخرة من نصيب

وَإِنْ أَتَتْ ذَنْبًا فَمَا عَهْدِي بِمُنْتَقِضٍ

مِّنَ النَّبِيِّ وَلَا حَبْلِي بِمُنْصَرِمٍ

روى "عقدى" موضع عهدى والمعنى ان افعل ذنبا او اسئ كسبا وعدل من قوله الظاهرة ان اذنبت اما للاستخطار او لارادة الاصح فليس عهدى وهو الايمان بالنبى او الامان منه منتقضا لان نقض التوبة بارتكاب المعصية لا ينقض عهد الايمان ولا عقد الامان ولا حبلى اى ولا تعلقى بزيل لمحبته ولا رجاء شفاعته صلى الله عليه بمنقطع لا من جانبى ولا من جهته صلى الله عليه وسلم وقيل المراد من العهد ما يفهم من قوله صلى الله عليه وسلم من قال لا اله الا الله دخل الجنة وبالحبل ما يعلم من قوله تعالى ومن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى لا انفصام لها [1]

فَإِنَّ لِي ذِمَّةً مِّنْهُ بِتَسْمِيَتِي

مُحَمَّدًا وَهُوَ أَوْفَى الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

يقرأ "منه" باشباع الضمير الراجع اليه صلى الله عليه وسلم وتسمينى مصدر مجهول مضاف الى مفعوله الاول و"محمدا" عليه الصلوة والسلام مفعوله الثانى و"الذمم" بكسر اوله جمع الذمة وهى العهد

---

[1] الاصوب ان يكون المراد من العهد والحبل هو الوعد الذى جاء فى التسمية بمحمد (صلى الله تعالى عليه وسلم) خ ل ف - ١٢

Marfat.com

والامان والسلام وقيل المراد بالذمة ههنا وعد الشفاعة لمن يسمى بمحمد واحمد على ماروى وحاصل هذا البيت تعليل للحكم في البيت السابق والمعنى لان اسمي محمد وهو دال على محبته احمد والاسم لا يتغير بمخالفة المسمى وهو صلى الله عليه وسلم بمراعاة الذمم اوفى فيقوم بحقها بالشفاعة لاهلها في دار العقبى [1]

اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِيْ مَعَادِيْ اَخْذًا بِيَدِيْ
فَضْلًا وَّاِلَّا فَقُلْ يَا زَلَّةَ الْقَدَمِ

"المعاد" مصدر او مكان او زمان والمراد منه رجوع الارواح الى الابدان والاخذ باليد كناية عن المعاونة وفضلا تمييز والا بكسر الهمزة وتشديد اللام ورى بالتنوين وهو بمعنى الذمة والعهد قال الله تعالى لا يرقبون في مؤمن الا ولا ذمة وهو الصحيح اى وان لم يكن معينا فضلا اى احسانا فان الكرم على الوعد او عدلا وهو الوفاء بالعهد والذمة فالواو بمعنى او وروى بغير تنوين فهو مركب من ان الشرطية ولا النافية بمعنى وان لم يكن كذلك وظاهرة مفسدة للمعنى كما لا يخفى فهو بمعنى الشرط الاول وتاكيد له والجواب فقل خطاب مجرد من الزمان اى فقل يا زلة القدم احضري فهذا اوانك وهي عبارة عن الوقوع في المهالك ويمكن حملها على زلة القدم عن الصراط في النار ويمكن ان يقال الخطاب عام اى فقل لي ايها الخاطب يا فلان احذر زلة القدم واما ما قيل من تقديره وان لم يكن عهد في الاولى وفضلا في الاخرى ففيه ان الشرط الاول يبقى بلا جزاء اللهم الا ان يقال يدل عليه جزاء الثاني واما قيل من ان معنى وان لم يكن فضلا بان يكون عدلا ففيه ما فيه انه غير صحيح المعنى لانه ريب في العدل في ذلك اليوم لان الحكم لا يكون الا الى الله وايضا يرجع الكلام الى انه ان اخذ بيدي عدلا وهو غير ملائم كما لا يخفى

حَاشَاهُ اَنْ يُّحْرِمَ الرَّاجِيْ مَكَارِمَهٗ
اَوْ يَرْجِعَ الْجَارَ مِنْهُ غَيْرَ مُحْتَرَمِ

حاشاه تنزيه له اومعناه جانبه ويحرمه من حرمه يحرمه كضربه يضربه اومن احرمه بمعنى منعه يتعدى الى مفعولين وهو مبني على المفعول وقيل على الفاعل وسكون الراجي من ضرورة الشعر والجار

---

[1] هو صلى الله عليه وسلم مامول ومرجو في كل حال وزمان ۔ حزيون ۔

Marfat.com

مرفوع فيرجع لازم بمعنى يصير ويعود اومنصوب متعدى بمعنى يرد ويعيده والجار بمعنى المستجير الداخل فى الجوار والعهد والامان وضمير منه بالاشباع الى النبى صلى الله عليه وسلم منزه ان يحرم راجيه عن الاكرام اويرد المستجير منه بغير احترامانه معدن الكرامات ومنبع الاحترامات

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْكَارِیْ مَدَائِحَهٗ

وَجَدْتُهٗ لِخَلَاصِیْ خَیْرَ مُلْتَزَمٍ

منذ بمعنى اول المدة مفعول فيه لوجدت والخلاص مفعول الملتزم بكسر الزاء واللام لتقوية العمل يقال الزمت الشئ ذا ترمه اى جعلته كفيلا للشئ فيكفل به وواجبه على نفسه والاظهر ان اللام للعلة متعلقة بوجدته وللعنى ان من مكارمه المحسنة واخلاقه المستحسنة اعامن حين توجهت اليه بصوت افكارى لديه فى انشاء مدائحه باخلاص النية وصدق الطوية تكفل لى وقام بتخليصى من كل شدة وبلية

وَلَنْ یَّفُوْتَ الْغِنٰی مِنْهُ یَدًا تَرِبَتْ

اِنَّ الْحَیَا یُنْبِتُ الْاَزْهَارَ فِی الْاَكَمِ

الغنى بكسر مع القصر بمعنى اليسار ومع المد وبالنون مع القصر الاقامة ومع المد الكفاية وقد جمع الاربعة من قال من يكن له غنى يمل فى غنائى وفى دور غنى لاهل الغناء ومنه باشباع الضمير صفة للغنى من جهته ويدا اى ايمن وتربت اى افتقرت واريد باليد ايدى المحتاجين والنكرة فى سياق النفى يفيد العموم والحيا بالقصر مطر والازهار جمع زهر والاكم جمع اكمة بمعنى الربوة وهى التل والمقصور تشبيه جوده فى عموم النفع ونيل المرام بالمطر فى حيث استحقاق العطا اويستحق المنع وفيه اشارة الى انه صلى الله عليه وسلم رحمة للعالمين وسبب للغنى الظاهر والباطن للعلماء العاملين والبيت الذى كان قبله مقيد الدفع الضر عن الملتجى اليه وهذا مشير الى حصول النفع من المطامع اليه ولما كان موهما انه اراد بالنفع النفع الدنيوية دون الحظ الاخروية فدفع الوهم من الخيال فقال

وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْیَا الَّتِیْ اقْتَطَفَتْ یَدَا زُهَیْرٍ بِمَا اَثْنٰی عَلٰی هَرِمٍ

فى اكثر النسخ اقتطفت يقال قطفت الثمرة اقتطفها جناها وفيه اشعار بان المذموم انما هو تكلف الحصول وطلب

Marfat.com

الوصول الى الامر الفلانى واما اذا وقع تبعا للمقصود الباقى من غير قصد للفاعل فلا يضر كما فى موافقة الهوى للهدى والمراد بزهرة الدنيا مستلذاتها المشبهة بالزهر فى زينة جمالها وسرعة زوالها وزهير بالتصغير هو ابن سلمى بضم السين احد الشعراء السبعة التى كانت قصائدهم معلقة على الباب الكعبة المشرفة لما سقطت عند نزول قوله تعالى وقيل يا ارض ابلعى ماءك و الايه والباقى خاله وابوه واخته و بنته وابنته وسبطة وهرم بفتح الهاء وكسر الراء اسم رئيس قبيلة غطفان وهو من اجود ملوك العرب ولزهير فيه مدائح واشعار وصل بها منه اليه كثير من وعطايا لم تأت فى العادات قيل الشعراء اربعة امرؤ القيس اذا ركب والنابغة اذا رهب وزهير اذا رغب والاعشى اذا طرب والباء فى بما للبسة وما مصدرية او موصولة والعائد محذوف

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِى مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ

سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

للخلق بمعنى المخلوق واللام للجنس او الاستغراق وفى نسخة الرسل بسكون السين جمع رسول ويلزمه ان يكون افضل الخلق بالاولى ويكون ايضا للرد على المعتزلة الذين يفضيل الملائكة وما ذانية او استفهامية الكارية واللوذ بمعنى التجاء والعوذ والحول الوقوع والنزول والحادث مفرد الحادثات بمعنى الآفات والبليات والعمم بفتح العين المهملة والميم وبكسر الميم الاولى وكلاهما مسموع من عم ضد خص والمراد بالحادثات الشدائد والموت وهو القيمة الصغرى او القيمة والمراد الشفاعة العظمى واعلم انه لما ذكر الناظم مع نعوت ذاته وكمالات صفاته صلى الله عليه وسلم انتقل من حال الغيبة الى مقام الحضور فناداه به بالخطاب باحسن الادب كما قيل فى اول الكتاب

وَلَنْ يَضِيْقَ رَسُوْلَ اللّٰهِ جَاهُكَ بِىْ

اِذَا الْكَرِيْمُ تَجَلّٰى بِاسْمِ مُنْتَقِمٖ

---

۵ چہ کم گردد اے صدر فرخندہ پے — ز قصر رفیعت بدرگاہ حق
کہ باشند مشتے گدایاں خیل — بمہماں دار السلام از طفیل

Marfat.com

رسول الله منادی حذف نداءه والجاه من وجاهه وهی رفعة المنزلة وسعة المرتبة وفی متعلق بیضیق ای بسبب شفاعتی واذکان ذانی نسخة للظرفیة وتحلی بالحاء انصف وبالجیم انکشف والاول اصح روایة والثانی اوضح دایة وان انصاف ازلی وانکشاف زمانی والکریم ہ اللہ تعالی وحقق بذکرہ مع انه من صفات الجمال فی مقام الانتقام مع انه من صفات جلال لیحصل الاعتدال ولا ینقطع قلوب الرجال ولهذا مدح لطیف ومعجون شریف کما فی قوله تعالی ما غرك بربك الکریم ۵۱ تعلیما لان یقول ما غرنی الا کرمك وفی الجمع بینهما ایما الی ما قیل نعوذ بالله تعالی من غضب الحلیم ثم یحتمل ان یکون البیت الاول مشیرا الی الشفاعة الکبری عند عموم البلوی حین یقول الخلق نفسی نفسی حتی الانبیآء علیهم السلام والبیت الثانی مشعرا الی الشفاعة الخاصة لهذه الامة فی مواطن القیمة ولهذه من جاه صلی الله علیه وسلم عند الله تعالی لان الجاه هو القدر والمنزلة ولا منزلة فوق هذه المرتبة

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا
وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

من تبعیضیة وضرتها بنصب عطف الدنیا بالاسمیة وهی الآخرة شبهت بالضرة لتعذر الجمع بینهم وبین صاحبها کتعسر الجمع بین المرتین کما قال صلی الله علیه وسلم من احب اخرته اضر بدنیاه ومن احب دنیاه اضر باخرته فاثروا ما یبقی علی ما یفنی ومن لطائف ما قیل عتبت علی الدنیا لتاخیر عالم وتقدیم مدی جهل فقالت خذ العذر بنو الجهل ابنائی بذلك رفتم واهل الغنی اولا دوق الاخرة وعلم اللوح منصوب وقیل مرفوع ووجههما ظاهر والجود صفة هی مبداء افادة ما ینبغی لا لعوض ولا لغرض والمعنی لان یضیق جاهك بجودك للاحد من امتك لان من جملة جودك واحسانك الی الخلق جمیعا خیر الدنیا بالهدایة وخیر العقبی بالشفاعة وقیل معنی کون الکونین من جود صلی الله علیه وسلم انه واسطة فی فیضان الوجود علی الماهیات وقیل ان الجود علی الموجودات وفیه تلمیح الی حدیث لولاك لما خلقت الافلاك واضطرب الشراح فی مصراع الثانی فقیل العلم

ہ لعل الله اطلعه علی جمیع ما فی اللوح وزاده ایضا لان اللوح والقلم متناهیان فما فیهما متناه ویجوز احاطة المتناهی بالمتناهی هذا علی قدر فهمك اما من اکتحلت بصیرته بالنور الالهی فیشاهد بالذوق ان علوم اللوح والقلم جزء من علومه تعالی هی جزء من الله سبحانه لانه علیه السلام عند الانسلاخ عن البشریة کما لا یسمع ولا یبصر ولا یبطش ولا ینطق الا به جلت قدرته کذلك لا یعلم الا بعلمه الذی لا یحیطون بشیء منه الا بما شاء کما اشار الیه بقوله وعلمك ما لم تکن تعلم الخ من شیخ زاده

Marfat.com

مضاف الى فاعله اى علم اللوح والقلم الاشياء فاحتاج الى القول بان له ادراكا وشعورا بما نسب اليه وقيل انه مضاف الى المفعول اى علم الناس باللوح والقلم وحتاج الى القول بان فيه اقوالا وقيل ان الله تعالى اطلعه ما كتبه القلم فى اللوح المحفوظ وهو علم الاولين والآخرين وهو الاظهر وتوضيحه بان المراد بعلم اللوح ما اثبت فيه من النقوش القدسية الصور الغيبية وبعلم القلم به كما شاء والاضافة لادنى ملابسة وكون علمهما من عنده تنزع الى الكليات والجزئيات وحقائق وعوارف وعلوم يتعلق بالذات والصفات وعلمهما يكون سطر من سطور علمه ونهرا من بحور علمه ثم هذا هو من بركة وجوده على ما نقل انه ورد اول ما خلق الله نورى اى فنظر اليه تعالى نظر هيبته فانشق نصفين فخلق من نصفه الكونين وهو المراد بالقلم ولذا ورد اول ما خلق الله القلم فلا تعارض والحاصل ان الدنيا والآخرة من آثار وجوده وما ظهر من القلم من آثار اللوح من آثار صفاته وما ظهر على اللوح من آثار صفاته وفى البيت ايماء الى ان الجاه انما هو بالحلم بالله تعالى والجود على الخليقة كما ورد ان كمال الايمان التعظيم لامر الله تعالى والشفقة على خلق الله

يَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِى مِنْ زَلَّةٍ عَظُمَتْ

اِنَّ الْكَبَائِرَ فِى الْغُفْرَانِ بِكَ اللَّمَمُ

روى نفس بضم السين على انه منادى مضاف الى ياء المتكلم وتخفيف النفس بالخطاب وما يترتب عليه من العتاب اشعارا بان القنوط ايما ينشأ من النفس والا فالعقل مجوز والنقل صحيح قوله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء فيه رد على المعتزلة والخوارج القائلين بخلود اهل الكبائر فى النار واحاطة النقل الداخلين فى مشيئة الغفران فلا تيأس نفس الفئتين من رحمة الله تعالى الآيسين من فضل الله تعالى وفى قوله لا تيأس من روح الله الا القوم الكافرون وفيه اشارة لطيفة الى ان الكفر هو محل اليأس لا غير من الكبائر لا تقنطى بفتح النون وكسرها واذ الكبائر استيناف فيه معنى التعليل والمعنى ايها النفس او نفسى لا تيأسى من غفران زلة او من اجل اتيان معصية كبرت فى الكيفية واكثرت فى الكمية فان الكبائر من الذنوب فى جنب غفران الله تعالى كالصغائر من العيوب فانهما يستويان فى كونهما تحت القدرة وضمن المشيئة كما يشير اليه الآية وقد ورد ما نزل قوله تعالى فى حق خلص عباده او كل عباده الذين يجتنبون كبائر الاثم والفواحش الا اللمم انشد صلى الله عليه وسلم ان تغفر اللهم اغفر جما اى عبدك لا الما وقال القشيرى فى قوله تعالى يا عبادى الذين اسرفوا الآية التسمية بيا عبادى مدح والوصف بانهم اسرفوا ذم فلما قال يا عبادى طمع المطيعون ان يكونوا هم المقصودين بالخطاب والمطلوبين بالعتاب فرفعوا رؤسهم ونكس العصاة اعناقهم وقالوا من نحن حتى يقولوا لنا هذا ولما قال الله تعالى والذين اسرفوا القلب الحال وتقلب المال فالذين نكسوا رؤسهم

Marfat.com

اشعشوا زلت زلتهم والذين رفعوا رؤسهم اطرقوا وارتفعت صولتهم ثم سلاهم بقوله على انفسهم ثم قفاهم بقوله لاتقنطوا من رحمة الله ثم اكد الذنوب المستغرق بالالف واللام بقوله بجميع فكانه قال اغفرها لا اترك فان كان لكم جناية هميمة ففى عناية قديمة قال ورحمتى وسعت كل شىء

لَعَلَّ رَحْمَا رَبِّي حِيْنَ يَقْسِمُهَا

تَأْتِي عَلَى حَسَبِ الْعِصْيَانِ فِي الْقِسَمِ

القسم بكسر القاف جمع القسمة اى ارجوا من حسن ظنى ظن قلبى ان رحمة ربى حين يقسمها ويظهر يوم القيمة على ارباب النفوس اللوامة ياتى على مقدار عصيانهم لا على حسب جرمانهم والا فرحمته واسعة من ذنوبنا وفضله اشمل من عيوبنا او تظهر على مراتب العصيان الصادر من نوع الانسان بان يكون الرحمة الصغيرة على طبق السيئة الصغيرة والكبيرة على وفق الكبيرة وكذا القلية والكثيرة ولذا قال بعض الظرفاء من كمال العرفاء من كما ظهور رحمته فى العقبى يندم المذنبون على تقليل معصيتهم فى الدنيا ويدل عليه ماورد فى الخبر ان الله تعالى يظهر صغار ذنوب عبد ويغفرها ويعطيه فى مقابلها اجورا كثيرة فيقول العبد كان لى ذنوب كثيرة فضحك رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى بدت نواجذه فهذا يدل على سعة الرجاء فيجب التزام الدعاء والرجاء

يَارَبِّ وَاجْعَلْ رَجَائِيْ غَيْرَ مُنْعَكِسٍ

لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِيْ غَيْرَ مُنْخَرِمٍ

رب محذوف الياء واكتفاء بالكسرة فاجعل بالفاء والانخرام بالخاء المعجمة بمعنى الانقطاع والمعنى يارب ارحمنى بمحو عيوبى وغفران ذنوبى واجعل رجائى غير منعكس عندك بان يكون الخذلان موضع

لطف وکرمش عاشق حسن گنہ است — من عادت آں بہانہ جو میدانم
زاہد نکند گنہ کہ قہاری تو — ما مرتکب گناہیم کہ غفاری تو
وقہریت خواند ایکہ ما غفاریت — یارب بکدام نام خوشداری تو

Marfat.com

الغفران العقوبة مكان الرحمة واجعل حسابى وظنى بك غير منقطع عن فضلك كقولك فى الحديث القدسى انا عند ظن عبدى بى

وَالْطُفْ بِعَبْدِكَ فِي الدَّارَيْنِ إِنَّ لَهُ
صَبْرًا مَّتَى تَدْعُهُ الْأَهْوَالُ يَنْهَزِمُ

واللطف هو الاحسان الخفى الذى ليس له سبب جلى قيل من لطفه تعالى بالعبد ابهام عاقبة عليه لولا علم سعادته لقل عمله واستدالیه ولولا علم شقاوته الیس وترك التذلل لديه وقيل من لطفه تعالى عليه اخفاء اجله عليه لئلا يستوحش ان كان قد نا اجله ولا استقصر اذا طال امله اوليتأخر عمله وفى نسخة ارفق موضع اللطف وفى نسخة تدعه ولقى موضع تلقه واللقى اظهر والمعنى الطف يا لطيف بعبدك الضعيف فى الدنيا بتوفيق الطاعة وفى عقبى بالرحمة ونيل شفاعته ان له صبرا قليلا ينقلب فى الاحوال متى تلقه الافزاع والاهوال ينهزم ولا يثبت كالجبال من الرجال ثم لالجاء اقوى من متابعته وملازمته صلى الله عليه وسلم شرف وكرم ولذا قال

وَائْذَنْ لِسُحْبٍ صَلٰوةٍ مِّنْكَ دَائِمَةٍ
عَلَى النَّبِيِّ بِمُنْهَلٍّ وَّمُنْسَجِمٍ

اذن بمعنى امر من باب علم السحب بضمتين جمع سحاب سكن خاؤه تخفيفا والمراد من الصلوة مزيد الشرف والكرامة ومنك صفة صلوة اى واقفة ودائمة صفة بعد صفة وعلى النبى متعلق بالصلوة اودائمة وبمنهل متعلق بائذن ومنسجم بكسر الجيم على الصحيح عطف عليه والتقدير ايذن بافاضة مطر منصب شامل قيل اتى الناظم بالصلوة على سيد الكرام بابلغ الوجوه واحسن النظام حيث جمع فى بيته ذكر الصلوة ودوامها ونزولها وابتداء النزول ومنتهاه وكثرتها فى ضمن الانصباب وعمومها فى طى السيلان ومحلها وتشبيهها بالامطار واثبات السحب لها فهذه عشرة اشياء يستفاد من كلامه بعضها بالدلالة وبعضها بالاشارة فى لفظ ايذن ايذان بان سحب الصلوة حاضرة واقفة موقوفة على اذنه تعالى والاذن متحقق فانه سبحانه وتعالى مع الملاء الاعلى يصلون عليه صلى الله عليه وسلم وقد

Marfat.com

امر عبيده المنقادين لديه بقوله صلوا عليه وسلموا تسليما تشريفا له وتعظيما ومهابة وتكريما .

مَا رَنَّحَتْ عَذَبَاتِ الْبَانِ رِيحُ صَبًا

وَأَطْرَبَ الْعِيسَ حَادِي الْعِيسِ بِالنَّغَمِ

رنحت بتشديد النون المفتوحة والحاء المهملة اى امالت وما مصدرية ظرفية لايذن قيل وتسمى دوامية على عرفهم لارادة الدوام بها وما مدة لدلالتها على مدة مديدة فان هبوب الصبا وتزنيحها الاغصان البان ان لم يوجد على الدوام لكن يمتد الاوان وامتداد الزمان انتهى وحاصل كلامه ان المراد ما دامت وعبر بما لايخلو عنها لكن قال بعض الشراح هذا كناية عن التابيد وعذبات بالحركات اى اغصان البان وهو شجر له اغصان لطيفة واصل عن بة الشئ طرفه اللطيف والصبا هى الريح التى تهب من مطلع الشمس اذا استوى الليل والنهار تقابل باب الكعبة الشريفة فكانها تصبوا اليها وتميل وقد يقال القبول ويقابل الدبور التى تهب دبر الكعبة وفى الحديث نصرت بالصبا واهلكت عاد بالدبور قيل ويكون الصبا حارة رطبة تؤثر فى الاشجار والاغصان تليينها تهيج القوى النامة فى الارض وتزينها بانواع الانوار واصناف الازهار تبرك الشعرا بذكرها فى الاشعار كما قال الاشعار الا يا صبا نجد متى هجت من نجد فقد زاد فى سواك وجدا على وجد واضافة الريح الى الصبا من اضافة العام الى الخاص وهى فاعل وعذبات مفعول كذا قال غالب الشراح لكن ذكر العلامة مولانا عصام الدين ان فيه اشكال وهو ان رنح فى اللغة مبنى للمجهول كما يدل عليه التاج والصحاح فينبغى ان يقراء مجهولا ويجعل ريح صبا فاعل فعل محذوف اى اماله ريح صبا ليكون الترتيب من قبيل يسبح له فيها بالغدو والاصال رجال والصواب يسبح له فيها بالغدو والاصال رجال ثم رأيت القاموس وافق الصحاح فقال ترنح تمايل وغيره رنح عليه ترنيحا بالضم غشى عليه او اعتراه وهن فى غطامه فتمايل وهو مرنح محمد لكن ظهر لى ان بناء المجهول مختص بما اذا تعدى بعلى ويدل عليه خصوص المعنى ولان ترنح مطاوع فلا بد له من فعل متعد وهو لا يكون الا معلوما كما هو معلوما فارتفعت الجهالت وصح ما ورد لا يجتمع امتى على الضلالة ثم رأيت قال ابن الغازى يقال رنحت الريح الغصون اى اماله ثم ذكر ما فى الصحاح هذا والطرب الهيئة الحاصلة من المسرة المقتضية للهمزة و الحركة من طرب يطرب كحفظ يحفظ ويعدى بالهمزة والعيس منصوب على المفعولية جمع اعيس وهى الابل التى يخالط بياضها شعرة او ابيض يقرب الى الهمزة وهى كرائم الابل ولذا اورد فى بعض الاحاديث افضل من حمر النعم والحد سوق الابل وقيل الغناء بما قال فقهاؤنا وهى تلك النداء ان تلك النداء ان اغناء الابل الحداء والنغم الصوت الحسن وفى القاموس النغم محركة وبسكون الكلام الخفى الواحدة بهما ونغم فى الغنا كضرب ونصر وسمع تنغم انتهى فما تنقل ابن الغازى عن ابن المرزوق ان النغم بيت القصيدة بكسر النون يحتاج

Marfat.com

الی نقل الصریح او دلیل والجامع بین ترنیح الاعضان وتفریح الهیجان ایصال طائفة من النبات وجماعة من الحیوان الی ظهور جمالها وحصول کمالها وفیه تنبیه نبیه علی ان الصلوة علیه صلی الله علیه وسلم موجبة لجمال المصلی وکماله ومقتضیة الطرب حاله وحسن ماله وصلی الله تعالی علیه وسلم وشرف کرم وعلی آله الی یوم الدین والحمد لله رب العالمین والحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات قد تم شرح القصیدة البردة لملا علی قاری بید الفقیر الی الله الغنی خالد غفر له ولوالدیه ولاحبائه ولجمیع المؤمنین والمؤمنات بمحض فضله العمیم وکرمه الخفی والجلی واللطف الوسیع

۱۴ ذوالقعدہ ۱۳۲۴

واٰخر دعوانا ان الحمد لله ربّ العالمین،
وصلی اللهُ تعالیٰ علےٰ خیر سَیّدنا خلقه و نور عَرشه
سَیّدنا محمّد واٰله واصحابه اجمعین، آمین!
طالب دعاء فقیر محمّد رحیم

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com